

در بیان حدیث «عزیز است هفتی غمبار از نهم» نیز، بی‌شک است، چنانچه

تاریخ مسیحیہ و اسلام  
تاریخ مسیحیہ و اسلام  
تاریخ مسیحیہ و اسلام

فقہی مدعیہ کے برسرِ حقوق پاکستان میں جن دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں  
 نیز ترتیب، تالیف، ترویج اور ترجمہ کے بھی جملہ حقوق تحلیک سے جن دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں  
 کاپی رائٹ رجسٹریشن

پہچان : طلیعی شرف عثمانی

شعبہ : تاریخ و فلسفہ علمی و فنی

صفحات : 255

فارسی سے تراشی

وہی مٹی اس طرح وستی کی جاتی ہے کہ ہر اہل ریگ و میدی ہو۔ اللہ تعالیٰ بات کی عمر کوئی  
 کے لئے نود و شش مہینے ایک سال میں پورے ہوتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلط فہمی سے آزاد نہ کرے  
 خلقِ خدا کو خداوندِ مہربان سے کچھ واسطہ نہ ہو سکتا ہے۔ سو سمجھو کہ کونسا اللہ

..... ملنے کے پتے

لواء دارالاشاعت ۱۹۰۰، پوربھی لاہور

بیت العلوم ۱۲۰، پوربھی لاہور

پتہ درستی ایک انجمنی ممبر پتہ درستی لاہور

کتبہ دارالاشاعت لاہور

کتبہ دارالاشاعت لاہور

لواء دارالاشاعت جامعہ اسلامیہ کراچی

بیت القرآن دارالاشاعت کراچی

بیت احکام دارالاشاعت کراچی

کتبہ اسلامیہ کراچی

کتبہ دارالاشاعت کراچی

..... ملنے کے پتے

Islamic Books Centre  
 119-121, HaDi Wall Road  
 HOUSE NO. 3NS, U.K.

Azhar Academy Ltd.  
 54-68 Luffe Road Lane  
 Manor Park, London E12 5Qs  
 Tel: 020 2911 9797

..... ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA  
 132 SOMERSET STREET,  
 BUFFALO, NY 14213, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE  
 6665 BAYVIEW, EUGENES,  
 TEXAS, U.S.A

## فہرست عنوانات فتاویٰ رحیمیہ جلد سوم

### ما يتعلق بالقرآن والتفسير

- ۱۱ اعداد و رسم کے معنی اور مطلب
- ۱۱ قویہ نصوحا سے کیا مراد ہے
- ۱۱ قرآن پاک کی ترتیب کے خلاف بیچوں کو سورتیں پڑھانا
- ۱۲ عربی عبارت کلمات کثرت کر کے پڑھنا
- ۱۲ قرآن مجید کے پسیدہ ادراک کا کیا حکم ہے اگر کوئی بلائے تو اس کا کیا حکم
- ۱۵ تلاوت قرآن پاک کا کیا طریقہ ہونا چاہئے
- ۱۶ تلاوت قرآن مجید کا کیا طریقہ ہونا چاہئے
- ۱۶ تہجد میں قرآن شریف کھانا
- ۱۶ تہجد میں قرآن شریف گھسنے کے متعلق یکھڑ نہ
- ۱۹ قرآن مجید کا ترجمہ انگلش میں کر سکتے ہیں
- ۱۹ قرآن مجید کا ترجمہ بلا وضو پھر سکتے ہیں
- ۲۰ قرآن مجید میں سے بالوں کا ٹکڑا
- ۲۱ لہا نصف صحیح ہے یا لم نصف
- ۲۱ تفسیر بالمراۓ کا شرعی حکم
- ۲۲ قرآن مجید کی عظمت اور اس کے لئے تجوید کا لزوم
- ۲۱ ختم قرآن کے لئے اعلان کرنا
- ۲۲ غیر مسلم کو مطالعہ کے لئے قرآن شریف دینا
- ۲۳ بدھ بچہ قرآن شریف بھیجنا
- ۲۲ توبہ و تہلیل کی اصلی زبان کیا ہے
- ۲۳ ایک مفتی صاحب دست بردار حکم کے اشکال کا جواب
- ۲۳ حدیث شہد میں چیز نہ ملنے اس کی تحقیق
- ۲۵ لفظ "علی" کی تفسیق
- ۲۵ تہجد کا لغز قرآن (تکبر) کے اشکال کا جواب

صفحہ	مضمون
۳۵	ایک حدیث کی تحقیق
	ما يتعلق بالانبياء والاولياء
۳۷	اولیاء اللہ کی کرامت حق ہے یا نہیں
۳۷	رسول اللہ ﷺ کے درود مبارک کی زیارت کا کیا حکم ہے
۳۸	حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت سے حلق
۴۰	حضور ﷺ کے دئے مبارک کا درود
۴۰	حضور ﷺ کے بل مبارک کی زیارت کی جائے یا نہیں
۴۷	آنحضرت ﷺ کے ساتھ لفظ "سیدنا" بولنا
۴۷	مدینہ منورہ جاننے کا اصلی مقصد کیا ہے
۴۳	آپ ﷺ کے دست و قدم کو حضرت رفاقی نے بوسہ دینا
۴۷	کیا آنحضرت ﷺ بشر نہ تھے؟
۵۱	"قرآن معطویٰ" نامی بیڈی (اشتبہ) کا کیا ہے
۵۱	راوند میں تیج نا نہیں دھم اند
۵۲	آنحضرت ﷺ کے والدین کی وفات کب ہوئی
۵۳	آنحضرت ﷺ کے والدین کا اسلام
۵۲	آنحضرت ﷺ کے والدین کے لئے ایصالِ ثواب
	دلی ہونے کا معیار کیا ہے؟ جو شخص پابند شریعت ہو اور ولی ہو سکتا ہے، نہ نزدیک
۵۲	فحش سے تفرق عادت کوئی چیز ظاہر ہو تو اسے کرامت کہیں گے۔؟
۵۹	تیسرے (WESMA) میں ایک کھجور کے درخت کا کرشمہ
۶۰	قرآن و حدیث آج کا ماحول و اقبال سلف کی روئنی میں تنہا امتیاز و ضمن صحابہ کا شرعی حکم
۶۳	نصوص قرآنیہ ان
۶۶	حدیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
۶۸	بی ان حدیث عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
۷۶	مام ابوذر عذرا رضی جو امام مسلم کے اجلے شیوخ میں سے ہے فرماتے ہیں
۷۷	میں طرح ایک دوسرے بزرگ سنی ذہن عبداللہ سنہری فرماتے ہیں
۷۷	حضرت شہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں

صفحہ	مضمون
۷۷	حضرت امام عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں
۷۷	امام سفیان ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
۷۷	علامہ ابن حبیہ فرماتے ہیں
۷۸	امام ربانی مجدد المذہب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
۷۸	مناظر اسلام حضرت مولانا سرشتی حسن چاند پوری فرماتے ہیں
۸۰	ضیفہ نہشت حضرت عثمان ذوالنورین اور سودوی
۹۷	حضرت معاویہ اور سودوی
۸۹	نور خدا
۹۰	سادگی و زہد
۹۰	عدل و انصاف
۹۰	رسالہ "تخیر انبیاء و صحابہ کا شرعی حکم" کے متعلق حضرات اصحاب ترویجی
۹۵	نور علماء کرام ودعوت الاسلام کی آراء
۹۷	حضرات صحابہ معیار حق ہیں
۱۰۶	حضرت یوسف علیہ السلام کا زنجار سے نکاح ہوا یا نہیں؟
۹۷	فہمیں اور نبیاء معجز کتب سے کیا نہیں؟
۹۷	سہ پرکرت سے بدظنی سے حق دوز
۱۰۸	لعل شریف کے متعلق فتویٰ پر اشکال اور اس کا حل
۱۱۱	خراب تنہا امام ابو حنیفہ کا اندک کی زیارت اور عذاب الہی سے نجات کے متعلق آپ کا سوال
۱۱۱	اور حق بل جہد کا جواب
۱۱۳	ورد کے قابل ایک دعوہ بھی ہے۔ دعائے حفظ الایمان
۱۱۳	بتیلا۔ تبصیر الاسلام کی چیزوں سے متعلق
۱۱۳	عمل امت کی خوشی و ربار بوقی شر
۱۱۳	حضرات انبیاء علیہم السلام کا اجتہاد عمری سے کفر و شرک سے محفوظ ہونا اور حضرت
۱۱۳	ابو حنیفہ علیہ السلام کے قول "بذاری" کی وضاحت
۱۱۵	عقیدہ چہارم
۱۱۵	حضرت درگاہ کے صحن بنی ہوئے کی تحقیق
۱۱۵	شیعہ کا یہ نہ کہ اگر حضرت علیؑ کو خلیفہ اول بنایا جاتا تو جنگ جمل و جنگ صفین خوش

## مضمون

صفحہ

۱۲۲	ندائیں ہی کا کیا جواب ہے؟
۱۲۳	آنحضرت ﷺ کو تین چیزیں محبوب ہیں ان کی تفصیل
	ما يتعلق بالعلم والعلماء
۱۲۴	تعلیم انساں کے مخلق
۱۲۸	عورتوں کو انگریزی تعلیم دلوانا کیسا ہے؟
۱۳۰	دینی تعلیم کے کلاس جاری کرنے کا کیا حکم ہے؟
۱۳۳	علمائے حق کو برا بھلا کہنا کیسا ہے؟
۱۳۱	وفا کہنے کا کون حق دار ہے؟
۱۳۴	سنی مسلمان شیعہ بچوں کو تعلیم دے سکتا ہے؟
۱۳۴	مدرسہ کی تعلیم اہم ہے یا تبلیغ؟
۱۳۶	لڑکی حفظ قرآن کرتے ہوئے پانچ ہوگئی تو اب تمام کے لئے کیا تدبیر ہے؟
۱۳۶	اولاد کو دینی علم سے جا مل رکھنے کی ذمہ داری والدین پر ہے؟
۱۳۷	تیسری ہدایت
۱۳۸	چوتھی ہدایت
۱۳۸	پانچویں ہدایت
۱۳۸	چھٹی ہدایت
۱۵۳	مدرسہ کی تعلیم شروع ہونے سے پہلے بچوں سے دعا یہ نظم پڑھوانا
۱۵۳	مناجات پڑھنا بحسب اللہ عزوجل
۱۵۶	غیر عالم کا وضع کرنا
۱۵۹	تعلیمی جماعتوں کا چھ نمبر کے دائرہ میں رہ کر کام کرنا
۱۶۰	تعلیم نسوان کی اہمیت
۱۶۳	دینی تعلیم پر نہ دینی تعلیم کو ترجیح دینے کی مذمت
۱۶۹	خلاصہ کلام
۱۷۰	علماء دین کی ذمہ داریاں
۱۷۴	بچوں کی تعلیم و تربیت کی اہمیت اور اس کا طریقہ
۱۷۹	جب کھانا شروع کرے

صفحہ	مضمون
۱۷۹	اگر شراب میں بسم اللہ بھول گیا تو یاد آنے پر یہ پڑھے
۱۷۹	جب کھانا کھا چکے
۱۷۹	و موت کا کھانا کھانے کے بعد
۱۷۹	جب کوئی لباس پہنے
۱۷۹	جب سونے لگے
۱۷۹	جب سو رہے تھے
۱۸۰	جب بیت الخلاء جانے
۱۸۰	جب بیت الخلاء سے نکلے
۱۸۰	جب گھر میں داخل ہو
۱۸۰	جب گھر سے نکلے
۱۸۰	مسجد میں داخل ہونے کے وقت کی دعاء
۱۸۰	مسجد سے نکلنے کی دعاء
۱۸۰	جب کوئی تمہارے ساتھ احسان کرے
۱۸۱	جب چھینک آئے تو کہے
۱۸۱	اس کو سن کر دوسرا مسلمان یوں کہے
۱۸۱	اس کے جواب میں چھینکنے والا یوں کہے
۱۸۱	جب کسی بیمار کی عیادت کرے تو اس سے یوں کہے
۱۸۱	اور صحت مرید اس کے شفا یاب ہونے کی یوں دعا کرے
۱۸۲	صبح کے وقت یہ دعا پڑھے
۱۸۲	شام کے وقت یہ دعا پڑھے
۱۸۲	صبح و شام یہ دعا پڑھے
۱۸۲	سونا ہونے کی دعا
۱۸۳	ذاتی عمل نجات کے لئے کافی نہیں
۱۸۳	آج وینا کے علاوہ ہر چیز کی نگر ہے
۱۸۳	تھوڑا سا بے دین ہو گیا
۱۸۳	نقی نسل کی حالت
۱۸۶	ظالم ظلم سے باز نہ آئے تو کیا تدبیر کی جائے
۱۸۶	مرزا، مجلس، جماعت





ما يتعلق بالقرآن والتفسير

احد اور صمد کے معنی اور مطلب

(سوال : ) سورہ کاغذ میں کیا اثبات ہے ؟ اور "عمر" کا کیا مطلب ہے ؟ تحریر فرمائیں ؟

(الحجوب) ”اصح“ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات اور صفات میں یکساں ہے عاکیلا اور عیبا ہے (جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ کوئی ہم کا شعل)۔ اس میں ان کی توحید ہے جو ایک ہے نہ وہ لوجود اور قابل پر شش سمجھتے ہیں۔ ”اصح“ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز نہ ہو سب سے ہے پر وہ نہ ہے اور کسی (نہ نہ نہیں) اور سب اس سے محتاج ہیں۔

تو یہ نصوص حاتم کیا مراد ہے؟

(سوال ۲) قرآن میں ”توبہ فصوحاً“ ہے اُس کے کیا معنی ہیں۔

(الجواب) "توبہ نصوحاً" یعنی مصحح قلب کی خاص اور عینی توبہ یعنی یہ توبہ اور پکارا وہ کر لیا کہ اس نے گناہات میں  
 کرے گا۔ حضرت عمر فاروقؓ کوہ حضرت ابی ذین کعب اور حضرت معاذ رضوان اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ "توبہ  
 نصوحاً" کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ نہ کرے کہ اس کا دوبارہ گناہ کرے ایسا ہی حال ہے جسے دو دو کا دوبارہ گناہوں میں لوٹنا  
 محال ہے۔ خاصاً جس شخص کی۔ (۱)

قرآن پاک کی ترتیب کے خلاف پچوں کو سورتیں پڑھانا:

(سوال ۳۰) کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متعین اس مسئلہ میں کہ کتب میں جو کچھ روایات مخالف ترتیب پر لکھا جاتا ہے۔ لکھ کر خارج کر دینا صحیح ہے۔ یا نہیں؟

(الجبواب) ایک وقت میں پورے بارے کی تلاوت نہیں ہوتی اور مقصد بھی تلاوت نہیں ہے، چنانچہ اور یہ سبنا مقصد ہے

(۱۰) جیسے ماہی اور پرچھنے کے لئے لوگوں کو دعا ہے، ایک نوجوان نے دعا میں کہا کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ (مجلس، انجمن، غفر)

(۲) تہذیب و شریعتیں ہر نامور ملک کی بھی تھیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ہندوؤں کی پوجا کو اٹھا کر مٹا دیا۔

بذلك من التوبة لكن لما وجدته حروما ان احمل شرطا معها لا يتحقق التوبة الا ان اطلبه على رجل من

١- حب في لغتي ومعنى اللام يحزن ويوجع على ما فعل وليس كونه لم يفعل ، وليس ترك الفعل في الحال ،

ثالثاً انه على ان لا يعود اليه مطالع الاستغفار. وثانياً ان يكون ذلك غرضه من الاستغفار

ترجمہ: مومن کو جو ضرر کرنا چاہے لیکن توہم کے لئے پادشہ نہیں ہیں۔ اگرچہ میں سے ایک ان کم ہوگی تو توہم ایک نہیں ہوگی۔ اہل بیت علیہ السلام

کونساں چاہیے؟ ہم جہان، خدمت سے مراد یہ کہ جس طرح کے کاموں پر رہنا ہو، وہی کام چاہیے۔ اگر وہ کام ہو، جو دنیا کے لئے کام ہو، تو اس کا نام دنیا ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو اللہ کے لئے کام ہو، تو اس کا نام اللہ ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو انسان کے لئے کام ہو، تو اس کا نام انسان ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو جانوروں کے لئے کام ہو، تو اس کا نام جانور ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو پتوں کے لئے کام ہو، تو اس کا نام پتہ ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو آبی کے لئے کام ہو، تو اس کا نام آب ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو آگ کے لئے کام ہو، تو اس کا نام آگ ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو ہوا کے لئے کام ہو، تو اس کا نام ہوا ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو زمین کے لئے کام ہو، تو اس کا نام زمین ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو آسمان کے لئے کام ہو، تو اس کا نام آسمان ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو کائنات کے لئے کام ہو، تو اس کا نام کائنات ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو خدا کے لئے کام ہو، تو اس کا نام خدا ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو انسان کے لئے کام ہو، تو اس کا نام انسان ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو جانوروں کے لئے کام ہو، تو اس کا نام جانور ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو پتوں کے لئے کام ہو، تو اس کا نام پتہ ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو آبی کے لئے کام ہو، تو اس کا نام آب ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو آگ کے لئے کام ہو، تو اس کا نام آگ ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو ہوا کے لئے کام ہو، تو اس کا نام ہوا ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو زمین کے لئے کام ہو، تو اس کا نام زمین ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو آسمان کے لئے کام ہو، تو اس کا نام آسمان ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو کائنات کے لئے کام ہو، تو اس کا نام کائنات ہے۔ اگر وہ کام ہو، جو خدا کے لئے کام ہو، تو اس کا نام خدا ہے۔

کے ہوئے۔ اور ہم ہی شرم و محبت کافی السورہ کہ کردیا اور تیری شرم اس کا گناہ نہ خود مٹا لیا اور آئندہ کی ہی بات نہ کروں گا۔ یہ چوٹی شرم یہ ہے

تذکرہ - اللہ کے فضل سے اس کی تہذیب ہے۔ اور (اس کی شان و کرامت میں ۱۳۲)

اس میں کلکاکٹر ۱۷ اور ۱۸ ہیں سے توبہ بہت جلد بخس بلکہ اللہ کے ساتھ ایک کم کا بدلہ ہے۔

چونکہ یہ ایک ایسا ہیرو ہے جس نے اپنی زندگی بھر کی زندگی صرف اللہ کے لئے وقف کر دی ہے۔

سجده کی آیت ۴ استغفار

ہی ہر شخص کی زندگی پر ہزاروں انہ کے خیال سے پرانی ہو۔ یہ سناؤنی کی آواز ہے۔ سناؤنی کی آواز، سناؤنی ہے۔

اور اس طرح پڑھانے میں بچوں کے لئے سہولت ہے اس لئے بزرگوں نے یہ طریقہ اختیار فرمایا ہے۔ اس میں کراہت نہیں لان ترتیب السور فی القرآن من واحیات الفلأوف واما جواز والصغار تسهیلًا لفضو ورفاعہ تعلیم (طحاوی علی الدر المختار ج ۱ ص ۳۷۱) شامی ج ۱ ص ۱۰۵ فصل فی القراءہ مطلب  
سماع للقرآن فرض کفایہ، وقیل المعلمہ الا غنیل ان یقرء علی الترتیب فی المصحف واما تعلیم  
التصانی فی آسم المصحف الی اولہ فلیس من ہذا الباب فان قراءتہ مظاہرۃ فی الیلم متعدۃ مع  
ما فیہ من تسہیل الحفظ۔ (مجمع حار الانوار ج ۲ ص ۲۸۷) لفظ واذا علم بالصواب۔  
(الجواب)

عربی عبارت کلمے کے کلمے کے پڑھنا:

(سوال ۳) کیا دور رسالہ میں لکھا ہے کہ بعض مدارس میں دیکھا اور سنا گیا ہے کہ کلمہ "لا الہ الا اللہ" کلمے  
کلمے کے بچوں کو پڑھایا جاتا ہے یعنی ایک بچہ "لا الہ" کہہ کر خاموشی اوجاتا ہے اور دوسرے بچے ایک "آذان" پڑھتے  
ہیں۔ پھر دیکھا اللہ پڑھتا ہے اس وقت دوسرے بچے "لا الہ" کہتے ہیں، لیکن پڑھائی کلمہ ہے، اس کے متعلق جواب  
دے کر منوں کریں۔

(الجواب) اس طرح بچوں کو پڑھانا کفر نہیں ہے ضرور آجائز ہے۔ یہ عادات نہیں ہے، یہ سنا سنا ہوا ہے۔  
استاذ بچوں کو پڑھاتے وقت "لل اعوذ" بول کر رک پاتا ہے پھر "سبب الناس" پڑھتا ہے، اسی طرح دوسرے کلمے  
رک جاتا ہے، پھر "لا رسول" پڑھتا ہے۔ یہ ضرور آجائز ہے، ممنوع نہیں ہے۔ فقہاء کہتے ہیں کہ استائی حالت  
یعنی میں ایک ایک کلمہ پڑھ کر اور اس کو پڑھنا سکتی ہے، اگر کلمے کلمے کر کے پڑھنا کفر ہو تو فقہاء بزرگ  
کی اجازت دیتے۔ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے واذا حاصت المعلمۃ فی بھی لہا ان تعلم التصانی  
کلمۃ کلمۃ وتقطع بین الکلمتین (یعنی کلمہ) (ستائی) کو بغض آجائے تو اسے پاس سے کلمے پڑھ کر ایک ایک  
کلمہ سکھائے (یعنی کلمے کلمے پڑھائے) اور دیکھوں گے اور بیان رک جائے (یعنی سانس قزائے) (یعنی)  
من اسلف نفسہ لربیع فی ادکا کلمۃ بغض وافتاس والا ستاحات) جواز للحاضۃ المعلمۃ تعلیمہ کلمۃ کلمۃ کما  
قد مننا (شامی ج ۱ ص ۳۷۱ باب بغض) مگر جب بچے "لا الہ الا اللہ" پورے پڑھتے ہو جائیں۔ اس وقت  
کلمے کلمے کر کے پڑھائے بلکہ پورے پڑھائے۔ فقط واذا علم بالصواب۔

قرآن مجید کے پوسیدہ اوراق کا کیا حکم ہے؟ اگر کوئی جلائے تو اس کا کیا حکم:

(سوال ۵) قرآن مجید کے پرانے پوسیدہ طور پچھے ہوئے اور کمر ضرورہ کا تھوڑا سا کاٹ لیا جائے اگر کوئی بغض ایسے  
کا فتوات کوئی کرنے سے پہلے جاؤا لے تو ایسے شخص سے متعلق شرعاً کیا حکم ہے۔ بیاد ویرا۔

(الجواب) قرآن کریم (کے اوراق) کو جو پوسیدہ یا دیکھ ضرورہ کا حامل تھا ان کو بچے ہوں یا بے پاک کپڑے میں  
پیٹ کر کسی محفوظ جگہ جہاں لوگوں کی آمد رفت بالکل نہ ہو یا کم ہو جی کر دیا جائے جیسا کہ مسلمان میت کو دفنایا جاتا  
ہے۔ (۱) ولی الذخیرۃ المصحف ۱۵۱ صلو خلقا وتعدت القراءۃ منہ لا یحرق بالشر الیہ اشار محمد





حضرت عثمانؓ نے جلانے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ اگر پانی میں ڈالنے تو لوگ نکالتے یا مٹی میں دفن کرتے تو بھی نکالتے اور تاقیامت تورات و انجیل کی طرح اختلاف رہتا یہ مصلحت تھی اہانت کی راہ سے نہیں چلا یا تھا کہ طعن کیا جائے ”مظاہر حق“ میں ہے ”حضرت عثمانؓ نے چلایا بنا پر مصلحت کے کہ اختلاف نہ باقی رہے اور طعن حضرت عثمانؓ پر وارد ہو کہ کہیں شرع میں آیا ہو کہ جلانا ہے اور بی ہے، جب کہ شرع میں یہ آیا نہ ہو اور انہوں نے (اپنے اجتہاد سے) بنا پر مصلحت کے یہ فعل کیا ہو تو کیوں ان پر طعن کریں بحسب عادت اپنی کے“ (ج ۲ ص ۲۳۵)

”فیض الباری علی صحیح البخاری“ میں ہے والا حواقیق ہا حسا لسلطع الا اختلاف وهو جائز (ج ۴ ص ۲۶۳) (ترجمہ) مذکور و صورت میں جلانا اختلاف منانے کے لئے ہے اور یہ جائز ہے۔

اور ”لواء الفتاویٰ“ میں ہے ”اس احراق (جلانے) میں اختلاف ہے اس لئے فعل میں بھی متجانس ہے اور ترک احوط ہے ج ۳ ص ۵۵ قرآن مجید قبلہ و دیگر قابل تقسیم اشیاء کے احکام فرض کہ جہاں پر محفوظ مقام پر دفن کرنا اور پانی میں ڈبو کر دھوا رہا یا بعد میں بھی پڑھتی یا کھانہ ہو تو بے حرقی سے پچانے کی غرض سے جلانے کی گنجائش ہے (ضرورۃ جائزہ فتاویٰ سر اجیہ میں ہے اذا حار العصف الی قولہ بعدہ ل (ترجمہ) یہ قرآن نہ اور یوسیدہ کا قابل اطلاق ہو جائے تو مناسبت سے کہ پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاک جگہ میں دفن کر دیا جائے یا جلایا جائے (اور اس کی خاک کو پانی میں میں بہا دیا جائے یا دفن کر دیا جائے) یا پانی سے دھو دیا جائے۔“ (سر لاء)

پس صورت مسئولہ میں اگر کسی نے اور اسی کو بے حرقی سے پچانے کی نیت سے ایسا کیا ہے تو اسے سنجیدہ کے بعد درگزر کرنا چاہئے کہ اس کی نیت تحقیر کی اور توہین کی نہیں ہو گئی، ایک مسلمان قصداً بے حرقی کیسے کرے گا؟ ایک مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہئے۔ (بخاری باب کیف کان بدو والوحی الحج۔ ج ۲ ص ۲) النما

الاعمال بالنیات (العمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے) لم یطوا المؤمنین حیو ابن کثیر سورۃ حجرات ص ۲۱۴ (مؤمنین سے حسن ظن رکھو) یا یہا اللہین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن الیم (حجرات)

حدیث شریف ہے۔ اماکم والظن فان الظن اکذب الحدیث نفسو ابن کثیر سورۃ حجرات ج ۲ ص ۲۱۴۔ (گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے) فقط واللہ اعلم بالصواب۔

تلاوت قرآن پاک کا کیا طریقہ ہونا چاہئے؟

(سوال ۶) قرآن مجید کی تلاوت معنی کے ساتھ پڑھتے تو زیادہ اجر ملے گا یا محض تلاوت سے؟ معنی پڑھتے تو کتنے درجے بڑھ کر ثواب ملے؟ معنی کے ساتھ پڑھتے تو تفسیر بھی پڑھنے کی ضرورت ہے؟ اگر تفسیر نہ پڑھتے تو ثواب میں کمی ہوگی؟ (الجواب) بلاشبہ سمجھ کر پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے، سمجھنے میں جتنی محنت سے کام لے گا اتنا زیادہ اجر ملے گا۔<sup>(۱)</sup>

فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(۱) وعن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اهل القرآن لا تنو من القرآن و اہلہ حق تلاوتہ من آنا القلیل والشہار والہشورہ و نعبوہ و ندرہو ما فیہ لعنکم تفلحون ولا تعجلوا لواءہ فان لہ ثوابا رواہ السیفی فی شعب الایمان۔ وجاۃ للمایح کتاب فضائل القرآن ج ۲ ص ۴۰



میں پرمشور ہے۔ لہذا اس مصنف عثمانی کے رسم الخط کا خلاف کرنا جائز نہیں ہے۔ چوں کہ اس رسم الخط کو ضروری مانتے ہیں۔ لہذا پاکہ کا ارشاد ہے: "انا لله" الحافظون (ترجمہ) ہم ہی نے قرآن نازل فرمایا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں (سورۃ بقرہ)

خود اور ارشاد میں صرف قرآنی الخط کی حفاظت کا وعدہ نہیں ہے بلکہ حفاظت معانی اور رسم الخط سب ہی کی حفاظت کا وعدہ اور پیشنگوئی ہے۔ لہذا اس کا خلاف کرنا جائز نہیں ہے۔ معانی اور طبع قرآن کی حفاظت میں علمائے دین مشغول ہیں حفاظت معانی اور طرز اوائی حفاظت میں قرآن نہیں ہے اور رسم الخط کی حفاظت کا ہمیں قرآن کریم میں جن کی پیروی ہم پر لازم ہے۔

تذکرہ اخبار میں نے علامہ یہ بھی لکھی تھی حقیقت ہے کہ :

(۱) عربی میں "ح" اور "ه" میں فرق ہے گجراتی میں نہیں۔ (۲) عربی میں "ق" اور "ت" میں فرق ہے گجراتی میں نہیں۔ (۳) عربی میں "ا" (نزدہ) اور "آ" (آلف) میں گجراتی میں نہیں۔ (۴) عربی میں "ت" اور "ط" جدا جدا ہیں گجراتی میں نہیں۔ (۵) عربی میں "س" اور "س" میں فرق ہے گجراتی میں نہیں۔ (۶) عربی میں "ن" اور "ز" میں فرق ہے گجراتی میں نہیں۔ مطلب یہ کہ عربی میں جس طرح واو اور ہاء اور تاء اور ز اور ن ہیں وہ کسے رسم الخط اور انگریزی میں نمایاں فرق ہے یہ فرق اوما تیار گجراتی میں نہیں ہے اگر خط میں ستر کی جاکیں پھر بھی ناقص ہیں۔ اس میں تحریر اور رسم الخط کی تحریف کے ساتھ ساتھ انگریزی میں نمایاں فرق ظاہر ہوگا جس سے یہ جوں غلطیاں اور غلط حفظ سے حرف میں تبدیلی آنے کی وجہ سے مطلب بھی بدل جائے گا۔ اور ٹو ب کی جگہ مقابہ اور صحت کی جگہ صحت کا حق وار ہوگا جیسا کہ مشہور فرمان ہے رب نالہ صلحہ القرآن (یعنی) بہت سے قرآن کے تلاوت کرنے والے لایے ہیں کہ جن پر قرآن نازل ہوا ہے۔

حضرت امام ابن جوزی تحریر فرماتے ہیں کہ بے شک جس طرح است کے لئے مطلب قرآنی کا سمجھنا اور اس کے حدود کو قائم رکھنا عبادت ہے اسی طرح صحیح پڑھنا اور حروف و طریقہ کے مطابق ٹھیک ٹھیک ادا کرنا بھی عبادت ہے۔ قرآن شریف قابلِ استدعا ہے کہ اس خط سے پڑھنے والے عربی رسم الخط میں بھی صحیح پڑھنا ضروری ہے تو ان پڑھ آدمی گجراتی رسم الخط میں کس طرح صحیح پڑھ سکتے ہیں؟ صحیح پڑھنا ضروری ہے اس سے بہتر تو یہ ہے کہ جو قرآن پڑھنا چاہتے ہیں وہی پڑھا کر لے مگر گجراتی میں نہ پڑھ سکتے کیونکہ خط پڑھنا حرام ہے۔

(انتھام بر عقد شامی فتاویٰ ابن تیمیہ شرح زری ملا علی قاری وغیرہ)

گجراتی میں قرآن لکھنے کے متعلق کچھ نوٹ:

(مسوال ۹) آپ نے گجراتی رسم الخط میں لکھے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت سے خلت منافع کا فتویٰ دیا ہے مگر کاؤں میں تو اکثر لوگ عربی سے بالکل ناواقف ہیں اور گجراتی ہی میں تلاوت کرنے کے سختی ٹو ب بنے ہیں، گجراتی رسم الخط میں لکھے ہوئے قرآن میں تلاوت کا حرام ہونا کون سی حدیث میں ہے؟ کسی کوئی حدیث دیکھنے سے تو نہیں آئی۔

پھر گجراتی ہی سے وفاق ہیں، جو پیدائشی گجراتی ہیں اور عربی رسم الخط میں تعلیم پڑھے ایسے نہیں ہیں اور پانی بھی نہیں ہے ایسے لوگ روزانہ صحیح میں تلاوت کرنے کے خاص شوقین اور دعاوی ہیں۔ دو لوگ اب کیا کریں؟

(الحواہب) اس فتویٰ میں آپؐ کے تمام احکامات کا جواب موجود ہے۔ کاش آپؐ نے خود سے فتویٰ نہ دیا ہوتا۔  
عہد امت اور ماسور یا فاسق کے شیخ کو قبول ہونے کے لئے جو ارکان و شروط مقرر ہوئی ہیں ان کو عمل میں نہ لانے اور اس  
کے خلاف کرنے سے عدو ملین باطل اور فاسد ہو جاتا ہے۔ کیا کسی عذاب و عقاب کا باعث بھی ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے  
ہیں فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ۔ (ترمذی) ان نمازیوں کے لئے بڑی بڑی سزا ہے جو اپنی  
نماز سے بے خبر ہیں۔ (سورہ بکورہ)

حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بعض لوگ ساتھ سہلی تکبہ نماز پڑھتے رہتے ہیں لیکن  
اس کی ایک بھی بات قبول نہیں ہوتی، اس لئے کہ اگر کوئی صحیح اور گمراہ ہے تو مجھ کو قبیح نہیں کرتے اور مجھ کو صحیح کرتے ہیں  
تو رکوع فتح کیا نہیں کرتے۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک نمازی کو روک دیا تو وہ ٹھیک بھلا دیا، بتا دیا کہ اگر کوئی نماز پڑھتا ہے  
مات هذا علی حاله هذا مات علی غیر حلة محمد (رحمۃ اللہ علیہ) اگر یہ شخص اپنی اسی حالت میں مرے گا تو  
مجھ کو قبیح نہیں پڑے گی کی موت نہ ہوتی۔ (الحاکم الاثر ۴۳۳)

ایک روایت میں آیت نمازیوں کے متعلق جو شرعی عذر وغیرہ مسجد چھوڑ کر اپنے گھر میں نماز کے۔ وہی ہیں  
نفسہم (یقیناً تم کو ارمو جاؤ گے) فرمایا کیا ہے۔ (ماخطہ چشم شریف)

پچھلے مذکورہ دو ملاحظوں میں نماز کے اصول و قواعد اور اس کی اقامت و تکمیل کی شرکاء کے خلاف نماز  
پڑھنے والوں کے متعلق قوی سخت و عیدیں آئی ہیں، تلاوت قرآن بھی ایک عظیم الشان عبادت اور نہ سادہ کام ہے۔  
ایسے کام میں بے احتیاطی اور غفلت یہ نہ کرنا کہ خلاف اصول خط طریقہ سے پڑھنے والا بھی تہذیب و ادب کا قابل و مہر  
ہے۔ "قانونی بزاز" میں ہے۔ فَرَافَةُ الْقُرْآنِ مَا لَا يَحْدُوهُ مَعْصَاةٌ وَالْقَالِي وَالْمَسَامِحَةُ الْقُرْآنُ كَمَا لَا يَحْدُوهُ  
تَهْدِيَةٌ عِنَّا "مسیت" ہے۔ قالی (تلاوت کرنا) (۱۱) شمع (پیشہ) (۱۲) (دوسروں کو ہنگامہ دینا) (۱۳) (۳۳ ص ۲۷)

قرآن مجید خالص عربی اور نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں باتیں ہوتی ہیں۔ لہذا قرآن کے اسرار اس  
نے امتیازات اور اس کی اہمیت کا لحاظ رکھ کر ضروری ہے کہ زبان نہ لولہ کی و وصل القصران نہ لولہ (ترمذی) قرآن کو  
تاکل سے پڑھو اگر تیس کی تفسیر حضرت علیؓ نے یہ بیان فرمائی ہے۔ حروف کو تجوید بتی ان کے حکار کی ہر سفات سے بڑا  
کرنا نیز ملت اور اس کے اصول ہیں ان پر عمل کرنا۔ (شرح جزوی)

اس کے متعلق علامہ جزیری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو یہ نہیں سمجھتا قرآن صحیح  
پڑھنے کے قوانین کا سمجھنا اور انہیں اختیار کرنا، ان پر عمل کرنا ضروری اور لازمی ہے جو قرآن مجید کو صحیح طریقہ سے  
اس کے معنی کے مطابق نہ پڑھو وہ ہنگامہ دے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَنَّ

مِنَ الْمُضِلِّينَ

(شرح مابین قاری)

ظاہری بات ہے کہ قرآن شریف جو عربی میں ہے وہب تکہ کی ماہر قرآن سے نہ کو صحیح طور سے نہ پڑھا



بلے گجراتی میں یہاں کوئی چیز نہ لکھا، ممکن ہے، پڑھنے والا جیسوں ٹھپڑوں کا مرتکب ہو کر فرمان توڑ دے۔ حال لفقوان و القرآن یلعنہ (بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے) (العقد الفوری) کے مطابق قرآنی لعنت اور پھٹکار کا مستحق ہوگا (اعاذنا اللہ منہا) (ایسے ہی مقولوں کے لئے کہا گیا ہے۔

مرکز قرآن بدینہ خط خوان  
ہجری رافق مسلمان

(اگر کوئی طرح غلط سلا قرآن پڑھتا ہے تو یقیناً مسلمان کی روتی ٹٹم کرتا ہے)

جو لوگ گجرات میں پیدا ہوئے ہیں اور گجراتی سے واقف ہیں، ان کے لئے عربی پڑھنا ضرور ہے۔ یہ بات کتنی سادہ ہے، کیا اور زبانوں کے لئے بھی یہ دلیل پیش کی جا سکتی ہے یا صرف عربی زبان کے لئے ہی پیش کی جاتی ہے؟ ذرا غور تو کریں، مثلاً انگریزی زبان کو لیا اس کے لئے بھی یہ دلیل ٹھیکہ ہے مگر یہ یقیناً نہیں، یہاں تو حالت برعکس ہے، جہاں ایک طرف عربی سیکھنا دشوار اور دوسری جانب زبان سیکھنا تو دور کہ اس زبان والوں (انگریزوں) کے رنگ میں رنگ جانا بھی مشکل نہیں رہتا بلکہ آسان ہو جاتا ہے۔

یہ ہیں قنات راہ کا راست تاپ کجا

لہذا ایسے یہاں سے مت کرو؟ جب حضور ﷺ بارگاہِ خداوندی میں فریاد پیش کریں گے کہ بلا زبان ان قومیں ہٹھکھڑا! ہٹھکھڑا! یہ قرآن معجوداً تو سوچو اس وقت کیا جواب ہوگا۔ قرآن شریف عربی میں ہی پڑھنے کی کوشش کرو، ہمارے نئی عربی قرآن عربی اور ہندوستانی زبان بھی عربی ہے لہذا عربی سے محبت رکھنا ضروری ہے، مسجد کے امام کے پاس روزانہ تھوڑا تھوڑا سیکھنے کی کوشش کرو، حدیث شریف میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا جس کو قرآن کی تلاوت میں مشغولیت کی وجہ سے میرے ذکر کردار کا ماحول مت بدلتا ہو، جو عبادت گاہ، مسجد، گھر، بازار، کوئی جگہ (مشکوٰۃ شریف) جس کو کبریا کی وجہ سے عربی سیکھنا دشوار ہو، وہ جو سورتیں اس کو یاد ہیں انہیں کی بار بار تلاوت کرتا رہے، مگر گجراتی رسم الخط والے قرآن میں تلاوت نہ کرے، اس لئے کہ گجراتی میں صحیح پڑھنا دشوار ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

قرآن مجید کا ترجمہ انگلش میں کر سکتے ہیں؟

(سوال ۱۰) قرآن مجید کا ترجمہ انگلش وغیرہ زبانوں میں کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) ہاں! تبلیغ کے مقصد سے کر سکتے ہیں فقط واللہ اعلم بالصواب۔

”قرآن مجید کا ترجمہ بلا وضو چھو سکتے ہیں؟“

(سوال ۱۱) مذکورہ ترجمہ کو بلا وضو چھو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور غیر مسلم کے ہاتھوں میں لے سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) ترجمہ مسلمانوں کے حق میں قرآن کا حکم رکھتا ہے لہذا بلا وضو کئے چھوئے۔ (۱) غیر مسلم تبلیغ کی غرض سے لے سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔



تاریخ ہو جائیں گے، ایسے حالات میں آج کل کے بال پرست اور ضعیف العقیدہ لوگ اپنا ایمان کیونکر محفوظ رکھ سکیں گے۔

ایمان اور عقیدہ ہی ملائی کے لئے مغرب ترقی و ترقی کے ایک مقدس سرچشمہ درخت میں کاؤزرق و آبیہ میں بھی ہے۔ مغرب اس لئے کواویہ کہ لوگ اس کی زیارت کے لئے بڑے جہازات آتے تھے۔ یہی طرح امداد کے رات میں دو جہاز جہاں آنکھوں سے نظر نہ آتا تھا، وہاں لوگوں کو بڑے جہازات سے جاتے ہوئے دیکھ کر وہ کہتے تھے کہ یہ فرماؤں اور فرمایا خدا ہلک من کان فی کم مثل ذلک کانوا یسعون لئلا الیاء (تم مت بھی قومیں اسی لئے ہلاک ہو رہا ہو کہ تم لوگ اس قسم کی طرح نہ اپنے خیروں کے نشانات کے پیچھے اٹھ کر آئیں گے)۔ (البلاغ السبیل ص ۷)

یہ دونوں شاخیں مسلمانوں کے لئے جتنی آواز ہیں۔ آدمی کے بدن سے طہرہ و عہدہ لوں کے لئے تو یہ ہے کہ ان کو زمین میں دفن کر دیا جائے تاکہ نہ کھینچا جائے نہ کھنڈا جائے نہ کھنڈا جائے نہ کھنڈا جائے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی شخص پر عذاب ہو جائے۔ یا اذ انعم الطغراء او جزو شعرة منی ان بدن ذلک الطغر والشمع السحر و زمان رمی بہ فلا یأس وان العاقبۃ الخیر او فی طبعہ یکرہ ذلک لان ذلک یورث داء کدہ فی حقہ فی فاضی شان دہلوی عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۸ کتاب کواہبہ انبیا المنعم عشر فی الختان والحفا و قلم الاظفار الخ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

نوٹ :- یہاں تو قرآن شریف اللہ کا قانون ہے یہ ایک مثال اور بہترین دستور العمل ہے اس میں جھوٹی اور بدعت کا دست تلاش کرنا ہی نہیں ہے۔ اختیار کرنا اور اپنی اپنی جہاں حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر اتنے افسوس کی بات ہے کہ آج ہم غفلت اور بدعت کے راستے تلاش چھوڑ کر قرآن شریف میں ہاں ۱۲ کر سکتے ہیں اور آرائش سے کوئی ہاں نظر آئے۔ بقول قرآن کی پرستش میں کتب جاتے ہیں (علاء اللہ) کتب افسوس کا مقام ہے۔ اللہ ہم سے بدعت و فحش علانیہ کرے۔ آمین۔ اللہ اعلم۔

منا تھیں صحیح ہے یا نہ تھیں

(سوال ۱۳) :- اختلاف یہاں ایک اور وجہ نظر تھانی مولوی بھی ہیں اور وہ اس پر جانتے ہیں۔ جب پڑھتے پڑھتے۔ اور انکو نہ تھیں (پ ۱۳) کہ پڑھتے تو مانہ ظن نہ پڑا کہ جس کا تلفظ ہوتا ہے۔ ہم نے افسوس کی بات کیا۔ قرآن کے بعد پڑھا تو مجھے لگے کہ اللہ پڑھا جائے گا۔ آپ تفسیر فرمائیے۔

(الجواب) :- اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ میں اللہ کا الحمد پڑھا جائے۔ مولوی صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ اللہ نے پڑھا جانے کا کچھ نہیں اٹھا واللہ علم باللہ واجب۔

تفسیر بالرائے کا شرعی حکم:

(سوال ۱۴) :- حضرت مفتی صاحب دست برکاتہم السلام سنو!

یہاں پر سے جو آپ امریکہ دیکھتے ہیں ایک فقہ عرصہ سے چل رہا ہے وہ ہے "تفسیر بارزانی" کا



پھر رسول اس پر "درہ" ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو اس کی تعلیم دے۔ علمہ "عبدہ القوی" تفسیل اس کی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ کی بعثت کا مقصد جہاں ملن "نہیم" یا نہ (حدوت کتاب لاد و یسز کھم) یہ تعلیم دینا نہیں (قرہ و یا گیا سید ہاں آپ کی بعثت کا اہم مقصد وہ علمہم الکتاب والحدیث (تعلیم کتاب لاد و یسز یا نہ) بھی ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے وافرنا الیک الذکر لیس للہم اہم نے آپ پر انہی نزل کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے سے خوب واضح کر کے بیان کر دیں۔ اس بنا پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معانی آیات کے بیان کا فریضہ انجام دیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاص کر خلفائے راشدین عبد اللہ بن عباسؓ، عبد اللہ بن مسعودؓ، انی بن نعیمؓ، زید بن ثابتؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ، ماور عبد اللہ بن زید رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے ماہرین تفسیر کے ذریعہ نقل ہو کر ہم تک پہنچا۔ فقہ قرآن میں اس واسطے کہ یہ تفہیم دے کیا جاسکتا ہے؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ لہ "باب العلم" کیا کیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم کوئی آیت ایسی نازل نہیں ہوئی جس کے متعلق میں یہ نہ جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارے میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی (اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا بھی بیان ہے) اور حضرت بنی نے فرمایا ہے ان وہی وہی قلباً عقولاً ولساناً سزلاً۔ میرے رب نے مجھے مجھو اور الیٰ اور تحقیق کرنے والی زبان عطا فرمائی ہے۔ آپ حضور اکرم

ﷺ پر میری تحقیق فرمایا کرتے۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ عقل و سمجھ کے ساتھ امت کی بھی ضرورت ہے کہ جو اس کی صحیح طور پر سمجھ لی کر سکے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے شاگرد حضرت سروق کا بیان ہے "کان عبد اللہ یقرء علینا السورۃ ثم یحلفنا فیہا ویخسروا عاۃ اللہلو" یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ہمارے سامنے ایک سورت تلاوت فرماتے اور پھر دونوں پھر اس کے متعلق احادیث بیان فرماتے اور اس کی تشریح و تفسیر فرماتے (طبری ص ۱۷۱) اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا علم کتاب اللہ ہونے کا یہاں سے مسلمہ (انتیاب ص ۳۷۳) حضرات صحابہؓ یہ تمام علوم و ہر شے نہایت حضور اکرم ﷺ سے حاصل کئے تھے اور حضور اکرم ﷺ نے نبی و نبیؐ کی محبت نے صحابہ کے علوم میں ایسا خلق اور گہرائی اور ایسی نورانیت پیدا کر دی تھی کہ وہ خود معیار حق بن گئے، مرحوم اکبر علیہ آہ و فانی نے خوب فرمایا ہے۔

در نشانی نے تیری قلمروں کو دیا کر دیا  
اس کو روشن کر دیا آنکھوں کو چنا کر دیا  
خود نہ تھے جو دلوں پر وہ نہ کے ہادی بن گئے  
کیا نظر تھی جس نے مژدوں کو صیحا کر دیا !

اس لئے سلف صالحینؓ نے فقہ میں حضرات صحابہؓ کے علم و فہم کی بہت زیادہ اہمیت تھی اور ہر فی معاملہ میں ان حضرات کی سب سے پہلے یہی تلاش رہا کرتی تھی کہ اس میں صحابہ کرامؓ کا کیا موقف اور طریقہ تھا۔ اور جب ان کی رائے معلوم ہو جاتی تو اسی کو اپنے لئے اسودھنا دیتے اور اس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کا باہمی اختلاف دیکھتے تو انہی کی آراء میں سے کسی کی رائے پر عمل کرتے اور اس سے باہر قدم نکالنا خلافت و گہرائی تصور کرتے، چنانچہ امام محمد بن

ہر میں جو طویل القدرہ یعنی میں ان سے حق کے متعلق ایک سند پر پلٹ گیا تھا تو فرمایا۔

کو رہا عمرو عثمان فان یکی علما یھما اعلم منی وان ینکر رأیاً فہما یراہما افضل۔

(جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۳۱)

حضرت مرفوع اور عثمان فرماتے ہیں کہ وہ سمجھتے تھے کہ اگر یہ علم تھا تو وہ شک سے قطعاً تھے اور ان کی رائے تھی تو ان کی رائے سوائے کے یہ وہ بہتر ہے۔

غور کیجئے، طویل القدرہ یعنی ان میں میرا بہتر ہے۔ اس کے علم اور ان کی رائے کے مقابل میں اپنے ہم دور کے کو بیچ لگتے ہیں۔ جب کہ اس زمانہ کے بعض روشن ذہل آئینہ میں عارف کے صمد و اجتہاد سے بے نیازی کا اعتراف کرتے ہیں۔

۱۰۰۰ از حق نے اپنے ایک شان بقیہ کن امید سے فرمایا۔

یابقیۃ العلم صحابہ عن اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وما لم یجئ فلیس بعلم

جامع بیان العلم ج ۲ ص ۲۹

اے بقیہ علم تو بس اسی ہے جو آخراً حضور ﷺ کے اصحاب سے منقول ہوا، ان سے منقول نہیں وہ علم ہی نہیں۔

خاتمہ حق فرماتا ہے۔

ما حدثک عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحنبہ وما قالوا فہی براہیم

عہد علیہ (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۳۳)

لوگ جو باتیں تمہارے سامنے آخراً حضور ﷺ کے اصحاب کی طرف سے نقل کریں تو انہیں اختیار کر لو، جو اچھی رائے کے کہیں اسے غربت کے ساتھ چھوڑ دو۔

اس طرح کے بہت سے آثار سے اندازہ ہوتا ہے کہ مضاف کے یہاں صحابہ کے علم کا کتنا وزن تھا۔ ان کے یہاں اس علم کی اس قدر قدر و قیمت کیوں تھی؟ اس کا راز یہ ہے کہ جس طرح مسند متہ صدر قرآن کے لئے داشت ہے اسی طرح صحابہ کے کلمات متہ محدث کی شرح نہ کرنے والے ہیں۔ کیونکہ یہ کلمات اگر حضور اکرم ﷺ سے سنے ہوئے ہیں تو ظاہر سے لے کر آخرت چھٹی کی تقریر سے لے کر نقل کوئی نقل نہیں ہو سکتی اور اگر وہ ان کی اپنی اجتہاد کی رائے سے تو ان میں ان کی اجتہاد کی رائے سے افضل کسی کی، لے نہ کتنی ہے؟

خلاصہ یہ کہ احادیث اور آپ کے فیض یا فتوحات میں واقع ہیں وہاں صالحین کے آثار و اہل کو بارائے طاق دکھ کر اپنی بکھوار عقل سے قرآن کے صحیح مطالبہ مرزا تک رسائی نہ ممکن ہے۔ وہی جو اپنے حضور اکرم ﷺ کے تفسیر پر لائے (یعنی پی راہ) اور عقل سے سن پسند تفسیر کرے (کو نہ جو نادر و متقدم اور باہر ہے۔ آپ کا اشارہ ہے۔

من قال فی القرآن بغیر علم فیسوا مفعلاً من النار (رواہ البیہقی، مشکوٰۃ ص ۱۵)

جس نے علم حاصل کے بغیر قرآن کا مطلب بیان کیا تو اسے چاہے کتنا بڑا عبادت گاہ میں نہ لے۔

لامالی قاری دھما گندہ مر قافہ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

القرآن کے حق میں کفر (۱۰) بدعت (۱۱) کا اندیشہ ہے (مردودہ ام ۱۹)

(۲) میں فساد۔ اسی المقصد ان برائے خاصاب فقد استظا: رواہ الترمذی و ابو داؤد و تواتر (مشکوٰۃ

مشیر صفحہ ۳۵)

یعنی: میں نے قرآن کی تحریف اپنی عقل اور سمجھ کے کی ہو کر (اقتدائے) اود کیج بھی ہو تب بھی وہ خطاوار ہے (اس لئے) میں کو یہ حق ہی نہیں تھا کہ قرآن میں اپنی رائے کو غلط دے)

قرآن پاک کی تفسیر کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ کل فن کے تفسیر کے لئے چند ہر موسم میں مہارت و شہرہ و بیا ہے (جس طرح دین کی بات سے موتی و ہر جان لکھنے سے پہلے اس کے تمام طریقوں کو اپنا ہوتا ہے اور اس کے متعلق آیات کا استعمال ہوتا ہے ان طریقوں اور آیات کو اپنا لئے بغیر اگر کوئی دریا میں تو مٹھکائے محفوتہ میں سے موتی و مرجع نکالے میں تو کیا کاسین ہوئی جی جان ہی ضائع کر دے گا) بالکل اسی طرح قرآنی علوم اور اس کی تفسیر کی تہذیب و رسائی کے لئے چند ہر موسم میں مہارت و شہرہ و بیا ہے وہ یہ ہیں (۱) لغت (۲) علم نحو (۳) علم صرف و نحو (۴) علم معانی (۵) علم بیان (۶) علم بیانیہ آفراندہ کریموں فن "علم بلاغت" کہلاتے ہیں مفسرین کے لئے یہ تہذیب اہم معلوم میں سے ہیں اس لئے کہ کامیاب و کجوسر و بخت ان علوم سے اس کا اعجاز معلوم ہوتا ہے۔ (۷) علم تجرید و قرأت (۸) علم عقائد (۹) اصول فقہ (۱۰) قصص و سبب نزول کا معلوم (۱۱) تاریخ و سنوٹ کا معلوم (۱۲) علم فقہ سے وقف ہونا (۱۳) فرائض و سبب کا جاننا (۱۴) ان احادیث کا جاننا جو قرآن پاک کی تفسیر کی آیات کی تفسیر واضح ہوئی ہیں۔ ان سب کے بعد چند وہ علوم ہیں جو علم و ادب ہے جو حق تعالیٰ انجات کا معیہ خاص ہے اور وہ اپنے مخصوص بندوں کو مطلق فرماتا ہے۔ (زیر بحث و طریقت کا لازم۔ الامان شخص)

جیسی قرآن کی تفسیر کی عظمت سلف صالحین کی نظر میں اس کے ہر سائل یا ان جسم کے درجے کے مادی ماسب تقسیم القرآن کے احوال و احکاموں۔

(۱) اس میں (تقسیم القرآن میں) اس چیز میں نے کوشش کی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن پڑھ کر جو مفہم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر میرے قلب پر پڑتا ہے حق ۱۔ مکان جن کا توں اپنی زبان میں تھقل کر دیا۔ (ترجمان القرآن صفحہ ۳۱۱ مجرم ص ۲)

(۲) اس طرح تقسیم کو بدنا چاہئے قرآن و سنت کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث نے پائے و نہر اس سے نہیں اس لئے (تحقیقات ص ۱۲۶)

حدیث تفسیر کی جو حد اول اور متبادل کی ہیں (مثلاً بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ، سوطا کماہ، ترمذی، تفسیر ابن کثیر، مظہری، درود، العالی، ابی حنبل، ابی ذرک، الشریط و غیرہ وغیرہ) ان کو پراختیاء خیرہ کہہ کر بیکار اور ناقابل توجہ قرار دے دیا ہے اور ان سے آزاد ہو کر قرآن ہی کی تفسیر کی تفسیر دی جہاں ہے۔ چنانچہ ایک جگہ لکھا ہے۔

"قرآن کے لئے کسی تفسیر کی حاجت نہیں ایک ہی وجہ کا یہ وہ سرکاری ہے ان" (تحقیقات ص ۲۲۲)

"پہ میں تفسیر و احکامات ۲ کجاست ۲ کجاست"

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے دریافت فرمایا: اس امت کا سبب کی ایک قبل





تھے کہ اگر حضرت علیؑ کی اتباع اور پیروی واجب ہے اور آپ ﷺ کی تمنا و ذات ہے جس کے سبب قتال و کامیابی واجب ہے تو اس میں الحاح (فوری ضرورت) جزیمت (عس ۱۰۱) اور احسان (دوسروں کا اہم حق) علیٰ غرض (غرضاً)

الحاصل۔ اس قسم کے دس قرآن اور دس بی مجلسوں سے آخر از سروری ہے، ورنہ عقائد و اعمال خراب ہوں گے۔ اور مثال و مضامین میں گئے۔ اور انے کو مگوں کی کراہی خدا پرورد معلوم ہو جانے کے بعد ان کے ساتھ مخالفت اور میل برول رکھنا بھی جائز نہیں۔ خدا کا فرمان ہے۔ وَلَا تَبْهِكُوا فِي الَّذِي ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ فِي الْأَنْبَاءِ .

ترجمہ: (اے مسلمانو!) ان ظالموں کی طرف مت چکومت چکو، کیونکہ ان کی آگ ملک جہان ہے (پ ۱۳۰ سورہ یوسف) اور، ورنہ ہے۔ فلا تفعل بعد الذکری مع القوم الظالمین ترجمہ: (اور اگر شیطان تجھ کو بھلا دے) تو یاد آئے کے بعد ایسے ظالموں کے پاس مت بیٹھو (سورۃ النہم پ ۷۷) اور حکم کا مشہور مقلد ہے۔ اعتباراً متعدد و اطباء معمرین۔ بری خادمتیں شادی ہوتی ہیں اور طبیعتیں چور ہیں کہ ہرگز ہرگز سے مکرر بات سے متاثر ہو جاتی ہیں۔ فتقر الله اعلم بالصواب وهو الجہاد فی الصراط المستقیم۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس قسم کے خفوتوں سے محفوظ رکھے اور صراطِ مستقیم (اسوۂ رسول اللہ ﷺ) پر یقیناً صحابہ رضی اللہ عنہم، ائمہ کرام رضی اللہ عنہم رکھے بحکمہ سید المرسلین ﷺ ۳۰ جمادی الاول ۱۳۹۹ھ۔

قرآن مجید کی عظمت اور اس کے لئے تجوید کا لزوم:

(سوال ۱۵) محترم جانفزاں علامہ صاحب دامت برکاتہم اقدس حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم اقدس کے بعد سلام مستنون ایک اہم اور ضروری امر کے لئے آپ کی طرف رجوع کر رہا ہوں امید ہے کہ اس کا شفقی بخش جواب عنایت فرمائیں گے۔

۱۔ ہمارے یہاں لوگوں کا رجحان قرآن کریم کی تعلیم کی طرف بہت کم ہے۔ لوگ بچوں کو دوسری تعلیم بڑے ذوق و شوق سے دیتے ہیں مگر اس کی طرف ان کی توجہ بہت کم ہے، یہی وجہ ہے کہ تعلیم بڑے گرتوجید کا نام و نشان نہیں لہتا۔

۲۔ قرآن پڑھانے والوں کی عقلیت اور احترام لوگوں کے دلوں میں بے آپ، نیسے طریقے سے جواب حمایت فرما لیں کہ لوگوں کے تشوہ میں قرآن مجید کی عظمت پیدا ہو اس کے پڑھانے والوں کا احترام کریں اور توجید کا ذوق و شوق پیدا ہو اور اس کی تعلیم کی طرف توجید بنا شروع کریں۔ جو انکم اللہ حبیب العزیز۔ فقط والسلام۔ بیذا تو ہوا۔

(الجواب) حامد و مصلیٰ و ملحا۔ قرآن کریم مؤمنین کے لئے بہت بڑی نعمت ہے اور یہ سب کتابوں سے افضل و اشرف ہے اس کی شرافت اور فضیلت کے لئے یہی ایک خصوصیت کافی ہے کہ یہ اللہ کا مقدس کلام ہے۔ حدیث میں ہے قرعہ اللہ یت۔ کتاب اللہ (مسلم شریف) یعنی اللہ کی کتاب (قرآن کریم) سب سے بہتر کلام ہے اور دین للعصمین و ناقم الخسین ﷺ پر نازل ہوا ہے، اور اس کی تعلیم کا فریضہ آپ کے ہر در و دریا میں آیا ایک حدیث میں ہے: فضل القرآن علی سائر الکلام افضل اللہ علی ما رخصہ (ترمذی شریف) (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۶) یعنی قرآن مجید کو دوسری کتابوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے خدا تعالیٰ کی فضیلت ساری مخلوق پر ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے: القرآن احب الی اللہ من السموات والارض۔ قرآن اللہ کے نزدیک آسمان اور زمین (اور جو کچھ ان میں ہے) سب سے زیادہ محبوب ہے۔



۱۰۔ تعاقب زمین کو ختم کرنا ہے کہ وہ اس کے لئے گوشت کو نہ کھائے زمین غنہ کر لیتی ہے۔ آپ کا کام اس کے پیچھے (۱۰) رہے۔  
(۱۱) میں سے کچھ نمک میں اس کے آبِ حیات کو کھانسی ہوں۔

نیز انصاف اور مہذب کاوشاء ہے کہ روز قیامت تم قرآن شریف پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والے انھیں سے کیا جائے گا کہ پڑھا اور نہ پڑھا ہے۔ عمل کرنے والے کو رستہ اور گناہ میں سے جیسا کہ تو دنیا میں پڑھا کرتا تھا۔ یہ وہی رستہ ہے۔ گناہ میں نہ پڑھا تو پھر عیسیٰ جیسی پڑھا تھا۔ اور اس سے اللہ کے لیے جس کے (قرآن ہی فضائل، برکات و)

جو لوگ دینی ترقی کے لئے دینی تعلیم میں مشغول نہ ہو، فرقان کی نوبت سے محروم رہے اور اس لئے رہا۔

نیز صریح میں ہے کہ بلاشبہ وہ شخص جس کے دل میں قرآن شریف نہ ہو وہ جڑ سے ہٹ کر ہی ہے۔ (ترمذی وغیرہ) حضرت کاملہؓ بیان ہے کہ میں نے قرآن پاک پڑھا اور اس میں وہ آیت مثنوی خطا لیا اور قرآن سے طویل بن گئے تو یہ وہ دوسرا اور میں نے حرام کرتا ہے ہونے لگا۔ اُمّ بھلا۔ اور میں نے یہ واقعہ کہی اس کو سنت میرا نہیں۔ (عفا۔ اور اس کے لکھنے کے ایسے نسخہ امیر ہیں کہ وہ سے عکس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ ان کے لئے دوسرا واجب نہیں ملے گا)۔ (ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد)

[illegible]

اور آپ نے اتنی شدت برداشت کی، کوئی اور شہید ہی کا اس میں صرف انسانوں ہی کو یہ بات لو بھی جوتا تھا۔  
 پناہ حضرت عائشہ سے یہ صوفی ائمہ منہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی اور آپ اس وقت کوئی پر  
 ہو رہے ہوتے تو وہی کے وزن اور شدت سے وہ بھی اپنی ٹھونکے نچے ڈال دیتی اور جب تک وحی کی آمد جاری راقی اپنی  
 گردن ہلاتے نہ تھے پھر آپ نے یہ بات حد تک فرمائی۔ ماسلمی قولاً نقلاً ہم آپ پر ایک وحی کی کلام اتارنے  
 کے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے۔ *لَوْ اَنَّ فِی السَّمٰوٰتِ عَلٰی حِوْلِ لَوٰاٰیۃ حٰشَا مَنۡ مِّنۡ عٰمِلِیۡنَ*  
 حٰشَا اللّٰہ اگر ہم یہ قرآن کسی پر ڈھارس دے تو تم تجھے کہہ خدا کے خوف سے دوبارہ پھا جاتا ہے۔ جو ہے ۱۵  
 اپنی ہی عظمت کا ان کو نہ جانو راہم سے نہ بہا برداشت کر سکے۔

نظر: یہاں حضرت محمدت و ہونی زامہ فقہ حنفی کی تعمیر و ترقی میں تحریر فرماتے ہیں۔ "عنترت ابن سنان



لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وَهُكَذَا مِنْ بَيْنِ الْمَسْأَلَةِ

جینی تجرید کا حاصل کرنا اور قرآن کو تجرید کے ساتھ چھٹا ضروری ہے جس نے بے قاعدہ اور خلاف تجویہ پڑھا وہ لنگھا ہے۔ اس لئے کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید کو تجرید کے ساتھ نازل فرمایا ہے اور اسی طریق تجویہ کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔ ہذا قرآن کو تجویہ اور قراءت کے ساتھ پڑھا جائے قراءت سے وہ قراءت مراد ہے جو تواتر سے مقبول ہو جیسے مرات مشہور قراءتیں جس کو تواتر کے سات اماموں نے اختیار کیا ہے۔ چاہئے جو یہ تھا کہ ہم ساتویں مشہور اور متواتر قراءتوں سے واقف ہوتے اور اپنی اولاد کو بھی واقف کراتے مگر فراموش صرف امام عاصم کی قراءت برداشت امام حنفی کے سیکھنے کا بھی جیسا ہی ہے ابتر نہیں ہے اور عام طور پر عقد قرآن پڑھا جاتا ہے نہ خارج کی اور انیل کا خیال نہ صفحات کی رعایت لی جلی اور غرضی سے خبر ہو رہا ہے کہا گیا عقد قرآن پڑھنا اس نماز میں جائز ہو سکتا ہے جو امت کے ذمہ ایمان کے بعد سب سے اہم فریضہ ہے جس کی ہوائیگی کے بغیر اسلام کی بنیاد اور ثبات ہی منہدم ہو جاتی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے وَالْعَلْوَةُ عِمَادُ الدِّينِ لِمَنْ أَقْبَلَهَا اَلْاِمَامُ الْعِيسَى وَمَنْ هَلَمَّهَا فَقَدْ هَلَمَّ الدِّينَ وَ كَمَا فَانَ صَلَى اللہ علیہ وسلم اس نماز کے ارکان میں سے ایک اہم کن قرآن کی قراءت بھی ہے اور قراءت صحیح ان وقت ہو سکتی ہے جب تجویہ سے پڑھی جائے۔

اور ایک ادب یہ بھی ہے کہ خوش الحانی سے قرآن مجید پڑھے۔ نبی کریم ﷺ خوش آوازی سے پڑھنے کو بہت پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ لِيُؤْتِيَ الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ جَنِّيَ قُرْآنَ مَجِيدٍ كَوْنِي آواز سے مزین کرو۔ لیکن یہ خوش الحانی قراءت کے قواعد کے مطابق ہونا چاہئے جو لوگ تجویہ کا لحاظ نہیں کرتے اور بھولوں کی معنی کسی قدری سے کئے بغیر آواز گھٹا کر پڑھتے ہیں صحیح نہیں ہے۔ اللہ ہمیں قرآن کے قدر کی توفیق عطا فرمائے اور امت میں اس کی تحقیر عام نہ رہے اور اس پر غر کی توفیق بخشے اور اس کی حکمت ہمارے دلوں میں پیدا فرمائے آمین۔

فَقَدْ أَفْهَمَ لَهَا اَصْوَابَ دَوَاهِي ابْلِ اَعْرَافِ السَّيْنِمِ۔

ختم قرآن کے لئے اعلان کرنا:

(مسوئل ۱۶) ہمارے یہاں جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے مسجد میں بعد نماز یا قبرستان میں مدفون کے بعد یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں مسجد میں فلاں فرد کے بعد میت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی ہوگی اور یہ طریقہ کنی ساخا سے جاری ہے اور بعض مرتبہ امام مسجد کے نہ پہنچنے پر ان کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور بعض مرتبہ اس امتدین کے عداوہ اور او اقربا کو قرآن خوانی میں شرکت کی ضمنی طور پر دعوہ دی جاتی ہے تو اس طریقہ سے اعلان کر کے لوگوں کو جمع کرنا جس سے اجتماعی التزام حشر ہوتا ہے وہ اصل میں مدخل ہو کر حسب ذیل امداد اللہ تعالیٰ کے فتویٰ کا مصداق ہو گا یا نہیں؟

(مسوئل ۱۷) سال کے اکثر حصوں میں بزرگوں کی ارواح کے ایصال ثواب کے لئے لوگوں کو جمع کر کے بد کسی خاص انتظام و اوقات معینہ قرآن شریف پڑھا جائے تو جائز ہے تو اپنے درست و احباب کو شمولیت کے لئے کہہ کیا ہے؟

(الجواب) یہی دعا اچھی ہے غیر مقصود کے لئے جو بدعت اور کفر ہے۔ فقط (امداد الفتاویٰ جلد اول باب الہدایہ)

ان افعال میں جو اہل حق کو ملے۔ اب۔ شاکی میں اس قسم کی قرآن و حدیث اور ذریعہ تفریحات کے تحقیق معراج الہیہ سے قلم فرماتے ہیں۔ ہذا۔ لا افعال کثیرا للسمعہ والریاء فیحتوز علیہا لانہم لا یریدون بہا وجہ اللہ تعالیٰ یعنی یہ سارے افعال محض زلیخا ہے اور مومنوں کے لئے ہوتے ہیں۔ انہما ان سے بچنے کی تاکید ہے۔ راقی کاموں میں ان افعال و لذت نہیں ہوتی۔

(شامی ج ۸ نمبر ۸۴۳ کتاب الزمان، مطلب فی کراہۃ البیعات من اجل لیت)

شرح سفر سعادت میں ہے۔ وعادت ہو کہ رہے کہ میت در غیر وقت نماز جمع شہد ہر آن ہو، عندہ مقتدات  
شہد نہ ہو، نہ نور نہ غیر آن لائیں مجموع بدعت است دیگر وہ۔ یعنی۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ وغیرہم سلف صالحین کی  
عادت نہ تھی کہ میت کے لئے سوائے صلوات جنازہ دوسرے کسی موقع پر جمع ہوتے ہوں، وقرآن پڑھتے ہوں قبر پر اور  
یادگیری مقام پر یہ تمام اوجاف در بدعت اور نہ وہ ہیں۔ (شرح سفر سعادت ص ۳۷۳)  
تکلیف الام است حضرت مولانا شرف علی تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

”بعض طریق سے آج کل قرآن شریف پڑھ کر بےصال ثواب کیا جاتا ہے، یہ صورت مردہ ٹھیک نہیں ہاں احباب خاص سے کہہ دیا جائے کہ اپنے مقام پر حسب توفیق پڑھ کر ثواب وصول کریں (اللی قولہ) مہیا۔ ہتھیں سر پہ لیں اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔ یہ جس سے ایک قرآن کا ثواب مل جائے گا یہ اس سے بھی اچھا ہے کہ اجتماعی صورت میں قرآن شریف سنئے جائیں اس میں اکثر اہل میت کو دہلانا ہوتا ہے اور اللہ کے یہاں حضورؐ بہت کوٹھیں دیکھا جاتا ہے۔ غلامی، ریت، دیکھی جاتی ہے (لذا فی مسنی ج ۱ ص ۴۵) بلکہ آپؐ کے یہاں کاتھور خلاف سنت اور خلاف قرآن ہے۔ اس کا ناموں کی پانچ روایات ملتی ہیں۔ فقہ دلت اعظم (اصواب)۔

غیر مسلم کو مخاطبہ کے لئے قرآن شریف دینا:

(سوال ۱۷) غیر مسلم اگر قرآن شریف محفلہ کے لئے مانگے تو دینا جائز ہے یا نہیں؟ غیر مسلم بلا ضرورت قرآن شریف چھو سکتے ہیں؟ وہ مکلف یا نا مفلک نہیں کیا ہے؟ ان کے لئے کس قسم کی ایضاد کرنا ہوگا؟ آمین اور توبہ

(الجواب) اثر غیر مسلم کے دل میں قرآن مجید کی عظمت ہونے اس کی طرف سے اس بات کا اطمینان ہو کہ وہ اس کی بے ادنیٰ نہیں کرے گا تو اس کو قرآن مجید دینا جائز ہے لیکن ہے کہ اس کو ہدایت نصیب ہو جائے تو یہی کوئی ہدایت نہ رہے کہ یہ اللہ کا احسان ہے اس کے لئے اس کو چھو اس کی عظمت کے خلاف ہے، نہ لاپرواہی کی حالت ہو تو غسل کر کے درخت بھونکر کے اس کو مطالعہ کیا جائے جس کو وضو و غسل کا طریقہ بھی بتلادیا جائے، اس سے اس کے دل میں قرآن مجید کی عظمت پیدا ہوگی، انا، اللہ اعلم، اور کفار گمراہ ہے وسمع النصوص فی (وفی بعض السج الکاشف) من صلبه وجوزہ محمد اذا اغتسل ولا باس بتعبہ القرآن وافقہ عیسیٰ یہندی (درمختار مع الشیخ ج ۱ ص ۱۶۷) مطلب بطلان الدعا، غنی ما یستعمل النساء، قیر سلم کو کثافت باغواں نہیں ہے مگر قرآن مجید کو بے ادنیٰ اور بے حرمتی سے محفوظ رکھنا ہم پر ضروری ہے اسی بنا پر اگر بے حرمتی کا خطرہ ہو تو کافروں اور مشنوں کے لب میں قرآن تریف لے جانے سے احتیاط ضروری ہے جس طرح کہ باغیہ مراد کہ ان کے قبضہ میں قرآن مجید آجائے



نہا صہ جب محدث سے روایہ دینی نہ ملے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے معاملہ ان کے ساتھ عزائم سے مبرا ہے۔ وہ کہتے کہ میرے والدہ محمد اللہ تعالیٰ نے عقل سے قرار میں کہ اللہ الرحمن الرحیم وہ بڑا قہار ہے چاہے ہوئے سنا تو گناہ نہ تھا۔ یہ دعوت ہے اور دعوت سے بچو۔ پھر کہا۔ میں نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایہ کو جو دعوت سے مبرا ہے وہ ثابت کرتے ہوئے کہیں دیکھو؟ (۲۸ ص ۲۸۶)

”یعنی بتائی کہ تھوڑے لوگوں کا عقیدہ اھل حق سے الگ تھا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دعوت والہ پر ہی میں ہے۔ محمد اللہ تعالیٰ نے عقل سے معاملہ کر کے لے لیا۔ کہ اس نے دعوت سے الگ ہو کر رہا۔ وہ کہیں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی روایہ نہیں دیکھا کہ وہ دعوت سے الگ رہا۔ اور کسی چیز کا بغض رکھا۔“ (۶ ص ۶)

انوار الہدیٰ شرح صحیح بخاری ص ۱۰۰ طحاوی ص ۱۰۰ حضرت مولانا سید محمد رضا صاحب مکتبہ انصاریہ مدینہ میں ہے۔ امام ترمذی نے قرآن مجید کا باب کاغذ پر کے حدیث زیادہ سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے لیا۔ ان میں ائمہ سے پہلے ہم اللہ تعالیٰ سے آمین کہہ کر لیا۔ کہ یہ روایہ محدث سے مبرا ہے۔ اور صاحب ابراہیم کوسب سے زیادہ غرض ہے کہ میں نبی و قرآن کا یہ روایہ حق (۶ ص ۶)

حضرت شمس الدین مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں۔ ویسے کہیں ان سے کہو مرجع الضمیر للحدث والعرض اظہار تقدیر مرسل للحدث ویكون تقدیر الکلام کان یقتضی الیہ تفسیر من اسحدث فی الاسلام والمقصود من ان کلام ابن عبد اللہ لا یصح بظاہرہ اذا لم یصح من الظہور بعصبة الحديث فی الاسلام للمصحابة والذی یظهر من الکلام بقینہ لا بد من علی ان لحدث لم یکن معوضاً عنی امر حجاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبین ان الحدث فہم متصل علیہ وانستقصود الہم لم یکن مثنی بعض الہم من الحدث فی الاسلام وهذا لا یفید وجوب اید فی بعض الحدث بل یقتضی الغصبة الحدث بالنسبة الی سائر الاشياء انی انصاحاً بقوسی اللہ عنہم احسن لاداء التبیح المحلیل الحمر السیل مولانا السید حلیل رحمہ اللہ ۱۲ ص ۱۲ قلب ہذا العبد مکتوبہ علی ہامش التقریر من کلام التبیح مولانا حلیل احمد صاریح سی دانود اولیہ مکتوبہ بید التبیح واحمر ہا بدو اللہ المرحوم نور اللہ مرقدہما ۱۲ انکر کتب السری ص ۱۲۷

حافظ اللہ اعلم بالصواب۔ حدیث شہد میں چیز نہ ملنے اس کی تحقیق۔ (سوال ۲۱) کہ آدھی نے کسی نے یہ حدیث بھی کہ محمد میں وہی چیز نہ ملنے سے حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ کیونکہ محدثوں نے اپنی حکایتیں۔ (الجواب ان حدیث کا خطاب یہ ہے کہ محمد اور وہ بھی وغیرہ میں دوسری چیز مآثر چنانچہ ان میں یہ دونوں دونوں کے برابر ہے۔ پتے کے لئے محمد میں پانی وغیرہ ان ممنوع نہیں ہے۔



## لفظ "علیٰ حرف" کی تحقیق:

(سوال ۲۲) ماہنامہ "الفرقان" (لکھنؤ) کو لکھتے ہوئے ۱۳۸۹ھ کے شمارہ میں تادی و تہذیب کی تقریف (ریویو) میں لکھتے ہیں کہ جلد دوم صفحہ ۱۲ پر روایت ابن عباس سے منقول ہے جدید ترتیب میں مسندات سوم، چار، پانچ پانے سے ہے کہ سند سے روزہ قاسم ہو گا تو نہیں۔ میں ابو داؤد کی ایک حدیث میں دو جگہ افتادہ حرف کا ترجمہ چیت لینا کہا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ روایت پر لغزیت ہے۔ صحیح ہے۔ اس پر دو۔ جس کا تفصیل مہضوب ہے۔ جیسا کہ جواد (الجمہ اب) نے گذر حدیث میں "علیٰ حرف" کا ترجمہ قاسم چیت لینا کیا ہے۔ کہ اس پر لینے کا ترجمہ صحیح نہیں ہے۔ جواد میں دونوں جگہ میں اسطرح چیت لینے کی تفہیم ہے۔ اسی طرف۔ یعنی بجا حدیث علی طرف واحد علی حدیث۔ استقلال (چیت لینا) ابو داؤد کی مشہور اور مستند شرح میں اس کا ترجمہ بھی چیت لینے کی تشریح ہے۔ "اسی علیٰ ہیبتہ واحدہ" ہے الا استقلال (چیت لینے کی حالت) ۱۳۸۹ھ (۱۳۸۹ھ) استقلال و علم بالصواب۔

## تبصرہ نگار الفرقان (لکھنؤ) کے اشکال کا جواب

استدراک:

الفرقان ماہنامہ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ مطابقت ماریج کے عنوان "نئی مہضوب" سے لکھے ہوئے تبصروں میں حضرت مولانا سید عبدالرحیم لاہوری کے تادی و تہذیب جلد دوم میں منقول ایک حدیث: ایک لفظ (علیٰ حرف) کے ترجمہ سے اختلاف کیا گیا تھا۔ مولانا نے اس پر یہاں تحریر فرمایا ہے کہ سنن ابی داؤد میں جہاں یہ حدیث آئی ہے وہاں بین السطور میں اس لفظ کے وہی معنی بتائے گئے ہیں۔ جو ترجمہ میں انہوں نے اختیار فرمائے ہیں۔ نیز بذیل اس شرح ابی داؤد میں بھی یہی شرح ہے۔ تبصرہ نگار حضرت مولانا کا منگوا ہے کہ زمانہ طالب علمی سے ذہن میں چڑی ہوئی ایک غلط فہمی ان کی بدولت دور ہوئی۔ طبع اہم اللہ خیر الجزء (ماہنامہ الفرقان) لکھنؤ ماہ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ۔

## ایک حدیث کی تحقیق:

(سوال ۲۳) بعد سلام سنو ان گزارش یہ ہے کہ ہمارے یہاں ایک بدعتی عالم نے تبلیغی جماعت کے خلاف ایک کتاب لکھی ہے اس کے آخر میں سند داری کے حوالے سے ایک حدیث لکھی ہے اس حدیث کی تحقیق مطلوب ہے۔ حدیث یہ ہے۔ "نبی کریم ﷺ نے وفات کے بعد ایک مرتبہ چھ ماہ کو یہ بات پسند آئی کہ مسجد میں جمع ہو کر اللہ کا ذکر کریں، چنانچہ ان حضرات نے مسجد میں حصہ بنا کر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ وغیرہ تسبیحات پڑھا کر شروع کیا اور تسبیحات کہنے کے لئے ٹکڑیاں استعمال فرمائیں، جب اس وقت کا علم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو ہوا تو وہ دوڑے دوڑے مسجد میں تشریف لے گئے اور اس راہ میں ہو کر فرمایا کہ تم نے یہ کیا کرتے ہو شروع کر دو یہ ہیں ان لوگوں نے جواب میں فرمایا کہ ہم اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم کبھی جلد برپائی کے راستہ پر چلنے لگے حالانکہ نبی کریم ﷺ کا سنن مبارک میں بھی نہیں ہوا ہے۔ تو آپ ﷺ کے اصحاب بھی ہم میں موجود ہیں۔"



## ما يتعلق بالانبياء والاولياء

(سوال ۲۳) اولیاء اللہ کی کرامت حق ہے یا نہیں؟

(الجواب) بیشک کرامات انبیاء حق ہیں مگر ان عجیب و غریب سے کرامت جس سے مقام سلسلے میں بے کرامات الاولیاء حق (۱۰ ص ۱۰)

مگر یہ بھی یاد رہے کہ شیطان کی شرارت بھی حق ہے اور بزرگان دین کی کرامت اور شیعیان کی شرارت میں امتیاز نہ کرنا ہرگز درست نہیں۔ وائیکس کا کام نہیں اور شیطان کی شرارت کا ایک نوعیت میں کیا جاتا ہے۔ حضرت خوت الاعظم محبوب رحمانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان ہے کہ ایک دفعہ میں یہ دعویٰ کرنے لگے جنگل بیابان میں ٹھہر رہا ایک روز مدت سے پیاس لگی تھی میں پانی کی تلاش میں نکلا مگر پانی نہ ملا اسی اثنا میں کچھ بادل بھاگے کچھ پھرنے لگیں جن سے مجھے کچھ تسکین ہوئی و پھر ان بارشوں میں سے ایک روشنی نکلی جس نے آسمان کے تمام کناروں کو گھیر لیا اس روشنی میں سے ایک عجیب و غریب صورت نمودار ہوئی جو مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ اے عبدالقادر اس تیرا پروردگار رسول اس تجھ پر رحم فرما جس چیزوں کو حال کر تیرے پاس لائے (ابو جوحید) کوئی بارش نہ ہوگی میں نے بھی اچھا دیکھا ہوا تھا اور شیطان لڑنے کے لیے ان ملکوں اور اندوڑ کا ذکر کرتا ہے اور یہ سب کیا کرتے ہیں میں نے بھی دیکھا ہے ہاتھ پر بھی اور دشمنی میں بھی سے بولتی ہے اندھیر چھاتا ہے۔ یہ صورت غالباً انبیاء و اولیاء کی کہ اے عبدالقادر اثرات متہمدہ کی انانیت اور علمی بصیرت جو تمہیں حاصل ہے اور وقتوں تمہیں میرے لیے تم پر ہر طرف اطمینان ہے۔ اس بات کی وجہ سے تم محفوظ رہو گئے اور مجھ سے نجات پا گئے۔ میں تم میں سے مقدمہ پر تمہیں سے عبادت گزارانہ اور اصولوں کو گھروا کر چکا ہوں۔ (البلوغ النبویہ ص ۳۴ حضرت شاہ ولی اللہ)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بزرگان دین کی کرامت اور شیطان کی شرارت تو کتنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ یہ تعجب نہیں پڑتا کہ کرامت کچھ لیز اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان کی کرامت میں نہ تامل ہے۔ فقط اللہ اعلم بالصواب۔

رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارکہ کی زیارت کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۲۴) کیا غیر مقدسوں نے ایک آنحضرت ﷺ کے روضہ مقدس کی زیارت کے لیے ضروریہ کا سفر کیا ہے؟ اگر ہاں ہے تو عنوان کتب جواب دیجئے؟ اس بارے میں علماء و محدثین کا نظریہ کیا ہے؟ بائرن مانتے ہیں یا

ابن ابی

(الجواب) ہاں غیر مقدسین آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارکہ کی زیارت کے لیے سفر کرنے والوں کو یہ فرماتے ہیں ان کے لیے یہ زیارت کی ضرورت نہیں ہے۔ "عرف اللہ فی" میں ہے "وہو من زیار روضہ زیارت خواہ غور و بزم باشد"۔ یہ ایسی آفت کی دلیلی ہے جو ان کے کتاب یا احادیث یا اقوال میں قائم نہیں ہے۔ از سلف و ہست و ہست (ص ۲۵)۔ علماء و محدثین کا نظریہ ایسا نہیں ہے۔ علماء و محدثین کا عقائد یہ ہے کہ سرور کائنات ﷺ کے روضہ مبارکہ کی

زیارت افضل المستحبات بلکہ قریب بودہ ہے، اور بڑی فضیلت اور اجر عظیم کا سہرا ہے۔ علمائے دیوبند کے جلیل القدر عالم و بزرگ مولانا غلیل احمد صاحب انجمنی قلم المدنی رحمہ اللہ تخریج فرماتے ہیں کہ ”ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان (القی) دینی کی قرابت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ ادب ہے قریب ہے۔“ عندنا وعند مشائخنا زیارت قبر سید المرسلین (روحی قبلہ) من اعظم الغریبات ولهم المندوبات وجميع لیل اللیل بحات بل قریبہ من الواجبات اور آگے چل کر فرماتے ہیں مصغری ولست الا زوال زیارتہ علیہ الف الف تحویہ وسلام وبتوی معہا زیارتہ مسجدہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ من البقاع والشاہد الشریفہ بل الا ولی ما قال العلامة الہمام بن الہمام ان یحجروا النبی لزیارتہ لہوہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم یحصل لہ اذا قدم زیارتہ المسجد لان فی ذلک زیارتہ تعظیہ واجلالہ صلی اللہ علیہ وسلم ویوافقہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من حاضنی زائر الا نعملہ حاجتہ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون شفیعا لہ یوم القیامۃ (ترجمہ) اور ستر کے وقت آنحضرت ﷺ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ میں مسجد نبوی ہو دیگر مقامات و زیارت گاہیں تشریک کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر وہ ہے جو علامہ ابن حمام نے فرمایا کہ خالص تہنیر شریف کی زیارت کی نیت کرے جب وہیں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی ﷺ کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالت مآب ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود حضرت کے ارشاد ہے جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیق ہوں (الاستیعاب ج ۵)

اور دوسرے جلیل القدر بزرگ و محدث حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رضوی پاک کی زیارت کے فضائل بیان کرنے کے بعد مدایت فرماتے ہیں کہ ”جب مدینہ کا غزم ہو تو بہتر یہ ہے کہ وہ مسجد اطہر ﷺ کی زیارت کی نیت کر کے جائے۔ (زبدۃ المناکب ”جدید“ ص ۱۱۳)

اور تیسرے بزرگ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی فرماتے ہیں کہ ”مدینہ منورہ کی حاضری محض بزرگ کائنات علیہ السلام کی زیارت اور آپ کے توسل کی غرض سے ہونی چاہئے۔ اسی وجہ سے میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ حج سے پہلے مدینہ منورہ جانا چاہے اور آنحضرت ﷺ کے توسل سے نعمت قبولیت حج و عمرہ کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے مسجد کی نیت طویل وہ بیجا کر لی جائے مگر اولیٰ یہی ہے کہ صرف جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی جائے تاکہ لائقہ لازم الدارنی والی روایت پر عمل ہو جائے۔“

کتوب نمبر ۳۵ مکتوبات بشیخ الاسلام (مجلد ۱۳۹-۱۴۰ ج) مفتاح دارالعلوم بکھرواہ۔

حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے متعلق:

(سوال ۲۶) حضور اکرم ﷺ کے مدفن اطہر کی زیارت کے لئے مدینہ شریف جانے کے متعلق علمائے دیوبند کا کیا نظریہ ہے؟ شاید کہ ناجائز اور حرام سمجھتے ہیں لہذا اشرع کریں اور مدینہ شریف جانے والا شخص حضور ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت کرے یا مسجد نبوی کی؟ علمائے دیوبند کے نزدیک صحیح بہتر کیا ہے؟





(الجبواب) کے حکم امام نے سہاگہ و تہ کا کہتے ہوئے وہ جب خبر پر گئے تھے اور اس کی زیارت سے درخواست ملنا ہے۔ لیکن اس میں غلو اور زیادتی کی باتیں تھیں اور حقیقت یہ ہے کہ حد سے بڑھایا، چاہے اعتقاد میں اور خواہ عمل میں۔ بہت بڑا اور سبب غلط ہے۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے "خبر سوز" کو چھاپ کر کئے فرمایا کہ ہے تنگ تو آپ پھر ہے توفیق بخشنے اور نہ ضرور ہی! اور آپ نے اس روایت کو جس کے تعریف و فضیلت قرآن شریف میں ہے۔ اس لئے کہ وہ بچہ کہ لوگ اس کی زیارات میں حد سے زیادہ اہتمام کرنے لگتے تھے۔ اسی طرح آپ نے اسے عمر سعد اور مدینہ منورہ کے راستے میں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گزرا اور فرمائی ہے۔ وہاں لوگوں کو اس کے ساتھ نہ تو کہتے ہوئے دیکھ کر منع فرمایا اور فرمایا کہ نہ اسے اگلے بھی کسی طرح انبیاء کے آؤ کی جی وہی نہ کرنے کی وجہ سے بڑا ہو گئے۔ (ابن کثیر) (مکین ص ۷۷)

اسی طرح تہ کا کہتے کی زیارت کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ "دور دراز سے لوگ آتے ہیں بے نمازی و مطلق نماز اور بے پردہ عمر میں زیادہ ہوتی ہیں۔ بے دیانی اور بے شری کی عمر پر نفاذ ہوتی ہے اس میں اعتقاد ہی اور عملی بے شمار خواہیوں ہیں۔ لہذا طریقہ مذکور کو نہ کرنا ضرور ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے زہد و عبادت کے متعلق فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کو دیکھتے تو ان کو مسجد میں جائے سے منع فرماتے (حدیث) تہ کا کہتے سے برکات حاصل کرنے کا صحیح اور جائز طریقہ یہ ہے کہ بلا تعین بار و فراغ اور بلا اہتمام اجتماع وہاں زیارت زیارت کر کے کہ انے انجادی تعریف میں ہے۔

عن عثمان بن عبد اللہ بن مویہ قال دخلت علی ام سلمة رضي الله عنها فاحترحت لي  
شعر من شعر النبي صلى الله عليه وسلم مخصوصاً.

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن مویہ نے بیان کیا کہ میں ام سلمہ کے یہاں یہ توںموں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مبارک تھے، جس پر انصاف کا اثر تھا (ج ۲ ص ۵۷۸) آپ نے انصاف کا لباس پہنا ہے (یعنی انصاف)

روسی و رابع عن عثمان بن عبد اللہ بن مویہ قال رملني اهدى الى ام سلمة رضي الله عنها فاحترحت لي شعر من شعر النبي صلى الله عليه وسلم وكان اذا اصاب الاكابر عير لوشبي سمعت اليها محضاً في انجلحل قرينة شعر من شعر (ابن حبان ص ۹۷۵)

دوسرے تہ کا کہتے ہیں کہ کوئی کوئی کوئی کوئی تکلیف ہو جاتی تو ہم المؤمنین حضرت ام سلمہ کے پاس جاتی کیا نہ بھیج دیا جائے آپ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے نہ رہتے تھے۔ ان کو چاندی کی گلی میں گھونٹ کر رکھا تھا یا ان میں اس گلی کو ڈال دیا۔ جسے وہ اپنی مریض کو پانچ دینا تھا۔ ابھی یہ کہ تہ کا کہتے ہیں کہ وہ اپنی گھر کر مریض کو دینا تھا۔ اور اس اب کے کہتے ہیں کہ یہ گلی ڈال دیتے تھے۔ (مستوفی شرح بخاری ج ۱ ص ۳۸۲)

راوی حدیث حضرت عثمان بن عبد اللہ بن مویہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان باتوں کو سنا ہے۔ (انصاف بن مویہ)

اسلم شریف میں ہے۔











حضرت بسطامیؒ نے کہا تم کو فلاں آدمی ایک رات میں مکہ پہنچ جاتا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ شیطان تو آئینہ  
نہیں۔ میں مشرق سے مغرب میں گھٹتی جاتا ہے حالانکہ وہ اے اللہ میں گرفتار ہے۔ (بصائر الوہاب ص ۶۱۲)  
پیشوا بطریقہ حضرت حیدر علیؒ کوئی فراموش نہیں کہ واصل باقی اللہ۔ ہونے کی ہے تیار طریقہ اور اسے ہیں  
موجود حلقوں کے لئے تمام راستے بند ہیں۔ اس نے لئے صرف دی راستہ کھلا ہوا ہے جو اجازت رسول اللہ ﷺ کی شاہراہ ہے۔  
حضرت ابو قحس کبیر مدد ارحمہ اللہ علیہ جو اعلیٰ طریقہ میں بڑے بزرگ تھے فرماتے ہیں کہ جس نے  
اسچے اقوال، حالات اور امور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں نہیں تو اسے اور خواہشات نفس کو برا  
نہ سمجھا تو اس کو بزرگوں کی غیرت میں داخل نہ کر۔

حضرت امام ربانیؒ مجد و فاضل فرماتے ہیں کہ: اے فرزند آدم! فیض خود انکار خواہ آمد متابعت صاحب  
شریعت، دست علی الصلوٰۃ والسلام والحق، احوال و سوانحیہ نظم و معارف، و اشارات و رموز انکریاں متابعت صحیح توفیقاً  
بمقت و ملا جز عرفانی، اللہ راجع نیست۔

یعنی اے فرزند تو چیز کل کو (قیامت میں) کارآمد ہوگی، وہ صاحب شریعت ﷺ کی متابعت اور پیروی  
سے دور پیشانہ حالات اور عالمانہ جد و جہاد، علوم و معارف، مونیانہ رموز و اشارات اگر آنحضرت ﷺ کی ویداع اور پیروی نہ  
سنا تھیں تو بے شک بہت بہتر ہیں اور ان کو یہ باتیں پابندی شریعت اور اتباع سنت کے جوہر کے بغیر ہوں تو خرابی اور  
استدراج کے سوان کی کوئی حقیقت نہیں۔ (مکتوبات امام ربانیؒ ج ۱ ص ۸۵ مطبع مرقعہ فی دہلی)

اور فرمایا: باوجود مخالفت شریعت اگرچہ برابر سرزدے یا شد اگر بغیر حق احوال و سوانحیہ راستے و ہدراغل  
استدراج است۔ فرار اور سوا خواہ بند سنا۔۔۔ خلاصی سے اتباع محبوب رب العالمین علیہ وعلی آلہ من  
الصلوٰۃ الاعظما ومن التسلیمات اکملها ممکن نیست۔ (مکتوبات امام ربانیؒ ج ۱ ص ۱۰۰) یعنی شریعت  
کے خلاف کرنے کے وجود چاہے وہ بال برابر ہی ہو، اگر ماں باپ کو کہہ اور کاف سائل ہو یا وہی تو وہ سب  
استدراج شمار ہوں گے، مگر بدترین تضاد و تضاد آخر کار اس کو تہذیب اور ذلیل کریں گے۔ محبوب رب العالمین ﷺ کی  
اتباع کے بغیر خلاصی اور نجات ممکن نہیں۔ (مکتوبات امام ربانیؒ ج ۱ ص ۱۰۰)

اس زمانہ میں جو زلے یا ایسے لوگ امن سے کوئی تعجب خیر بات ظاہر ہوئی ہو غوث، تلمب یا یہ تعلیم کرنے  
جاتے ہیں، چاہے ان کے عقائد و اعمال کتنے ہی خلاف شرع ہوں چاہے وہ ناظمی منڈے یا اور سینما کے ایکٹر ہوں (اللہ  
اکبر) یہ کتنی بڑی گمراہی ہے حق تعالیٰ انہم سلیم و توفیق صحیح نصیب فرمائے تا امن۔ حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ  
فرماتے ہیں۔

خلاف کیمبر کے طریقہ کے خلاف کوئی راستہ اختیار کیا وہ کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچے گا۔

کیمبر کے طریقہ کے خلاف کوئی راستہ اختیار کیا وہ کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچے گا۔

جس نے کیمبر کے طریقہ کے خلاف کوئی راستہ اختیار کیا وہ کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچے گا۔

کیمبر کے طریقہ کے خلاف کوئی راستہ اختیار کیا وہ کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچے گا۔

کیمبر کے طریقہ کے خلاف کوئی راستہ اختیار کیا وہ کبھی منزل مقصود تک نہیں پہنچے گا۔



اپنا قریب بنائیں) اور حدیث شریف میں ہے۔ عن أم سلمة روج إلى النبي ﷺ عليه وسلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه سمع حصوة بين يدي حجرته فخرج إليهم فقال إنما أنا بشر وأبد يابني الخصم فاعلم بعصكم أن تكون أبلغ من حصي فأجاب أنه قد صدقوا وأقضى له بذلك فصر فضبت له بحقي مسلم فناما هي قطعة من النار قليلاً قليلاً أو فليتر كها۔

یعنی حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ: افریق اپنا چمڑا لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (انسانا بشر) میں ایک بشری ہوں میرے پاس جو کچھ پناہ چھڑا (مقدس) نے کرتا ہے میں نہیں ہے کہ ایک افریق اپنے لالہ صفائی۔ حدیث میں ہے کہ میں چالاک ہو چکا ہوں میں نے ان کو جاننے سے پہلے کہ آپ اور میں میں اس کے حق میں فیصلہ کروں (مکرانہ لکھو) اس طریقہ سے کہ میں کوئی لالہ میں دوسرے کا حق اور وہ تو وہ (ان کے لئے مائل نہیں بلکہ) نہ ہم کا یہ کرتا ہے یہ ہے تو وہ اس کو لے لے یاں تو چھوڑ دے۔

(اہل الباطن والمقصود من باب ثم من خصم فی باطل وهو بطلمیہ صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۳۲ اور ج ۲ ص ۲۹ ج ۱ ص ۱۰۶۲ عینی شرح بخاری ج ۱ ص ۲۵ شرح معانی الآثار ج ۲ ص ۴۸)

اور ایک روایت میں ہے۔ عن رفیع بن خدیج قال قدم انبی صلی اللہ علیہ وسلم المدينة وهم یؤیرون النخل فقال ما تصنعون قالوا کنا نعصه قال نعمکم لو لم تفعلوا کان خیراً فترکوا لمقصن قال فذکروا الذلک له فقال إنما بشر إذا عمر نکم بشی من امر دینکم فخذوا به وإذا عمر نکم بنسبی من رأی فاعلم انما بشر رواہ مسلم (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۸ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہ سب لوگ کھجور کی پائیاں لٹراتے تھے (یعنی اس تصور کی بنیاد پر کہ کھجور ان میں تر اور مایہ ہوتے ہیں، ایک کا گھم دوسرے میں لگاتے تھے) آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا کرتے ہو؟ حضرات انصار نے جواب دیا کہ یہی طریقہ ہے اور ایسے ہی ہم کیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا امید ہے کہ یہ بات گرو تو بہتر ہوگا۔ چنانچہ حضرات انصار نے عمل چھوڑ دیا۔ (مگر) اس سال کھجور کی پیدوار کم ہوئی۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (انسانا بشر) میں ایک بشری ہوں۔ جب میں ان کے معاملہ میں کسی بات کا حکم کروں تو اس کو لو اور اس پر عمل کرو۔ (میں جناب اللہ ہوگا) اور جب میں اپنی رائے سے کوئی بات نافذ تو میں ایک بشری ہوں (اس میں غلطی محض ہو سکتی ہے) اور اس میں آپ ﷺ نے خیرات کو بھی راستے دیے کا حق ہے۔

مگر تشریف ان وقت سے ایک طویل مدت مر دی ہے۔ جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے۔

فقال قام رسول الله صلى الله عليه وسلم فيها خطيباً معاً يدهي يدها بين مكة والمدينة بحمد الله واثني عليه ووعظ وذكر ثم قال إنما بعد إلا بليلها الناس فاعلم انما بشر يو شك ان يأتي رسول ربي فأحسب ان اتارك فيكم تغليب الح ومسلم شريف باب من فضائل علي بن أبي طالب

رضی اللہ عنہ ج ۲ ص ۲۰۹)

یعنی آنحضرت ﷺ نے حجۃ الودع سے فارغ ہو کر "تذکرہ" کے پاس پہنچ کر یہ خطبہ دیا، انا بعد الوکو اس اور میں بھی ایک پڑھوں۔ جو سنا ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آئے اور میں اس کو ایک کہہ دوں۔ میں تمہارے درمیان دو اہم چیزیں پھوڑے جاتا ہوں الخ۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۱۷۹)

آنحضرت ﷺ کوئی مرتبہ نہیں پہنچا کہ آپ۔ (تذکرہ ماہنامہ) انشاء اللہ بشارت کسی کھائیسوں عاذا نیست فذکوئی۔ یعنی میں بھی ایک خبری ہوں جسے تم بھولنے ہو میں بھی بھول ہوں میں بھول جاؤ تو بھولنا ضرور اچھڑے۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ عن عائشة وحی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخصف لعلہ ویحیط ثوبہ ویعمل فی بیتہ کما یعمل احد کم فی بیتہ وفات کان بشرا من البشر۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۷۹) باپ کی اخلاق۔ (شما کہ ملکی اللہ صیدم)

ابوالموہبین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جوتی ٹوڈ کر لے لیتے رہتے کپڑے کی بنیت اور اپنے گھر میں ایسے ہی کام کرتے تھے جیسے تم اپنے گھر میں کرتے ہو۔ حضرت عائشہ نے مزید فرمایا۔ کان بشرا من البشر یعنی آنحضرت ﷺ بھی انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ گھر کے کاموں میں اپنی کاظمیہ رہتا تھا۔

حضرت محمد مصطفیٰ ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اے برادر محمد ﷺ آج طوٹاں بھر ہو وہ بڑا بڑا عہد و نہادان ششم۔ یعنی اے برادر! حضرت محمد ﷺ کی بات سنی اونے کہے، جو بشر تھے عہد و نہادان سے زائد تھے۔ (مکتوب نمبر ۱۰ ص ۱۷۷)

دوسرے ایک مکتوب میں انبیاء کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ خود اور بشر میں سائر بشری متفکر! یعنی انبیاء علیہم السلام دوسرے انسانوں کی طرح اپنے آپ کو بشر کہتے تھے (مکتوب نمبر ۱۰ ص ۱۷۷) اور مصنف "تہذیب و مد" فرماتے ہیں۔ فبلغ العلم فیہ اندہ شرواۃ حیر حلق اللہ کلہم۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق ہر دے ظہری آفری پرواز (یعنی) یہ ہے کہ آپ بشر ہیں اور آپ خدا کی ہر ایک مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ (تہذیب و مد)

بعد از خدا بزرگ توئی تھے حضرت  
سبحانکم تمام (علم عقائد کا نام) فرماتے ہیں ان النبۃ انسان یعلم اللہ ینبغ ما وحی الیہ (سارہ ص ۹۸) یعنی بے شک نبی انسان ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ اس کے مبعوث فرماتے ہیں کہ ان کو جو کچھ وحی سے بتایا جائے اس کی تبلیغ کریں۔

ان آیات۔ احادیث اور اقوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بے شک بشر اور انسان تھے۔ لہذا آنحضرت ﷺ کی بشریت کے قائل کو کافر سمجھنا، کافر کہنا اور خارج از اسلام بتانا، قہراً غلاً اور بطل ہے۔ یہ مفتی بغداد علامہ ابو الفضل شہب الہمدی سید محمود آداسی الہمدی نے اپنی مشہور کتاب تفسیر روح المعانی میں ایک فتویٰ نقل کیا ہے





اس وقت کے لئے ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر حرجہ آپ کو مٹا فرمایا، کسی کی بھی۔ اس ملک مقرب و معط نہیں ہوا۔  
یہ اس ملک میں نے بھی شبِ معزی میں ایک خاص مقام پر آ کر اپنی ساجزی کا اعتراف کر لیا۔

اگر ایک سو سے زائد ہو تو  
فروغ تجلی ہو تو

بہر حال جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان لیا۔ ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بشر سے ہوا  
اور قدس مانا بھی ضروری ہے۔ حتیٰ کہ ملائے کر اس کا اطلاق ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا دل اور زکریاؑ پاک نہیں ہوا تھا۔  
جیسے کہ وہ شہوت و ہوس سے بہتر ہوتی تھی۔ لہذا، نے یہ بھی کہہ دیا کہ آپ کا سایہ نہیں چا سکتا تھا۔ چنانچہ اللہ جل جلالہ اسباب  
وعلیہ وسلم۔

”فرمانِ مصطفویؐ (اشتبہار) غلط ہے!“

(سوال ۳۳) بخدا ان بولے یہ سب نامِ نبیؐ یا سوچئے کے لئے لکھا گیا ہے۔ پھر، جس میں کلمہ ہے کہ ایک شخص کو منع  
کھینچنے کے خواب میں بشارت دی ہے کہ اسے ملے گا۔ اور اس کو کہہ دیا کہ اس میں قیامت آئے گا ہے۔ ”اس شخص کو قتل کر کے  
اس آویں کو چھیناؤ“ تو مجھ کو بہت شگ ہو رہا تھا۔ میں نے کہا کہ ایک شخص نے ایسا کیا تو پھر وہ بڑا بڑا ہے۔ اور ایک  
شخص نے اس طرح پر سہ نہ لکھے تو اس کا کلام کر لیا۔ بہت سے لوگ اس طرح سے کہنا شروع کر دیے تو ایسے خطوط لکھنا  
اور یہ عقیدہ کہ کیا ہے؟ اس طرح ”فرمانِ مصطفویؐ“ کو اشتہار و قانونی اعتبار سے ہے۔ جو اس وقت تک کے ساتھ  
سال خدمت ہے۔

(الجواب) ”فرمانِ مصطفویؐ“ کی یہ اشتہار و روایت نامہ بالکل مصنوعی و زور دہی (جعلی) ہے۔ کسی چارک کا خلاف  
اسلام (میدونی یا کسی اور احسن اسلام) کا یہ ایک دیندہ ہے کہ مسلمانوں کو اسلام سے بدشمن کرنے اور ان کے اعتقاد کو برباد  
کرنے کے جب وصیت نامہ میں لکھنے کے مطابق واقعات نہ ہوں گے (جیسا کہ مذکور ہے) میں قسمی (عہدہ) (اسلام کا قبول  
اور خروج و ہالی وغیرہ) تو مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہوا ہو جائے گا۔ اور انھیں بدشمن کر دینا، اور پیچھے نہیں لے  
جی بندوق اور ہتھیار، انھیں بائیں کا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہونے میں بھی شک و شبہ کرنے کی جگہ نہ ہوئے  
برائے مسلمان نہیں کچھ سکتے۔ نرا، مذکورہ تو یہ واقعہ کا دلچسپ ذکر دیکھ کر دھوکہ میں نہیں جاسکتے ہیں اور دیکھا تو آیت  
انتہاء سے پیچھے آ کر رہے۔ اور سستی سستی خطوط لکھ کر، غلط باتوں کو چھو کر مال و املائے بربادی کے سبب بن جاتے  
ہیں۔ ایسے اشتہارات و خطوط لکھنے سے نفع ہونے اور نہ لکھنے سے جانی و مالی نقصان آنے کا عقیدہ رکھنا۔ جب گناہ  
اور نافرمانی ہے۔ مسلمانوں کو اس سے ضرور بچنا چاہئے لفظ۔

راوندیہ میں جمع تا یلعین رحمہم اللہ

دوسوال ۳۴) امام ربیعؒ آپ کی بڑی حاجت ہے کہ اس مسئلہ میں آپ کا بیان ہے کہ ہر مزارات ہیں یہ تمام مرد و عورتوں میں  
کافی ہوتے ہیں۔ یہ سب سب کا بیان ہے کہ اس میں غلطی ہے۔ غلطی کریں تو بڑی عنت ہوگی  
والجواب (۳۴) امام ربیعؒ فرمایا، میں کہتا ہوں اس وقت ضعیف العمر ماریاں سے بنا کر کوئی تقریب نہ ہوا ہے

کا پتہ دے دینی بزرگ آئے تھے ان کا یہ ان تھا کہ کھو بھارت ہوئی ہے کہ انور میں حضرات شیخ ابوالحسن رحمہ اللہ فی ہند قبریں ہیں جگہ فی جگہ انہیں نے فرمائی اور کہا کہ کچھ لو یہاں خوشبو آ رہی ہے اسی جگہ ان کی قبریں ہیں پھر انہیں ان کی بتائی ہوئی جگہ پر جاؤ قبریں وہ دینی نہیں تب سے مشہور ہے کہ یہ شیخ ابوالحسن کی قبریں ہیں۔ اس کی سزا اور کوئی سند اور سو فیہ تفصیل معلوم نہ ہوئی۔ شہرت مسموم ہے اور یہ تحقیق کوئی کچھ اور کسی مسند روایت کے نہ ہونے کی بنا پر انصاف کی دالہ حد ب کے درجہ میں ہے۔ فقط واللہ۔ جم حقیقۃ العلم۔

آنحضرت ﷺ کے والدین کی وفات کب ہوئی؟

(سوال ۳۵) کیا فرماتے ہیں علماء دین و فقہان شرع عظام از دہے فرمان اللہ و رسول اللہ (علیہ السلام) کے اس مسئلہ میں کہ اجداد انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام و دروسات سے پیچہ وفات پاکنے یا بعد میں؟

(الجواب) آنحضرت ﷺ کے ازین میں سے والد ماجد تو آپ کی ذات سے پیچہ وفات پاکنے تھے اور والدہ ماجدہ کی وفات اس وقت ہوئی جب کہ آپ کی عمر مبارک پچھلا سال کی تھی اور دروسات تو ۴۵ سال سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ بین نے اور رسالت نہیں پایا۔ فقط واللہ اعلم یا صواب، لکھنؤ سپہ عبدالرحیم اور چوٹی شہرہ الاولیاء۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کا اسلام:

(سوال ۳۶) اور یہ حضرات ملمان میں یا نہیں؟

(الجواب) اس میں اختلاف ہے۔ کچھ یہ کہ اس میں کسوت اختیار کیا جائے۔ اس نازک بحث میں پڑنا نہیں چاہیئے۔ اس کا عقیدہ ہے تعین نہیں اس لئے کسوت بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم یا صواب۔

آنحضرت ﷺ کے والدین کے لئے ایصال ثواب:

(سوال ۳۷) ان حضرات کے لئے ایصال ثواب و دعا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور در شریف پڑھ کر ثواب پہنچا سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) بعض کے نزدیک جائز ہے۔ بعض کے نزدیک جائز نہیں۔ مسئلہ اختلافی اور نازک ہے۔ فی علمہ ما صواب

ولی ہونے کا معیار کیا ہے؟ جو شخص پابند شرع نہ ہو وہ ہونی ہو سکتا ہے؟ اگر ایسے شخص سے

خرق عادت کوئی چیز ظاہر ہو تو اسے کرامت کہیں گے؟

(سوال ۳۸) یہ نقل قصبہ خیر الاولیاء میں ہے۔ کبرائے اکمل یا یابا (جوانی پیر) ظاہر ہوئے ہیں ان کا دعویٰ ہے

۱۔ دعویٰ میں ہے دعویٰ انہوں نے کرنا ہے کہ ان کو اس مسئلہ میں توقف کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے کچھ جن کے متعلق یہ قول بیان کیا گیا ہے وہ اس حصلہ کما قال بعض اصحاب فقہرہ لا یعنی دعوہ فی الحاصلۃ الا مع موبہ ۳۰۰۰۰۰ وکسبت من المسائل انہی مصر جعلہا اور مسائل عینہ فی انہی لا فی الموقف فحفظ اللسان عن التکلم فیہا الا بحیر لولی واسمہ شامی ج ۱ ص ۱۹۵ کتاب النکاح

اور عوام کا بھی تاثر ہے کہ ان کی پھونک کا اثر ایک میل تک پہنچتا ہے۔ اور ایک میل کے احاطہ میں چٹوں وغیرہ میں جو پانی بھر کر رکھا جاتا ہے اس میں از لہ مرض کی تاثر پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایسا سنا کہ یہ ہے کہ بزاروں میں اس شعلاب ہوئے ہیں، عوام کے باپوں (مصنوعی بیج) کو خدا کا ولی اور ان کی پھونک کو کرامت سمجھتے ہیں اور پانی پیم کرانے کے لئے مردوزن کا ڈر دہام ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگوں کی نمازیں بھی ٹھسا ہو جاتی ہیں۔ اور ان کی حالت یہ ہے کہ وہ باپو صاحب نماز کے پابند ہیں اور نہ جماعت کا اہتمام کرتے ہیں، نہ تنبیح سنت ہیں، اور کسی بھی نہیں رکھتے، تاہم انہی عورتوں سے فتنے چر مصالحی کرتے ہیں، بلکہ ان کے آگے جھکتے ہیں، سجدہ کرتے ہیں اور وہ کہتے بھی نہیں تو کیا میں و ولی اور ان کی پھونک کو کرامت کہہ سکتے ہیں؟ بیخود اور جہا۔

(نوٹ) عالی پورا، انجیر، اور سورت شجر وغیرہ کے مسلمانوں کے سوالات کا یہ خلاصہ ہے (۱۰)

(الجواب) الحمد للہ ومصطفیٰ ومصطفیٰ و یا اللہ التوفیق۔ یہ فتنہ کا زمانہ ہے خدا تعالیٰ رکھے حضرت جبرائیل رحمہ اللہ بھی اس سے پناہ مانگتے تھا اور فرماتے تھے۔ "ہذا آخر الزمان اللہم الماعود بک من ہرہ" یہ آخری زمانہ ہے اے خدا ہمیں اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ (لحوظات مع فقہ ربانی ص ۶۹۵)

مرحہ الجماع میں حدیث ہے کہ اجیری زمانہ میں شیطان بزرگوں کی صورت میں آکر لوگوں کو گمراہ کرے گا (معاذ اللہ) آنحضرت ﷺ کی وفات سے امام مہدی علیہ السلام کے ظہور تک قیامت کی جوتکناہیاں ظاہر ہوں گی وہ طاقت صغریٰ ہیں، اور امام مہدی کے ظہور سے شیخ مہدویک جو تین سو تھہر ہوں گی وہ علامت کبریٰ ہیں، لوگوں کا ایمان یقین ابھی سے اٹھنا شروع ہے اور "باسم اللہ اللہ بارہمیں دہام" جیسی حالت ہو رہی ہے اور باپ کی پھونک پر غریب ہو کر نمازیں، رسول اور جماعت قرآن کریم ہے، بے حیالی، بے پروائی ہے شری کا مظاہرہ کر کے شیطان دہام میں پھنس کر خدا کی نعمت کا حاکم بن رہے ہیں ابھی ان کی یہ حالت ہے تو جب قیامت کی علامات کبریٰ ظاہر ہوں گی، ارجال نظر ملے گا کہ کس کے کھٹے نہایت خیر انگیز ہوں گے، مردوں کو زندہ کرے گا۔ اس کے ساتھ اس کی جنت جنم بھی ہوگی، مانے والوں کو جنت میں اس کی تکلیف کرنے والوں کو جہنم میں ڈالے گا، خطا سالی ہوگی کسی کے پاس ایمان غلط ہوگا اور اس وقت اپنے شیعیں کو تاریخ دے گا بارش برساے گا، تاریخ پیدا کرے گا، عورتوں اور فحشی خزانے اس کے حکم کے تابع ہوں گے، اس وقت باپ کی پھونک سے متاثر ہونے والوں کی کیا حالت ہوگی؟ ویسے ضعیف الایمان اور اٹھنا اول مسلمان اپنا ایمان کس طرح محفوظ رکھیں گے؟

اس میں کلام نہیں کہ قرآنی آیات، اساتے الہی اور جائز علیات توحید بھار پھونک اور ستر وغیرہ سے (جو کفر یہ اور شرکیہ کلمات سے بری اور یہ ان کے معانی سے واقف ہو طاعت کیا جاسکتا ہے۔)

حضور اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ خدا تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں (تاری مگر اس کے لئے شفا (در علاج) بھی ضرور تیار ہے عن امی ہریرہ قوسی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انزل اللہ داء الا انزل له شفاء رواہ البخاری (مشکوٰۃ شریف ص ۳۸ کتاب الطب وارتی)

عن جابر رحمہ اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل داء دواء فاذا

اصیب حواء اللہ پر باذن اللہ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۷ کتاب الطب والرقی) حضور اقدس ﷺ نے آشوب ختم، پھر اپنی لورڈ ٹک و غیرہ کے لئے جہاز پھونکائی اجازت دی ہے۔ حضرت عوف بن مالک کا بیان ہے کہ ہر قبول اسلام سے پہلے جہاز پھونک کر رہے تھے۔ جب اسلام قبول کیا تو ہم نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ! جہاز پھونک کا کیا حکم ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اپنا منتر پڑھو جس منتر میں شرک نہ ہو ورنہ جائز ہے، مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ عن عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ قال کنا نرقی فی الجاہلیۃ فھلک ہا رسول اللہ ﷺ کیف تروی فی ذلک فقال لعرضو، علی راقا کم لاناں بالرقی عالم یکن فیہ شرک رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۸ (بھٹا)

خام اس میں ہے کہ ایک پھونک سے ہزاروں لاکھوں ایمان فیض یاب ہوتے ہیں اور ایک میل تک پانی میں تاثیر شفا پیدا ہوتی ہے اس کو یہ سچ نہیں تو ہم پرستی۔ ضعیف الاعداد، اور یقین فاسد کا نتیجہ ہے اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تب بھی عارۃً کامل ہے۔ اور خلاف عادت ہونے کی وجہ سے شرعی اصطلاح میں اسے (خرق عادت) کہا جائے گا اگر کسی خرق عادت چنے کسی نبی سے ظاہر ہو تو وہ معجزہ ہے، چنانچہ خود بدر میں حضور اکرم ﷺ نے زمین پر سے مٹی لے کر ”شامت اللہ“ بنو نہرہ کی بارہ دشمن کے فوج کی طرف پھینکی جو ہر کافر سے آگہ میں پھینکی جس سے وہ آگہیں ملے گئے اس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان کو گل کیا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کو بیان فرمایا ہے۔ وما دعوہم اذ رھبت ولكن اللہ رمی مٹی آپ نے مٹی نہیں پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی (ترجمہ حضرت قاضی علیہ الرحمہ ص ۱۸۵ کاغذ پارہ نمبر ۹)

لہذا اگر کسی کوئی خرق عادت چیز خدا کے ولی سے ظاہر ہو تو اگر راست ہے، اور اگر فاسق و فاجر۔ سخت ظاہر ہو تو اسے استدراج (شیطان کا جال) ہے۔

صورت مسئلہ میں جب پاؤں ایمان جماعت کے پابند نہیں، بلکہ نماز کے بھی پابند نہیں ہیں۔ اور اس کی راہ میں بھی نہیں۔ (جو جملہ انبیاء، عجم اسلام کی مختلف مذہب سنت ہے بخو یہ فاسق ہیں۔ ورنہ حق وہی نہیں ہوتا لہذا اگر اس سے کوئی کرشمہ نہ ہو تو وہ اگر راست نہیں استدراج شیطان کا جال، مطلقاً ٹل اور صحرے لہذا اس کے پاس جانا اور اس سے فائدہ اٹھانے کا یہاں کو تبرک سمجھ کر جانا جائز نہیں، مگر یہ ایمان و عقائد کی حفاظت ہے۔

حضرت مولانا شیخ عبدالحق حقانی، رحمہ اللہ (صاحب تفسیر حقانی) فرماتے ہیں۔

”عوام کو راست اور استدراج میں تمیز نہیں۔ اس لئے بے نماز، شراب خوار، فحش کی خوارق عادت، تہمتیں، کینے کرانی کے مصلح ہو جاتے ہیں اور ان خوارق کو راست اور اس فاسق کو ولی سمجھتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ وہی نادب، مومن صالح کے بعد ہے یعنی جب مومن صالح ہو لیتا ہے اس کے بعد ذلت و معافیت الہی کا عارف ہو کر بذات ترک کرتا ہے اور عبادت میں ہمیشہ مصروف رہتا ہے تو جذبہ شوق الہی اسے بارگاہ گہریا میں سمجھنے لے جاتا ہے تب وہ خاصان بارگاہ میں غمگین کیا جاتا ہے پھر اس وقت اس سے جو خوارق ظہور میں آئیں ان کا نام کریمت ہے اور یہ شخص ولی ہے اور اگر اس وجہ کو نہیں پہنچا بلکہ مفسد مومن صالح ہے تو اس نے خوارق کریمت نہیں اور اصطلاح میں یہ شخص مونی نہیں



چھوٹے اور غریب یا کہ جس کو مال خدا کے لئے (قلو کہ نرمی) کا پس نہیں ہے تو اس کی پڑائی کا نیا اعتبار۔ سالہ فقیر میں ہے

یغول سمعتہ فی حقور حال ای ابو یزید قمنا حتی نطرق فی هذا المرحل: لندی قد شہر  
فسہ سالک لایف و کان رجلاً منہوہ متہوہا مالوہد فصصنا الہ للما روح من بہ رمی بصادق  
نحوہ الفیلہ فیصرف نو یزیدو لہ یسمو عنہ وقال ہذا غیر مامون علی ادب من اداب رسول اللہ  
صلی اللہ وسلم فکیف یكون ماموناً علی ماہلہ۔ از سالہ فقیر ص ۱۷

میراں میرے والد اللہ دیا فی یہ اسرار تھے ہیں۔ کس حقیقت لا یشہد لہا الشریع و نفقہ  
میں نہ وہ حقیقت کہ میرے والد اللہ دیا ہے۔ (ادب فقیر ص ۳۵)

ارشاد اللہ کی۔ ووزو اعظہر لاسم و بطنہ اور تم ظاہری والی کہ ووزو (سورۃ احزاب) میں  
یعنی قرآن کے الفاظ مجھ کو جن کا تعلق یہ دینی معنی (کان ماب) آگے تھوڑا سا ہاتھ دین وغیرہ) کے ہے  
اور اللہ دینی لانا بھی جن کا تعلق نفس میں اللہ دینی جنم سے ہے۔ (تفسیر مظہری ص ۲۰۳ جلد ۱۳ ص ۱۰)

بطن کا شرکاء ہر ضرورت سے اس کے کہ ظاہر اور باطن میں ایسا قوی رشتہ ہے کہ ایک کی اصلاح  
اور دوسری صفت میں اور ایک کی خرابی دوسری کی خرابی میں ہو رہے۔

اخیرت نامہ میں تہذیب الفانی ہے۔ نرمی فرماتے ہیں کہ دینی تہذیبی اہل اللہ تشریف آوار دینی کے خیر و  
کی دینی کا دعویٰ ہے۔ دینی عمل ہے۔ دینی طرح، دینی جسم و روح کے دینا جس سے اس طرح انوار دینی ظہر کی اعمال  
نئے کے بغیر عمل ہیں۔ اس دین میں دینا اس تہذیبی دینی ہے۔ خدا پاک اپنے صیب حفظہ کے صدف میں محمدان  
عقالت سے بچا ہے (نکتہ ص ۱۰۳ ص ۱۰۳) دینی کتاب نمبر ۹

جوہر کی پائندہ شرح اور قیاس سے نہ ہو کہ کسی خدا کا دوست اور ولی نہیں بن سکتا اور اس سے کوئی عیب و  
ظاہر ہو تو وہ کامت نہیں ہو سکتی بلکہ یہ حکم اور امتداد ہے۔ ریاست اور خاندان کے ذریعہ بھی عیب اور حیرت نہیں پاتیں  
ظاہر برائی میں اس میں اس امر کی بھی تردید نہیں ہے۔ اپنے تہذیب و تمدن پر عیب اور اصلاح دیتے ہیں۔ قتال بن حجر ص  
ناصر صوفی نوہما فظاظر المرصی فی العوالم نفع الہ نعل المشیخ و لکاس بنظرون یعنی آیت سون  
کا ایک جگہ اس صاحب نظر و فاضل کی یہ ہیں کہ اس کے پیچھے صوفی نے اپنی کھڑکیوں کی کھڑکیوں میں منظر  
نہج ہے تھے۔ (جلد ۱ ص ۱۰۳) دینی بصیرت نمبر ۱۰

حضرت ابو یزید بسطامی علیہ الرحمۃ کی منہ پڑ چکا کہ فلاں آدمی ایک عیب میں کہہ کر مہم پڑا ہوا  
ہے۔ آپ نے فرمایا شیطان اہل بحر میں مشرق سے مغرب پہنچتا ہے (تو یہ کوئی فلاں آدمی ہونے کی گنجائش نہیں)  
نہ انکہ و خدا کی رحمت میں گرفتار ہے۔ ولعل نہ فلاں بحر فی البقاع مکنہ لفلان۔ الشیطان بحر فی لسطہ میں  
المنبر الی المعروف وحو فی لعلہ اللہ تعالیٰ (جلد ۱ ص ۱۰۳) بصیرت نمبر ۱۰

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اعتبار رسول کے ساتھ فلاں

ہو تو خوب مگر اسے اسناد حق کے کچھ نہیں۔ (مکتوبات نامہ ربانی ج ۴ ص ۱۹۵) لا تجزئہ فرماتے ہیں: "تجزیہ کوئی شرعی حکام کی بجائے اسی میں چست نہیں بلکہ سب سے تو خدا کی معرفت سے محروم ہے جو جو کچھ اس کے خیال قاسمہ میں ہے وہ سچ ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں اور اسناد راجع و شیعہ عانی کہہ ہے جس میں جوگی ویز نہیں۔ اس کا ترکیب ہے یعنی ایسی باتیں جوگی ویز میں ہوتی ہیں۔ (ج ۴ ص ۱۰۴ مکتوب نمبر ۵۵ طاری) (ارون ج ۴ ص ۱۸)

گجرات، بامقصد شہر سورت کے ہزار مسلمانوں کے ہجے امرئید حضرت مولانا خان شامچند دامت علی نقض  
بندگی مجددی پیر پوری عالیہ رحمہ فرماتے ہیں۔

جو متبع سنت ظاہر باطن میں : دو ایسی ترقی سے اور خدا کا ولی ہے اور جو باوجود ہوش و قیصر ہونے کے سچ ولی مہجور سے سونے ہے ہرگز خدا کا ولی نہیں ہو سکتا، چنانچہ شیخ سعدی نے یہاں فرماتے ہیں۔

کے لیے  
کے لیے  
کے لیے  
کے لیے

ترجمہ : جس کسی نے نبی کریم ﷺ کے خلاف رستہ اختیار کیا وہ ہرگز منزل مقصود نہیں پہنچے گا۔ اس زمانہ میں بہترین وضع و قطع خلاف شریعت کہتے ہیں جیسے غارت پر چھٹایا گیا ہے گا ہے پر حناؤ اڑھی جو حکمانہ آمند و ناپاک کثرت دانہ ہو ٹھوس کو بوجھ لیا، پانی نیچوں سے نیچے دکھانا وغیرہ وغیرہ۔ شریعت پاک میں چاروں امور شریعت و امر علیہما و نہی عنہما کے نزدیک ایک شخص ناقص ہے صحت شریف میں یہ ہے کہ قاصد کی تعریف کرنے سے عرض معلیٰ کا بھلا ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الله لا يهدي القوم الظالمين (سب تک اللہ تعالیٰ فاسق قوم کو ہدایت نہیں کرتا)۔ لیکن حال ایسے لوگوں کو خدا کوئی جانتا ہے جو وہ فاسق ہی رہیں اور ایمان کا اثبات جاہلوں کی زبان سے سنا کر ناموش بیٹھے۔ حج میں جاہل یہ کہتے ہیں کہ میرا صاحب (بابو) نماز عشاء گاندہ شریف میں پڑھتے ہیں اس لئے یہاں ان کو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

یہیں اے عزیز! ایسے لوگوں سے جو فاسق ہوں اور خدا ان کو اپنا دوست نہ فرمائے ان سے بیعت نہ ہو! چاہئے اور ان کی صحبت سے بچنا چاہئے کیونکہ فائدہ و مفقود اور نقصان ظاہر ہے۔ مولانا دکن طبعی المرتضیٰ فرماتے ہیں۔

ست باطن دست شیطان است و در یو  
الکله اندام و تکلیف است و در یو

ترجمہ۔ ناقص کا ہاتھ شیطان کا ہاتھ ہے کیونکہ اس میں ہر امور مکاری اور تکلیف ہے اور محبت میں اس کی نہ جھٹلنا چاہئے۔ سوچ ان سے عجیب باتیں ظہر ہوں کہ شریعت میں ان کو استعداد نہ کہتے ہیں جیسے دہوں کا حال یہاں نہ۔ دہوں پر اثر ان کے عائب چیزوں کا تاوانا، خود عائب دہوا، اتہر کی کئی جات، دہو ناقص از مایہ سب صفات شیطان لعین و جو مکیا اور ہر جان بند اور غلام یونان میں بھی ہوتی ہیں اگر انہیں چیزوں کا نام ولایت ہے تو شیطان کا نام کو مکی جن کہنا لازم آئے گا۔ ولایت قرب حق اور یقین کاں اور کثرت محبت خدا اور رسول (ﷺ) و اجتماع حبیب خدا (ﷺ) کا نام ہے۔ حضرت مولانا روکی طیار رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بصاف شہادت (بیجاں) ناقص اور کامل کی بیان فرمائی ہے۔

(۱) اے ہمارے اللہ آدم روئے ہست

ہیں ہر دستے نہ پایہ داد ہست

ترجمہ۔ بہت سے شیطان آدمی کی شکل میں ہیں پس ہر شخص کے ہاتھ میں بغیر تحقیق کے ہاتھ نہ دینا چاہئے

(یعنی بہت زیادتی چاہئے)

(۲) ہر کہ اوڑ کشف خور موبد خن

کشف خور آتش کن ہر سر بزن!

ترجمہ۔ جو کچھ اپنے کشف سے بات کہے تو اس کی کشف کی جوتی اس کے سر پر مار دے۔

(۳) ما برائے استقامت آدمیم

نہ پئے کشف و کرامت آدمیم

ترجمہ۔ ہم شریعت کے احکام پر پابند و مضبوط رہنے کو آئے ہیں۔ نہ کہ کشف و کرامت کے واسطے آئے ہیں۔

قرآن مجید حضرت خلیفہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہنچے اور بدعتی کی محبت سے بھاگ کر جو مسند تنجی پر بیٹھا اور اعمال اس کے سنت کے خلاف ہوں۔ نہ عباد اللہ نہ عباد رس سے دور ہو بلکہ اس کے شر میں بھی مبتلا رہے۔ چنانچہ اس طرف ہوجائے اور تیرے عقائد میں فرق آجائے وہ بھی چر رہے پھرا ہوا۔ اور ہال ہے شیطان کا اثر پڑا ہے۔ فحقی عادات طرح طرح کے رکھے تو اور دنیا سے بے تعلق پائے تو بھاگ اس کی محبت سے جیتے سے بھاگتے ہیں۔ شر سے مقصد شریعت و طریقت و حقیقت، معرفت سب کا یہ ہے کہ بندہ خالق کی بخشش ہو جائے اور اس کا پیلا درویش شریعت کی ابتداء ہے اور اعمال شریعت میں خلوص پیدا ہو جائے۔ طریقت ہے اسی کے حال و حال کشف و کرامت پر انحصار بخشش کا نہیں ہے۔ جو حال کشف یا فحرف عادات مقلی سے ظاہر ہوں وہ نور ہے اور اس کو تراست اور برکت کہیں گے اور جو خلاف شرع دیکھیں اسے ایسے باتیں ظاہر ہوں اس کو استدراج کہیں گے (معیار السلوک، صفحہ ۱۱۰ اور ہامد الخلوک ص ۲۹ ص ۳۲ ص ۳۳)

شیخ ابو اسیر ہونی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میرے والد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے سامنے ایک عجیب و غریب واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے چند دن جنگل میں قیام کیا وہاں پانی نہیں تھا چند روز پانی نہ آنے کی وجہ سے یہ پانی دہلی اور بیس کی وجہ سے یہ رہا حال ہو رہا تھا کہ حق تعالیٰ نے حکم سے ایک ایسے مایہ کیا اور اس سے تھوڑی بارش ہوئی جس سے قدرے سکون ہوا اس کے بعد اسی بارش میں سے روشنی نمودار ہوئی اور سب جگہ بجلی لگی اور اس سے ایک عجیب شکل نمودار ہوئی اور آواز آئی اے عبدالقادر میں تیرا رب دہلی تھو پر ان سب چیزوں کو حلال کرتا ہوں جو تمہارے سوا اور ان پر حرام کی ہیں۔ یہ بولی چاہے کھاؤ اور جو شقی ہو وہ نہ کریں اس میں نے کہا اعدو باللہ من المظن ان المرجم اے محسن دور ہو کیا کہتا ہے تو فوراً وہ روشنی ناپر کی سے بدل گئی اور وہ صورت دور ہوئی اور کہا اے عبدالقادر تیرے علم و فہم کی وجہ سے جو احکام الہی حاصل کئے ہیں ان کے ذریعہ تو نے نجات حاصل کی ہے (دور) اسی جگہ میری جیسے ستر بزرگوں کو گمراہ کر چکا ہوں، اس کے بعد شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے فرمایا اے



کہ نسبت یہ خدا کا قتل ہے (ابلاغ الہسن فارسی ص ۳۵۳)

### قصہ ویسما (WESMA) میں ایک کھجور کے درخت کا کرشمہ

"سوچئے وہ ۱۵ اپریل ۱۹۵۱ء کے فاصلہ پر (قصہ ویسما میں) ایک کھجور کا درخت آفتاب کی رات کے مطابق متحرک ہوتا تھا۔ دو پہر میں آفتاب دھنسے ہوئے بھی جھٹکتا تھا جب آفتاب غروب ہوتا تو وہ زمین پر گر جاتا تھا جب آفتاب طلوع ہوتا تو وہ حرکت میں آ کر کھڑا ہوتا تھا دو پہر تک آفتاب کی رفتار پر چڑا اور غروب کے وقت سو جاتا (اس کا یہ کرشمہ دیکھ کر بنو اور مسلمان جیلز میں شیطان کی حرکت کو کرامت سمجھ کر بڑا رعب و رعب مانتے گئے۔ ۱۰ ریل اور پھول چڑھانے لگے۔ دو چیر کے مشہور بزرگ حضرت صوفی صاحب (قدس سرہ) نے اس درخت پر کسی کو کچھ کرات میں اپنے شاگردوں کے ہمراہ وہاں پہنچ کر اس درخت کو باجوڑ پولیس کے بندہ ہست (دو پہر) کے جڑ سے کاٹ کر اکھاڑ دیا۔ (بارغ عارف ص ۱۳۸)

اپنی بھونک سے فائدہ دیتا ہے یہ حق ہونے کی دلیل نہیں ہے باطل چیزوں سے بھی فائدہ ہوتا ہے طیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی امیہ محترمہ کی آنکھ میں تکلیف تھی ایک یہودی عالم سے مانگے پوچھ پڑھا کر محلے میں لٹکانے لگا جس سے سکون ہو گیا حضرت ابن مسعودؓ نے اس مانگے کو توڑ دیا یہودی نے کہا اس سے مجھے آرام ہے تکلیف سے میری آنکھیں ٹپٹپاتی تھیں اس سے مجھے بہت سکون ہے آپ نے فرمایا یہ شیطانی عمل ہے شیطان اپنے ہاتھ سے تمہاری آنکھ کریدتا تھا جب یہودی نے عمل کیا تو شیطان نے کریدنا بھڑوایا تمہارے لئے حضور اکرم ﷺ کا عمل کافی ہے اور وہ یہ ہے "انصب الباس" رب الناس اطع انت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا بعد انہ سقفا یا ایک حدیث کا غلام ہے پوری حدیث دیکھئے (مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۹ کتاب الطب والرقی الفصل الثانی) فقط راقہ اعلم ما لہ عوایب و علم التم و احکم وهو الہادی الی الصراط المستقیم اللہم اھدنا الصراط المستقیم آمین۔

قرآن وحدیث آثار صحابہ و اقوال سلف کی روشنی میں تنقید انبیاء و ائمتہ صحابہ کا شرعی حکم ہے:

یہ فتویٰ ہے "رسالہ" کی صورت میں بھی شائع ہوا ہے، مگر صاحب ہر ادب و ادب میں نزہۃ اکرم ہے۔ اور  
کے نتیجہ حضرت ابانہ مفتی عبدالقدوس صاحب مدنی مدظلہ نے مطالبہ کے شروع میں "تقریب کتاب" کے عنوان سے  
چند مفید باتیں تحریر فرمائی ہیں۔ ان نظریات کے خود کی طرف سے ان کو یہاں نقل کر دیا جاتا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔  
حضرت مصنف کتاب بذمہ دینی مولا: النازن مفتی السید عبدالرحیم صاحب دامت برکاتہم اربعہ پیری  
ماتہ بری مفتی حمزہ علی حلقہ میں مشہور و معروف اہل علم و فتویٰ اور صاحب زہد و فتویٰ بزرگ ہیں، دور حاضر میں  
دور دور کے خطرات کی اور ہر برائی کو جن خطرات نے شدت و اہمیت کے ساتھ ہمیں دیکھا ہے، موصوف اس حلقہ میں بلند  
علمی مقام رکھتے ہیں۔

فتویٰ نویسی میں موصوف کی یہ امانت ہے کہ وہ مسئلہ متعلقہ پر نہایت شرح و مبالغہ کے ساتھ  
مطلوبہ فرماتے ہیں، رسالہ ہوا میں بھی (جو درحقیقت ایک دستخط کا جواب ہی ہے) موصوف کی یہ امانت  
نہیں ہے۔ ذرا غور فرمائیے، حضرت مفتی صاحب کے خوش نظریہ والے ہیں کہ  
موصوفی صاحب میں عقیدہ کی یا فرہانی کمی؟ ان کی دینی و سماجی خدمات مسلم ہیں یا نہیں؟ ان کی تحریف  
کرنا اور ان کی خدمات کو سراہنا کیسا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے علامہ موصوفی کے سرچشمے سے اقتباسات پیش  
فرماتے ہوئے مندرجہ ذیل امور ثابت فرمائے ہیں۔

(۱) موصوفی صاحب کے لٹریچر میں اپنے مولانا بڑی اقدار میں موجود ہیں جن سے حضرات انبیاء اکرام اور  
حضرات صحابہ کے غرض قدس کی عظمت و اوقات تجرور و انعام ہوتی ہے اور اس بات میں وہی شک باقی نہیں رہ جاتا  
کہ علامہ موصوفی اپنی تحریروں میں نہایت انبیاء یعنی صحابہ کے واقعی مرتکب ہیں۔

(۲) اس مسئلہ کے بعد دوسرا حدیث ہے کہ تنقید انبیاء و ائمتہ صحابہ کا شرعی حکم کیا ہے؟ مفتی صاحب موصوفی  
قرآن وحدیث آثار صحابہ و اقوال سلف کی روشنی میں نہایت وضاحت و تفصیل کی ساتھ یہ بات بھی پایہ ثابت ہو  
پائی ہے کہ تنقید انبیاء و ائمتہ صحابہ میں مشابہت کی اسے بالکل ناممکن ہے، جو سببیں بلکہ مصلحتوں ہیں، ان کے لئے  
بھی ہے ان لئے اس کا مرتکب مطلقاً تو نہیں رہی ہے۔

(۳) تیسرا مرحلہ ثابت ہے کہ موصوفی صاحب مرتکب "معصیت و فسق" ہیں، ان کی من و تقریف کا شرعی حکم  
ہے "قرآن وحدیث آثار صحابہ و اقوال سلف کی روشنی میں حضرت مفتی صاحب نے مطلقاً شرعی کی تقریف  
توصیف کی ممانعت بھی ثابت فرمائی ہے۔

ان مراحل ثلاثہ کے بعد علامہ موصوفی کی مدح و تقریف کا شرعی حکم خود بخود واضح ہو جاتا ہے اس لئے اس کی  
مزید بحث کو ضروری بھی نہیں سمجھا گیا ہے۔

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کے یہ انکس ہر ان لئے ثابت ہونے والے جوابات اس وجہ سے

”یعنی میں کہتا ہوں کہ تقسیم کر لینے کے سوا کوئی دوسرا چارہ بھی باقی نہیں رہا کہ ہے۔ شیخ صاحب۔ بریلوی آفرید۔  
سب اصل سوال درج بالا حل ہو۔

(سوال ۳۹) سوالی صاحب میں عقیدہ کی تائید اپنی تھی؟ ان کی دینی اور اصلاحی خدمات قسم میں بائیس ”ہفت“  
نقہ یقین کرنا اور ان کی خدمت کو سراہنا یہ ہے؟ یہاں پر اس مسئلہ میں بڑا اختلاف ہے۔ وہاں مہربانی میں  
تامل ہیں۔ ہذا فصل اور میں جواب کی ضرورت ہے؟ کا کتب و دست سائنس آج کے در اختلاف کی طرف سے نوک  
پتی جائیں۔ شیخ نوادر۔

(سوال ۴۰) سوئی کر پاؤ کی اہم اصلاح انجمن تیشل دست ۸۲۲ سر احمد الشریف نے کیا ہے؟ کے  
(منقول) (مادہ احسنی و مسلما باذیاع فیہ) میں شخص نے اتیا ملیم احلاقہ الاسلامیہ محضت کو فتح و ج کیا اور  
حق پر اہم رسمی تنظیم جس میں کی شان میں کستانی کی ہو۔ وہ اس مدت و نامت سے منتظر فیصلہ کے نکات کی بہ  
تربیت نے تو مل نہیں، اگر تعریف ہی کرنا ہو تو اس کی یہ عقیدہ کی اور امر حق کو بھی واضح کر دے چاہئے کہ وہ اس سے  
اشتباه میں نہ پڑ جائیں۔ اور اس کی افتدائے کرنے لگیں۔ حدیث میں ہے: ”ہو عیون سن دھور الغضا حو یضا فیہ  
عسکو حسی بعرفہ انماں اذکر وہ سافہ حسی بحمدہ“ انماں ”بہ فاکر کو دے“ اپنے سے پر ہیز کرتے ہو اس کی  
جب کرنا کہ لوگ اس کو چچاں ہوتیں اور جو محضت (دور ہوتی) اس میں سے اس کو (کر کر دے) لوگ اس سے بھیجے  
(طی الی ماں) ”ماں“ ”تجربہ“ ”شہن“ ”جرتی“ ”دیہ“ ”ما معلوم“ ”۳۹“ ”ما شہادہ“ ”لغز“ ”۳۹“

اور یہ میں ہے۔ اذمدح العاسق عصب الرب تعالیٰ و اھتوزہ العرش۔ جب تاقی کی تعریف کی  
جاتی ہے تو خدا تعالیٰ شہ۔ ہوتا ہے اس کی ہر سے عرض مل جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریفہ) ”۳۱۴“ اور کار اسراف کا قول ہے  
”للاحد لا عیہ لھم الا ماہم الحزیر الصمد و العجھہ بصفہ تمین“ اس کی برائی کرنا خوب نہیں ہے اس امام  
ختم درم ہوتی (یہ عقیدہ) ”سود تاق“ ”طن“ (دریہ) ”ماہورین“ ”۳۱۴“

یہ ظاہر ہے کہ عقیدہ کا فتنہ اس کے فتنے سے بڑھا ہوا ہے۔ جو شخص عمل کے فتنے میں جھڑا ہو اس کی برائیوں کے  
تکلیف کا حکم ہے۔ بہرہ جو شخص یہ عقیدہ کی میں جھڑا ہو اس کی سرائی کو کوئی پرہیز کرنا یہ زیادہ ضروری ہوگا کہ لوگ اس  
کی افتدائے کریں اور نہ کو ہونا چھوڑا کر اس کے ہم خیال و ہم عقیدہ نہ ہو جائیں۔ اور سودا کی حد اب کی یہ عقیدہ کی  
ظاہر و باہر ہے اس لئے ان کا ملکہ اصولی و اسلامی کی مکتبہ کی تحقیق کی ہے۔ محاب اسراف کی مکتبہ شان کو مجروح  
کرنا کے لئے ایک عہدہ اصوں۔

”روح خدا کے حاکمی انسان کو معیار حق رہا ہے۔ کسی وقت یہ ہے ہر طرف تجھے کسی کی اہل خدا کی میں متور  
ہو۔ ہر ایک کو خدا کے ماننے کو اسے عیاد کا مل پر پائے اور پڑھے اور جو اس عیاد کے کاغذ سے کسی دجہ میں ہوا اس  
کو کسی درجہ میں رکھے (دستور جماعت اسلامی) ”تعمدہ“ ”مقتضی“ کر کے صحیح کرنا۔ اور اصلاح مقام کے سرچہ و نکات۔  
اور لوگوں کی غلوں میں ہلکا کرنے کی تابا نہ کرنا کرنا ہے۔ اور سیدنا میر محمد دین پرو خواہ خواہ عقیدہ کی ہے درمط حوا۔  
نے اس کی طرف تعدد واقعات منصب کر کے ان کو ہتہ کیا ہے۔

آخر تصوف کا مذہبی الزام۔ محدث کی بحث کو راجع کیا ہے۔ اور صورت الہیہ کا خط نظر قائم کرنے



صاحب لکھتے ہیں "یہ ٹھکر وزیر مالیات کے منصب کا مطالبہ نہیں تھا جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ یہ کنٹرولر شپ کا مطالبہ تھا اور اس کے نتیجے میں سیدنا یوسف علیہ السلام کو جو پوزیشن حاصل ہوئی وہ قریب قریب وہی پوزیشن تھی جو اس وقت اٹلی میں سولہویں کو حاصل ہے۔ (تجربات حصہ دوم ص ۱۸۸ طبع سوم ص ۱۴۲ طبع پنجم)

(۷) حضرت یونسؑ نے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں اور سنا لیا انہوں نے بے جا ہر ہو کر قتل و قذوخت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا۔ (تفہیم القرآن ج ۴ ص ۳۴۶ سورہ یونس ص ۳۱۲-۳۱۳)

کیا سودہ کی صاحب کی ان تعبیرات "جلد بزلنا نزع خرقا نفس کی بنا پر حاکمان وقتہ اگر کا نام مناسب استعمال بشری کمزوریوں سے مطلوب جذبہ جاہلیت کا شکار فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ماورؤ کنٹرولر شپ میں سودہ ادب کا پہلو نہیں پایا جاتا؟ اگر یہی الفاظ تعبیر است کوئی سودہ کی صاحب کے حق میں استعمال کرے تو ان کو (اگر اس وقت درعدہ ہوئے کاروان کے مداحوں کو اس سے ناگواری نہ ہوگی؟) اگر یہ الفاظ سودہ کی صاحب کی شان کے مناسب نہیں تو انصاف فرمائیے کیا ایسے الفاظ انبیاء و صحابہ و اصحاب و اولیاء کی شان کے مناسب ہو سکتے ہیں؟ اور ان کی شان میں یہ الفاظ لکھ دیا جائے؟

یعنی سمجھ کسی کو بھی ایسی غذا نہ دے  
وہ آدمی تو موت مگر ایسی ادا نہ دے

سیدنا حضرت آدمؑ نہیہ السلام کے متعلق ان کا ارشاد ملائکہ فرماتے۔

"یہیں اس بشری کمزوری کی حقیقت کو سمجھ لینا چاہئے۔ جو آدم علیہ السلام سے ظہور میں آئی تھی۔ اس ایک فوری جذبے نے جو شیطانی تحریض کے زیر اثر آجایا تھا ان پر زہول طاری کر دیا اور ضبط نفس کی کثرت و جنتی ہوئے وہ طاعت کے مقام بلند سے سمیت کی پستی میں جا گرے۔" (تفہیم القرآن ص ۱۳۳ ج ۴)

سید المرسلین حضور اکرم ﷺ کے متعلق لکھا ہے۔

"رسول اللہ ﷺ نوق البشر ہے۔ نہ بشری کمزوریوں سے بالا تر ہے۔" (ترجمان القرآن جلد ۸ ص ۸۵) پھر اہل بیتؑ

سودہ کی صاحب لکھا کی ہمت ہے کہ وہ انبیاء و صحابہ حضرت آدم علیہ السلام اور خاتم الانبیاء حضور اکرم ﷺ کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کریں۔ اعاذ باللہ۔ اللہ است کو اس سوء ادبی سے محفوظ رکھے۔

انبیاء و صلواتہ و سلامہ کے بعد اتنا سب سے مقدس گروہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔ یہ خدا کے رسول اللہ ﷺ اور عام امت کے درمیان اللہ کا منتخب گروہ ایک واسطہ ہے۔ اس واسطے کے بغیر امت کو قرآن و احکام آسکا ہے نہ قرآن کے وہ مفسرین جن کو قرآن میں رسول اللہ ﷺ کے بیان پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ (تفسیر للناس ما نزل الیہم) نہ رسالت اور اس کی تعلیمات کا کسی کو اس واسطے کے بغیر علم ہو سکتا ہے یہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے ساتھی آپ کی تعلیمات کو اپنے ذہن و فہم اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنے والے ہیں۔ آپ کے پیغام و اپنی جانیں قربان کر کے دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلائے۔ وہ ہیں۔ پوری عمر جہاد میں برحالت میں ہر کیفیت میں آپ کے اتباع کے لیے مصرا کو اس طرح ملے کہ نہ کسی بات میں سخت محمدی ﷺ سے قدم اوڑھو نہ۔

سب کے مشکل اقدار ہیں مگر اس اعتبار کے اقدار میں تمام سچے کرامت پرستوں کے ترے وہاں طرح پرستوں کے لئے  
 یہ صحابہؓ کے وہ بھٹائی زندگی کے آئینہ میں اپنی زندگیوں کا انھیں۔ اور آپؐ کی زندگی کا بہترین نمونہ ہے۔  
 اور سچے کرامت پرستوں اور عظیم متبعین و عاشقین کی معاشرت اور صحبت کا جو شرف حاصل ہوا ہے۔ پوری امت  
 کے شامل حال حدیث کریمہ میں اس کا متوازی نہیں ہو سکتا۔

خدا تصور کیے صحابہؓ کرام کی وہ باتیں جو انہیں اسے منظور کر رہے تھے کہ وہ محمدؐ کی ہیں یا پھر ان کی امت کی  
 نماز پر عمل کر بھی ان دور کے لوگوں کے ہم درجہ ہو سکتی ہیں کیا وہ ایک روز وہ صحابہؓ کے لئے معذوریٰ عین میں رہا تھا  
 پوری امت کے لئے روزے کی طرح بھی اس فیکہ روزے کے لئے نہیں ہو سکتے ہیں کیا وہ ایک حج جو صحابہؓ نے حضور ﷺ کی عمر میں  
 میں کیا پوری امت کے حج کی طرح بھی اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ صحابہؓ کا وہ ایک یا آدھ میر جو یہ محمدؐ کو حضور ﷺ کے  
 جیسے نہ اپنے دست مبارک سے تھام لیتے، کاشرف بخشا، میری امت اس پر ایمان بھی نہ مانا، حج نہ کر سکتے تھے اور شرف  
 اسے حاصل ہو سکتا تھا؟ حضور ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا ہے میرے ہر صحابہؓ کو نہ کہہ دو (نہ کہہ دو) کہ تم میرے  
 میں سے کوئی احد میرے کے برابر بھی سوتا، فریخ کرے تو ان کے ایک ہر ایک ضعف و جوع کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ اور اس  
 مقدس روئے کے اہل بیت اور شیعہ امت میں اس طرح کا کام کیا نہ کہہ دو کہ تم میرے کے ذریعہ پہنچاؤ اور قرآن مجید اور روزہ اور زکوٰۃ  
 وغیرہ تمام کے انکار و انحراف کی کیا پوزیشن ہو سکتی ہے؟

حاصل کلام یہ کہ صحابہؓ اپنے جس قدر کروڑوں کام سے امت کے تمام اطراف کی طرح نہیں بلکہ وہ حضرات  
 ایک خاص مقام اور ایک قیامی شرف کے حامل ہیں اور یہ تمام، خیالاً ان کو قرآن و سنت کی انہیں امت کے لئے کام  
 کیا ہے۔ یہاں یہ تمہارے مذہب و حیات و ذکر کرتے ہیں۔

### تصویر قرآن

۱) کتبم خیر امہ اصبر است عین الخ تم بجز یہاں امت ہو جو لوگوں کے (امہاں الخ) کے لئے  
 بیانی ہو۔ (۲۰۲۰ آیت قرآن پ ۱۱)

۲) کو کمالک جہاں کہ امہ وسطاً لذكر و استہاداً علی الناس اور میرے ترکہ کو ایک بہت  
 زیادہ ہے جو ہر ایک کو ستا رہا ہے۔ مگر میں یہ ہے کہ تمہارا مخالف لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو۔ (سورہ بقرہ پارہ ۲)  
 ان دونوں آیتوں کے اس خلاصہ وراہ میں مصداق صحابہؓ کرام ہیں۔

والمساكين من الاولاد من المهاجرين والالايتام والذین المعروف ما حسن رضى  
 اللہ عنہم و رضوا عنہ الخ

اور جو میرے جین والے اور (ایسا) دانت میں سب سے کمالات اور مقدم ہیں اور (فقیر) - ست میں (بیتے لوگ  
 انھیں) کے ساتھ ان کے جین والے میں اللہ ان سب سے بڑی گواہ و مدد سب اس (اللہ) سے انھی ہوتے اور اللہ نے ان  
 - نہایت ان میں گوارہ رکھے ہیں جس نے اپنے لیے میری باری ہوں گی (سورہ توبہ پ ۱۱)

ان میں علیہ کرام کے، جیتے ہوئے کے ہیں ایک ساتھ ان میں گواہ سے بعد میں ایمان لانے والوں









ہوں جب شہر نہایت بوجھاؤ کا جب صحابہ پر جوئے بالور مصیبتیں آنے والی ہیں سب آج میں ہی اور اس سے صحابہ میری امت کے لئے نشان ہیں جب اصحابِ عمر میں نے قیامت میں جو جو کچھ سے فساد آنے والے ہیں سب لوٹ پڑیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۳)

(۵) یا اکرمو الصحابی فانہم عیانو کم ثم الذین یلوہم ثم الذین یلوہم . الخ  
میری صحابہ کی عزت کرو وہ میں سب سے اچھے ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہیں پھر وہ جو ان کے بعد ہیں اس کے بعد کتب پھیں جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگ جو قسم کھلائے تم کھا میں گھر بغیر بلائے تو میں دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۳)

(۶) یجلس احد من اصحابی یموت ہار ص الا بہت فلتندونورا لہم یوم القیامۃ .  
میری صحابہ میں سے کوئی بھی خالی جس سر زمین میں وفات پائے گا وہ قیامت کے دن اس سر زمین و اعلان کے لئے کاغذ لکھو۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۳ ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۶۶)  
میں نے ان میں سے قبہ فقہ کی بنا پہل سنت و جماعت کا منتفق فقید و معجز۔ سے بڑا اونی اونی بعد کے صحابی کی مرتبہ کو نہیں پہنچ سکا امام باقی جہد الف ثانی فرماتے ہیں۔

”چند دلی مرتبہ صحابی زید اللہ بن قریظ ہیں نہایت شان کہ بشارت حضرت خیر البشر علیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے۔  
وہ صحابہ سے زید و عمر رضی اللہ عنہما رضی اللہ عنہما کے بعد تھے زید اللہ بن سہارک پر سید کلمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان سے ملے۔  
یہ اب فرمودہ اللہ تعالیٰ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان سے ملے۔  
(مکتوبات امام باقی جہد الف ثانی ص ۲۰۵ دفتر اول مکتوب نمبر ۲۵)

ترجمہ۔ کوئی دلی کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکا۔ اویس قرنیؓ اپنی تمام تر زندگی شان سے باجوہ جدت آنحضرت ﷺ کی شرفِ صحبت سے مشرف رہے۔ اس لئے اس نے اونی صحابی کے مرتبہ کو بھی نہ پہنچ سکا۔  
کسی شخص نے عبداللہ بن سہارک سے نہ پلٹ کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما سے ملے یا حضرت عمر بن عبد العزیزؓ؟  
جواب میں فرمایا کہ حضرت معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک میں جو تار داخل ہوا وہ بھی عمر بن عبد العزیزؓ سے لگتی نہ بھرتی ہے۔

اللہ اکبر! کیا اتنا ہے نبوت رسول کی اس بے اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام خصوصاً مبارکین و انصار سے بدتمیزی رکھیں کہ بڑا بڑا قرآن مجید کی سرچ نہ غفلت اور شریعت الہیہ کھلی ہوئی بغاوت ہے ایسے شخص کے گھر کو اندیشہ ہے۔ (فکراشد بن ص ۶)

پیران پیر شیخ عبدالقدور دبیلائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

و فلحق اہل السنۃ علی وجوب الکف عما شحرو بینہم والا معاک عن مسوہہم و اظہار فضائلہم و محاسنہم

اہل سنت نے اتفاق کیا ہے کہ اختلاف صحابہ کے درمیان ہوئے ہیں اس کے بارے میں سکوت کرنا اور

ان کی برائیوں کو بیان کرنے سے باز نہ آداب ہے اور ان کے فضائل کا بیان کرتے ہوئے ان کی برائیوں کو بیان نہ کرنا سب سے زیادہ اعلیٰ اور اعلیٰ ہے (۵۴)

علامہ ابن تیمیہؒ نے کتاب "مساریر" میں فرماتے ہیں :-

واعتقاد اهل السنة والجماعة تركية جميع الصحابة وحرصوا على اعدائهم  
والكف عن الطعن فيهم والثناء عليهم كما نرى الله سبحانه وتعالى عليهم الخ  
یعنی عقیدہ میں سنت والجماعت کا ترکہ تمام صحابہ کرامؓ کی برائیوں سے پاک بیان کرنا ان کے حسن  
کا بیان نہ کرنا اور ان کی برائیوں کو بیان نہ کرنے سے پرہیز کرنا یہ ہے اور ان کے حسن و ثناء  
کا بیان نہ کرنا ان کی برائیوں کو بیان نہ کرنے سے پرہیز کرنا یہ ہے (مساریر ص ۳۲ طبع دیوبند (مقاہر صحاح ص ۹۰)  
علامہ ابن تیمیہؒ نے شرح عقیدہ مذکور میں فرماتے ہیں :-

ومن اصول اهل السنة والجماعة سلامة قلوبهم ولستهم لاصحاب رسول الله صلى  
الله عليه وسلم كما وصفهم الله تعالى في قوله والذين جاءوا من بعدهم (الاحزاب)  
انهم امنوا بآلهة الله في قولهم لا اله الا الله والذين جاءوا من بعدهم (الاحزاب)  
صافہ لکھے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید میں فرمایا۔ والذین جاءوا من بعدهم الخ (شروع عقیدہ  
ص ۳۰ طبع مصر) بحوالہ ترمذی ص ۶۴  
علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا :-

والذين اجمع عليه اهل السنة والجماعة انه يجب على كل واحد تركية جميع الصحابة  
والبراءة لاعدائهم ولکف عن الطعن فيهم والثناء عليهم فقد نرى الله سبحانه وتعالى في عدة آيات  
من كتابه العزيز الخ

یعنی احسن، اور احسن کا اصرار پر اس میں ہے کہ ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ تمام صحابہ کو اپنے  
ان کے لئے نہ صرف ثابت کرے ان کے اعدائوں کے لئے نہ بلکہ اور ان کی برائیوں کو بیان نہ کرے ان کے  
اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے ان کے حسن و ثناء کی تائید کی ہے (عقیدہ سناری ص ۳۸  
بحوالہ مقاہر صحاح ص ۹۰)

نقدہ کی شہرہ روزی کتابہ شرح عقیدہ مذکور میں ہے۔ ویکہ عن ذکر نصيحة الامير (الاحزاب)  
کا عقیدہ ہے یہ ہے (اصولہ کرامت) اور (تجربہ) اور (تجربہ) کے کیا ہے (شرح عقیدہ مذکور ص ۱۱۶)  
اسی طرح عقائد کی مشہور، معروف، ساری، شرح موقف، میں سید شریف ترمذی نے عقیدہ مذکور میں لکھا  
ہے۔

لنصفه المذبح الله يجب تعظيم الصحابة كلهم والامتن عن نقدح فيهم لان الله عظيم  
وانسى عليهم من غير موضع من كلامه الخ، والرسول صلى الله عليه وسلم قد احبهم وانسى عنهم  
في الاحاديث المذكورة

یعنی تمام صحابہ کی تعظیم کرنا اور ان پر احترام کرنے سے بچنا، واجب ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات پر اپنی کتاب کے بہت سے مقامات میں شان و شرف فرمائی ہے (آیات نقل کر کے بعد میں لکھتے ہیں) اور ہم اللہ جل جلالہ ان حضرات سے محبت فرماتے تھے اور آپ نے بہت سی احادیث میں ان کی شان فرمائی ہے۔ (شریح صحاح)

مگر مودودی صاحب کو ان فیصلوں کا کچھ پس نہیں۔ بلکہ ان کے خود ساختہ اصولوں رسولی خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے، یہی کوششیں سے بالاتر نہ سمجھے۔۔۔ ان کے تحت ان کے نزدیک صحابہ وغیرہ پر تنقید کرنا بے فائدہ نہ رہی ہے۔ چنانچہ صحابہ پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے۔

(۱) ان سب سے زیادہ کڑی بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی بشری کراہیوں کا عتاب ہو جاتا تھا۔ اور دیکھ دوسرے پر نہیں کر رہے تھے۔۔۔ (تجلیات ص ۲۹۳ جلد اول) ص ۳۵۸ طبعہ جنوری ۱۹۷۷ء حقیقت یہ ہے کہ عاق لوث نہ کبھی جہد نہونی میں معیاری مسلمان تھے نہ اس کے بعد کسی انھو معیاری مسلمان ہونے کا فکر حاصل ہوا۔ معیاری مسلمان تو دراصل اس زمانے میں وہی تھے اور اب بھی وہی ہیں جو قرآن و حدیث کے علم پر نظر رکھتے ہوں اور جن کی رائے میں قرآن کا علم اور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کی سنت و سیرت کو نبیاً جو باقی رہے وہ امتوں کا وقت بھی ان معیاری مسلمانوں کے پیرو تھے و راجح بھی ہیں۔

(تجلیات ص ۳۰۹ زمان القرآن جولائی ۱۹۷۲ء)

خدا تعالیٰ تو تمام صحابہ کے متعلق فرماتا ہے۔ وَلَٰكِنَّ أَفْضَلَ حُبِّكُمْ لَا يُعَانِ الْعِزَّ وَلَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مِنْ نَفَقٍ. وَكَلا وَعَدَا اللّٰهُ الْحَسَنَىٰ اَوْ تَمَّ مَا جَرَيْنَ دَاخِرًا مِّنْ تَعْلُقٍ اَرْشَادًا بے سبب و ہم دہم بر حمتہ منہ و رخصتہ ان و حجت لهم فيها لعینم و تہم بہ حضور اکرم ﷺ و سلطانہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اصحابی کا لاجوہ حبیبہم لافہم اھتدینہم لیکن مودودی صاحب کو تمام صحابہ معیاری مسلمان نظر نہیں آتے تو ان سے نفرت یہاں بھی مودودی صاحب نے غلام صحابہ کی تنقید کی ہے۔ یہ سمجھئے کہ صحابہ کرام میں باہمی فرق مراتب تھا لیکن صحابہ میں اتنی سے اتنی درجہ کا صحابی بعد کے بڑے بڑے دینی اور طلب سے افضل ہے۔ یہی اہل حق کا عقیدہ ہے۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔

(۳) مودودی صاحب نے تقسیم القرآن میں سورہ آل عمران کی آیت: وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْہُمْ کی تفسیر کرتے ہوئے

لکھا ہے۔

”جس سورہ کی میں سورہ نوری ہوتی ہے اس کے اندر سورہ نوری کی وجہ سے دو قسم کے اخلاقی غرض پیدا ہوتے ہیں۔ پہلے والے میں جس طرح طبع خود غرضی اور۔۔۔ دوسرے سورہ دینے والے میں غفرت و عفو اور بغض و حسد یہ امور جوئی ہے میدان احد کی جنگ میں ان دونوں بھاریوں کا کچھ نہ کچھ حصہ شامل تھا۔“ (تقسیم القرآن ص ۲۸۸ ج ۱)

یعنی ابھی تک معاذ اللہ حضور اکرم ﷺ کی محبت سے صحابہ کے ذہن اور سیرت و کردار کی پوری قلب مہارت نہ ہوئی تھی اور زمانہ جاہلیت میں سوائے لیکن دین کا جو رواج تھا اس کا اثر اب تک اصد باقی تھا۔ معاذ اللہ۔

مودودی صاحب کے ایسے رفتی سولوی صدر اللہ بن اصفانی لکھتے ہیں۔

(۳) "ہر سوں کی تعلیم و تربیت کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کو (صحابہ کرام) حمید میں دیکھ میں لائے اور ہر خودی کہان کی ذہنیت میں انکسار کا فخر و غرور نہ رہا۔ چنانچہ صحابہ کرام بھی اس امر کی اہمیت کو لکھتے ہیں کہ ہم جبہ کی کھلی کھلی اسٹیج پر آئے۔ ہر بار غلطیاں کر دیتے تھے۔ (ترجمان القرآن ص ۵۷) سورہ ہدیہ ص ۵۶

یہی مولوی حفصہ الدین صاحب غفرلہ یوں کہہ رہے ہیں کہ یہ سب غلطیاں کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”اگرچہ غیرت انسانیت کا بہترین درجہ ہے لیکن اسلام اسے آزاد نہیں چھوڑتا اسے بھی اپنا تابع بناتا ہے۔ اسے انفرادی حدود سے باہر جانے نہیں دیتا، انسان کو غلام و تنہا چھوڑ دیتا ہے کہ وہ کبھی نفس سرور اوقات میں غلبہ نہ کرے۔ جو کچھ کرے اور جو کچھ کہے، انسانیت اور جذبات سے ہماری ہر فکر محض خدا کے لیے رہنا چاہیے اس لیے اسے ہر کام میں اپنی برتری کے لیے اسلام کا یہ عقائد، مافوق ترین مضامین ہیں اور ان کا رنگ ہے کہ ایک مرتبہ محمدی آئینہ جیسا ہے جس سے صورت اور سراپا سب انسانیت ہی کے پرانے سے چمک اٹھے۔ (ترجمان القرآن، جنوری ۱۹۷۷ء، ص ۷۷)“

(۵) "حضرت عمرو بن العاصؓ معیناً سے مرتبہ کے بزرگ ہیں اور انہوں نے اسلام کی تشریح پر اخراجات انجام دی ہیں۔ اہل بدعت سے یہ کام اپنے سرزد ہو گئے ہیں جنہیں نقد کہنے کے سوا چاروں نہیں" (سورۃ النبی ص ۱۸۳)

اور بھی طایفہ اقلد، صحابہ پر خلافت، ولایت میں تنقیدیں کیا ہیں حالانکہ وہ ریش میں صحرا میں سنا بہ بہ ہدف تنقید بنائے سے روکا گیا ہے اور اس پر بہت سخت دہیہ لڑا تھا۔ پتہ تو یہ دیکھ رہے ہیں۔

١١: عن عبد الله بن مهمل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم صاحبي لا تتحدوا  
 مع من بعدى غرضاً فمن أحبهم فبحبي أحبهم ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم ومن أذنبهم فقد أذنب  
 لي ومن أذنبني فقد آذني انظر من آذني الله فيوثقك الله يا خذله:

یعنی میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے اور اللہ نے اور، خبردار میرے بعد ان کو نکالتا کلامت نہ دے گا، جس نے ان سے محبت کی میں میری محبت کے سبب ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا ان نے میرے ساتھ بغض کے سبب ان سے بغض رکھا، میں نے میرے لیے سب کو تکلیف دی اس لیے نہ مجھے کھدایا اور اس نے مجھے تکلیف دی اس لیے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف دی عقرب وہ مذاہب میں بکڑیا جاتے گا۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۲۶ ح ۲۲۶۰ شریف ص ۵۴۲ باب مناقب الصحاب)

اس حدیث میں غور کیجئے: حضور کرم چھوٹے سے بڑا عالمی "فرمایا اور ان سے صحبت کو، اپنی صحبت اور ان سے بغض کو، امت رسوں (پیغمبروں) کے بغض کی علامت قرار دی۔ جس کے بعد صحابی محمد پرؐ اور اہل بیتؑ کا نشانہ بنانا اور ان پر کڑی جھڑپ کرنا کہ یہ رسولانِ باغ سے بغاوت کے حکم میں نہیں ہے" (۱۰۰: ۱۵۱-۱۵۲)

(۲) ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اذا واپسہم الذین یسئلون اصحابہ فقولوا لعنة علیہم کرم"۔ جب آپ کے لوگوں کو کہہ جو جویرے سے پوچھا کرتے ہیں تو تمہارے کہو خدا کی لعنت ہے تمہارے سے نص بدید۔ (ترمذی شریف ج ۳ ص ۲۷۲۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۹)۔

(٣) لَا تَسْأَلُوا أَصْحَابَ الْفَلَقِ مِنْ أَجْدِكُمْ أَنْ يَمْنَحُوا مِنْكُمْ مِثْلَ بِذِي الْحَمَلِ وَلَا تَسْأَلُوا

حرفیہ تعلیم

یعنی: میرے صحابہ کو یہ امت کیوں (کیونکر) ان کا رجب یہ ہے کہ ان میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سے غزوہ کربلا (خبروات کوئے) کے آئینہ کے بلکہ نصف ہفتہ (جو) کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ (مطلع شریف ج ۲ ص ۳۱۰ ترجمہ شریف ج ۲ ص ۳۲۶؛ بختم ج ۵ ص ۵۵۳؛ شاہ)

(٣) عن عويمر بن ساعدة أنه قال: قال الله تعالى: ﴿وَأَخْتَارَ لِي أَسْحَابًا﴾ فجعل لي منهم وزراء وأنصاراً ثم سبهم لئلا يفتروا على الله الملائكة والناس أجمعين ولا يقبل قضيتهم صرنا ولا عدلاً.

حضرت اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لئے صحابہ کو منتخب کیا۔ ان کو میرا وزیر، مددگار اور رشتہ دار بنا دیا جو ان کو برا کہیں اس پر لعنتی کی، فرشتوں کی، اور تمام لوگوں کی لعنت اور اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرشتہ اور کوئی نفل قبول نہ کرے گا۔ (مظاہر حق، ج ۱، ص ۵۸) یہ منہج صحابہ

(٥) تخذ الطائفتين من حديث سلمان رسول الله صلى الله عليه وسلم في رواية انس رضي الله عنه ان الله عز وجل اختارني واختار لي اصحابي فوجنتهم انصاري وجعلهم اعدائي وانه سيخني في اخر الزمان قوم ينقص بهم الا فلا ما كلوه الا فلا تشار بوه الا فلا لنا كحومهم الا فلا تصلوا معهم الا فلا تصلوا عليهم عليهم حنت اللعنة رعية الطائفتين ص ١٥٢

یعنی یہ حضرت اُمّیؓ نے روایت کی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھے منتخب کیا اور میرے لئے میرے صحابہ کو منتخب کیا میں ان کو میرا وارث دے گا اور میرے لئے دس ہالیا۔ اور غرض کہ ان میں ایک گروہ میرا وارث ہو گا جو سچا کلمہ کہے گا۔ جس قوم کے ساتھ نہ کھوند نہ چوند ان (کی عورتوں) سے نکاح نہ کرو۔ ان کے ساتھ نماز نہ کرو اور نہ ان پر نماز نہ کرنا چاہو۔ اور یہ خدا کی لعنت نازل ہوئی ہے۔ (تبیہ)

(۶) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔

” لا نسبو ا لصحاب محمد فليقلوا احدهم مائة حبر من عمل احدكم عمره“

یعنی یہ جانا کہ اسبابِ محمدیہ کو اس میں سے کسی ایک کا ایک گھڑی عبادت کرتے بہتر ہے۔ ہم میں سے کسی ایک کے غیر محمدیہ عبادت کرنے سے۔ (مقام حسن ج ۳ ص ۵۷۹)

(۵) حضرت امین عترت آیت روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں: جس میں دس غلام تھیں ہوں دو ماہی ملتے  
واجبات میں سے ہے نہ مہلت ایک ملا ہے یہ کہ "ولا یذکر احدنا من الصلحۃ بسوء" صحیح ہے میں سے  
کسی کا ذکر نہ کرے نہ ساتھ نہ کرے نہ ہستی کی تشبیہ کرے۔ (تلمیح بحوالہ اربع ج ۸ ص ۹۲ کتاب التلمیح)

(۸) اچھا دلدار ہوتا ہے جس میں حضرت معینؑ سے دعا ہے کہ انہوں نے سنا کہ بعض لوگ امرا و مصلحت کے سامنے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کو بد کہتے ہیں تو حضرت سعید بن زیدؓ نے فرمایا ان لوگوں کو بکھتہ ہوں کہ تمہارے سامنے اصحاب نبی ﷺ کو برا کہا جاتا ہے اور تم اس پر تلخ نہیں کرتے اور اس کو روکتے نہیں (عن ابیہو) میں نے سنا کہ اللہ کو

اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے (اور حدیث بیان کرنے سے پہلے قرآن یا یہ بھی سمجھنا کوئی ضرورت نہیں ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کروں جو آپ نے نہ فرمائی ہو) قیامت کے روز جب میں حضور سے ملوں تو آپ مجھ سے اس کا مواخذہ فرمائیں۔ یہ کہنے کے بعد حدیث بیان کی۔ (ابو بکر جنت میں ہیں عمر جنت میں ہیں۔ جنت جنت میں ہیں۔ علی جنت میں ہیں۔ طلحہ جنت میں ہیں۔ زبیر جنت میں ہیں۔ سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں۔ عبد کرمان بن عوف جنت میں ہیں۔ ابو جہدہ بن جراح جنت میں ہیں۔ یہ تو حضرت صحابہ کا نام لے کر مومن کا نام نہیں لیا جب لوگوں نے پوچھا حواصی کون ہے؟ تو ذکر کیا سعید بن زید (یعنی خود ابن جابر) زید اور وہ تو انصاع کے ذکر نہیں کیا تھا لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ اس کے بعد حضرت سعید بن زید نے فرمایا۔ "والله لعنتمہ رجل مبہم صغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یغیر فیہ وجہہ خیر من عمل احدکم ولو عمر عمر و نوح" خدا کی قسم ہے کہ صحابہ کرام میں سے کسی شخص کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی جہاد میں شریک ہونا جس میں اس کا جہاد غبار آلود ہوا ہو غیر صحابہ سے ہر شخص کی عمر بھر عبادت و عمل سے بھرتا ہے اگرچہ اس کو حج طیبہ اسلام کے برابر مقرر ہوا ہو جائے۔"

(ابوداؤد و شریف ج ۲ ص ۲۹۱ کتاب السنن باب فی اختلافہ)

(۹) روایت کی حدیث نے ابن ماکہ سے سرفرازا۔ "ان خسروا متی اجروا ہم علی اصحابی" میری امت کے پسرین فرادہ ہیں جو میرے اصحاب کی (برائی بیان کرنے میں) بہت جری ہوں" (مشکوٰۃ ج ۳ ص ۵۸۳)

(۱۰) حسن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لان یلقى اللہ عبد الذنوب العباد خیر لہ من ان یقتضی رجلاً من اصحابی صلی اللہ علیہ وسلم فانه ذنب لا یغفر لہ یوم القیامۃ۔ (منہاج المجالس ج ۲ ص ۲۳۳)

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ بندہ کاغذ سے اس حال میں ملنا کہ وہ ترمیمی آدم کے گناہوں کا ٹکڑا کاغذ کرسمیر دیکھے ہوئے ہو یہ اس سے بھتر ہے کہ خدا کے دربار میں اس حال میں حاضر ہو کر میرے صحابہ میں سے کسی ایک صحابہ کی عداوت و بغض و نفرت میں رکھتا ہو کیونکہ ایسے شخص کی قیامت کے دن بخشش نہ ہوگی۔ (خیر نمونہ ترمیم ذریعہ المجالس ج ۲ ص ۳۰۲)

(۱۱) قال ابن عباس قال السی صلی اللہ علیہ وسلم من احب اصحابی وازواجی واهل بیئ ولہ یغفر فی واحد منهم وخرج من الدیبا علی محبتہم کان معی فی ذر جسی یوم القیامۃ (منہاج المجالس ج ۲ ص ۲۳۳)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص میرے کسی بہادر ازواج معہات اور اہل بیت سے محبت رکھے گا اور ان میں سے کسی پر طعن نہ کرے گا (کسی کی بدگویی نہ کرے گا) اور ان کی محبت دل میں رکھتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوگا تو وہ قیامت کے روز میرے ساتھ ہوگا۔

سورہ شہر میں حق تعالیٰ نے عہد رسالت کے روز جو اہل عداوت کے تھے ان کے دل میں ایسے مسلمانوں کا تکیہ طبع کر کے ذکر کیا ہے۔ پہلا مہاجرین کا جن کے بارے میں قرآن میں یہ لفظ فرمایا۔

لو انك هم الصادقون

مگر میں لوگ سچے ہیں۔

۱۰۔ انصارِ لا حق کی منہ سے اصرار نہ کرنے کے بعد قرآن کریم نے فرمایا۔

لو انك هم للفلقون!

مگر میں لوگ فلق ہیں! اے میں۔

تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جو مہاجرین و انصار کے بعد قیامت تک آنے والے ہیں ان کے بارے میں

فرمایا۔

والذين جاءوا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل

ففي قلوبنا غلاظين متوينا (سورہ حشر ص ۲۸)

مورم لوگ جو بعد میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری کئی گنہگار اور ہمارے ان

بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہمارے دلوں میں ایسا نہ کرنا۔

ازالہ الغلاظہ میں حضرت ثناء دینی نے اس حدیث کی تفسیر میں متعدد روایات نقل کی

ہیں۔ آپ نقل فرماتے ہیں۔

عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه قال قال الناس على ثلاث منازل قد مضت منزلتان

وصفت منزلة فحسن ما ائتم كائنون عليه ن تكونوا بهذا المنزلة التي نهيتم به فرأى معقروا

المهاجرين النسيح - الحج

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ میں نے پہلوگوں کے (صحابیوں کے) قبیلے میں

دو طبقے دیکھے ایک طرف ایک باقی رہ گیا ہے۔ پھر تیسری حالت یہ ہے کہ جو طبقہ باقی رہ گیا ہے اس میں

دائمی رجوع ہے۔

اس کے بعد انہوں نے انصاریہ المهاجرون الذین دخر جوا من ديارهم واموالهم لانه في

ثلاث کی اور ان کو فرمایا کہ وہ تیسرا طبقہ ہے مگر یہ طبقہ گنہگار نہ ہو، اللہ اور ایمان کی

ثلاث کی اور فرمایا کہ یہ تیسرا طبقہ ہے مگر یہ کہ چکا اس کے بعد اللہ نے جاز امن بعد ہم بقولہ ربنا اغفر لنا

ولا حسرنا فليس يسبقونا بالايمان الخ من ثلاث کی اور یہ کہ وہ دو طبقے کو گنہگار نہ کرے۔ یہ ایک طبقہ باقی

رہے گا تیسری حالت یہ ہے کہ اس تیسرے طبقہ میں تباہی و تاراج ہو جائے۔ (ازالہ الغلاظہ متعذر اور - فصل ششم

ج ۳ ص ۳۳۵-۳۳۶)

عن الضحاك والذين جاءوا من بعدهم ثم راء ما لا يستغفرون لهم وقد علم ما حدثوا ان

مخرب سے دلتا ہیں جو امن بعد ہم کی تفسیر میں معقول ہے کہ لوگوں کو حکم ملا تھا کہ صحابہ کے لئے استغفار

کریں مگر اب دیکھو کہ کئی بدعت کر رہے ہیں۔ (ازالہ الغلاظہ ج ۳ ص ۳۳۶)

عن عائشة رضي الله عنها قالت امروا ان يغفروا لاصحاب النبي صلى الله عليه وسلم



فرہم لم یقرت هذه الآية والذين حملوا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولا آباءنا لهذا عسرا  
بالایمان

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بات مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: مسلمانوں کو ہم دیا گیا تھا کہ  
میں پچھڑنے کے لئے متفقہ کر رہی تھیں کہ اس نے (جائے وضو کے لئے) اس کی پانچویں طرف سے پھر  
انہوں نے بھی والہین حلقوں میں بعدہم بقولوں الخ کی تفسیر فرمائی (تاریخ اسلام ص ۲۴۶)

عن ابن عمر وصی اللہ علیہ السلام سمع رجلاً وهو يتاول بعض المهاجرين قرا  
مہاجرین النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ ثم قال هؤلاء المهاجرون الصنف انت؟ قال لا ثم قرأ علیہ  
والذین قبلہ والذین الایہ قال یسأل الایہ قال هؤلاء الا بصیر الصنف انت؟ قال لا ثم قرأ  
بعدہم الا یہ قال الصنف هؤلاء انت؟ قال لا یسأل الایہ قال لا یسأل من سبہم لا

حضرت ابوالخدیج محمد بن ابی بکر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو سنا کہ کہتا ہے کہ میں نے  
المراسلہ میں سنا ہے کہ انہوں نے اس کے ساتھ یہ آیت پڑھی۔ طے ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے اس کو سنا ہے کہ  
اس نے فرمایا ہے کہ یہ ان کا بیان ہے میں ان کو سنا کہ وہ اس سے یہ آیت پڑھیں۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ لیکن یہ وہی  
المراسلہ والایمان اور فرمایا ہے کہ یہ ان کا بیان ہے کیا تو اس کو سنا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ آیت پڑھی۔  
والذین قبلہ من بعدہم الا یہ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ آیت پڑھی۔ پھر یہ آیت پڑھی۔  
قرآن کریم میں اس کو سنا ہے کہ میں نے یہ آیت پڑھی۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ (تاریخ اسلام ص ۲۴۶)

ومن وجه اخر عن ابن عمر وصی اللہ علیہ السلام سمع رجلاً من عتبات وصی اللہ علیہ  
شدیدہ فاقعہ من یدہ لقرأ علیہ الفقراء المهاجرين قالوا من هؤلاء؟ انت؟ قال لا ثم قرأ والذین  
تموز انداز والایمان الا یہ اسم قال من هؤلاء؟ انت؟ قال لا ثم قرأ والذین جاءوا من بعدہم  
بغیر ان رب اعفوا الخ قال من هؤلاء؟ انت؟ قال لا ثم قرأ ان کون منهم قال لا والله لا یكون منهم  
من نزلتہ وکان فی قبہ لعل سہم

یعنی یہ دوسری حدیث ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ان کو یہ خبر ملی کہ انہوں نے حضرت عمر سے  
پہنچا تھا کہ آپ نے اس کو فرمایا کہ میں نے یہ آیت پڑھی۔ پھر یہ آیت پڑھی۔  
الخ اور یہ پچھا کیا تو اس میں سے ہے اس نے کہا نہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ والذین قبلہ الخ اور  
پھر یہ آیت پڑھی۔ ان میں سے ہے اس نے کہا نہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ الخ اور یہ پچھا کیا تو  
ان میں سے ہے اس نے کہا نہیں۔ ان میں سے ہے اس نے کہا نہیں۔ ان میں سے ہے اس نے کہا نہیں۔  
اللہ کی قسم اس میں سے ہے اس نے کہا نہیں۔ ان میں سے ہے اس نے کہا نہیں۔ ان میں سے ہے اس نے کہا نہیں۔  
اور (تاریخ اسلام ص ۲۴۶)

اور دوسری حدیث ہے کہ ایک روز نامہ نامہ لکھی گئی تھی کہ میں نے ایک شخص کو سنا ہے کہ

میں سے کرام: انہما قالوا ما لک نے یہ آیت محمد رسول اللہ لفظیظ مہم الکفار تک تلاوت فرمائی اور یہ قرآن میں قصص کے اس میں رسول ان غزو کے صحابہ میں سے کسی کے متعلق عیناً ہو وہ اس آیت کی زد میں سے بھی اس کا یہاں خطرہ ملے ہے۔ اؤفک آیت میں کسی صحابی نے غیبا کفار کی علامت قرار دی تھی ہے۔ (مخبر حق ج ۳ ص ۵۷۸) (شہد صحابی ص ۴۰)

نظام، کہہ فرماتے ہیں۔ من اعصر الصحابة وسيد فليس به في المسلمين حق. جو صحابہ کرام سے شخصہ کھے وہ ان کو برائے تو اس کا مسلمانوں میں کوئی حق نہیں۔ مظاہر حق ج ۳ ص ۵۷۸

انام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جو شخص میرے حوالہ اور حضرت عمرو بن العاص کی تہذیب کر کے کیا دورافتہ ہے؟ فرمایا ان پر وہی برائے کر سکتا ہے۔ جس کے دل میں خباثت چھپی ہو اور جو کجی کسی صحابی کی تہذیب کرتا ہے۔ اس کے دل میں خیر خشت چھپی ہوئی ہے۔ (البدیع الہدی ص ۳۹ جلد ۸ بحوالہ ماہنامہ علوم القرآن راولپنڈی ۱۹۶۸ء)

نظام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔ لا يجوز لاحد ان يذکر شيئا من سلبهم ولا ان يطلع على احد منهم بعيد ولا يفسر قولا لعل ذلك ربح قاذية وقال النعموني سمعت احمد يقول ما يحكم وللمعاوية سنان الله العافية وقال لي ما ابا الحسن اذا ثبت احداً ذكر اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم سوء فاتهمه على لا سلام

یعنی کسی شخص کے لئے کہ جو شخص نے کوئی نی (صحابی) کوئی برائی ذکر کرے۔ لہذا ان پر کسی سب یا کسی شخص کا تذکرہ جو شخص ایسا کرے اس کی تہذیب واجب ہے۔

اور ان کے شر کر۔) یوحی فرماتے ہیں کہ اسے اور مذکور فرماتے ہوئے ناکر لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ انحضرت معاذی برائی کرتے ہیں ہم سے نہ ایت کے سبب کہ ہیں اور ہر محبت فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ بچاؤ کر رہا ہے یا نہ کر رہا ہے تو اس کے اسلام کو متھو کہو۔ (البدیع الہدی ص ۳۹ جلد ۸ بحوالہ مقام صحابہ ص ۷۷)

امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو امام مسلم کے اجلہ شیوخ میں سے ہیں فرماتے ہیں:

اذا ثبت الرجل بسفص احد من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلم انه رديق وغلک ان المغر ان حق والرسول حق وما جاء به حق وما دى ذلك فليكن الا انصحابه فمن جرحهم انما اراد ابطال كتاب والسنة فيكون الجرح به البق والحقكم عليه الرلفة والصلانة اقوم واحق

یعنی جب تک کسی شخص کو تھو۔) صحابہ کے اس میں سے کسی کی بھی تہذیب کر رہا ہے تو کھلو کہ وہ رديق ہے، اس لئے کہ قرآن حق ہے رسول حق ہیں اور نبی محمد رسول اللہ ہیں وہ حق ہے اور یہ سب چیزیں ہم تک پہنچانے والے صحابہ ہی ہیں تو ان میں ان کو مجروح کرنا ہے تو کتاب و سنت کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ اس کو خدای کو کھرا کر نہ کر رہا ہے مناسب ہے اور اس پر کراہی و نہی عدم علم کا پانچ صحت۔ اور غصاف ہے۔ (فتح المفیر ص ۳۷۵) (مخبر حق ج ۳ ص ۵۷۸)





١٠٠

خلاصہ کلام یہ کہ سجادہ رسواں انہ علیہ السلام نے حضور و کرم علیہ السلام کی صحبت سے فیض یافتہ ہیں۔ آپ کی مصداقیت سے ان کا قلب سوراور باطن ہاگل صاف ہو چکا تھا اس لئے انہ کی کن سعادت مندو ہی میں ہے کہ ان کی مستغنی کر کے اپنی آخرت پر ہونے لے۔ وہ خرمیں حضرت امیر باقی عجلو الف علی رحمہ اللہ کے مقول جو لوح قلب پر نقش کرنے کے قابل ہے وہ ملاحظہ فرمائیے۔

[illegible]

خیر و ذلک یعنی مکیدہ مغیر جو شفقت و مہربانی کے معنائی ہیں اور برے اخلاق میں سے ہیں ان لوگوں کے حق میں جو حضرات خیر البشر کی شرف صحبت سے مشرف ہوئے ہیں مسدود و مغلض اور کینہ کس طرح حضور ہو سکتا ہے۔ جو تمام احسن میں سے بہتر امت کے بہترین افراد ہیں اور تمام ہمدہوں کو منسوب کرنے والے نہ باب کے سابق ترین ہیں۔ ان کا لائق صحابہ کا زمانہ تمام زمانوں سے بہترین زمانہ تھا اور ان (صحابہ) کا صاحب تمام نبیوں اور رسولوں سے فضیلت والا تھا اگر یہ لوگ (صحابہ) اردنی مفتوں سے موصوف ہوں جن سے اس امت سرخروہ کے مکینہ آدمی کو کامرانی ہے (اگر خدا نخواستہ یہ صفات رو بہ صحابہ نہ ہوں) تو بجز یہ لوگ (صحابہ) کس طرح امت میں سے بہتر ہوں گے اور یہ امت کس اعتبار سے خیر الام ہوگی۔ اور ایمان میں سب سے اول اور بڑھ کر ہو گا اور مال و جان و سب سے جو بزرگ خرچ کرنا کیوں نہ بدت اور فضیلت کا باعث ہوگا اور خیر القرون کی کیا تاثیر ہوگی۔ اور حضرت خیر البشر ﷺ کی فضل صحبت کا کیا اثر ہوگا وہ لوگ جو اس امت کے اولیاء کی صحبت میں کچھ مدت رہے ہیں وہ ان ذلیلہ مفتوں سے نجات پاتے ہیں بلکہ وہ لوگ جنہوں نے حضرت افضل المرسلین کی صحبت میں اپنی عمر صرف کی ہے اور دین کی تائید اور مدد کے لئے اپنے ماں اور بچوں کو خرچ کیا ہے کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کے حق میں اس قسم کی بری خصلتوں کا زہم کیا جائے۔ سو اے اس کے کہ حضرت خیر البشر کی عظمت و بزرگی نظر سے مٹ جائے اور ان کی صحبت ایک الدنیا کی صحبت سے بھی ناقص سمجھی جائے۔ غور و پاندہ منہا۔ حالانکہ مقرر ہے کہ امت کا کوئی ولی مسلمان سے ہرگز نہیں پہنچ سکتا تو

اس سے کہہ لی کہ ہر کو کیسے پائے گا (ماوراءِ نہر نامہ، بابی، اردو، ص ۳۱) مکتوب نمبر ۲۳  
مرحوم اکبر لکھنؤ آبادی نے بھی جواب لکھا ہے۔

”خدا نے تیری قطروں کو دیا کر دیا  
دل کو دین کر دیا آنکھوں کو دیا کر دیا  
خونہ تے زور پر اوروں کے زانی بن گئے  
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

### خليفة ثالث حضرت عثمان بن عفانؓ اور مودودی

خلیفہ راشد حضرت عثمان بن عفانؓ اور خلیل المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق  
اللہ کا نعمتی نامہ ہے، وہی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور عبداہ السابقون السابقون اولئک المقربون فی جنت  
العلیم۔ آپ نہایت عظیم و بڑے تھے آپ نے دنیا بھر میں کئی اور دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی نہایت مبارک اور  
متمثل تھے مگر از اسلام پہلی بھی بت پڑی نہیں کی تمام نمازات میں حضور انور ﷺ کے ساتھ تھے، نماز، عید و شہدائے  
رسالت میں حضور ﷺ کی ہدایت سے آپ کی ہر چیز کو ہی حضرت اتر رضی اللہ عنہ کی حج، وادی، نہایت سے شریک  
نہیں رہے لیکن آپ ﷺ نے ان کو شریک قرار دیا اور شہداء کے حصہ دیا اور عید و عروسی کے موقع پر جب کہ  
حضور اکرم ﷺ نے ان کو مبارک فرمایا اور یہاں آپ یہ اسلام نے مسرت و جہاد پر صوبہ سے بیعت کی تو حضور اکرم ﷺ  
نے فرمایا: ان عنہم لیس حاجۃ اللہ و حاجۃ رسولہ فضر بیا حدی بدلہ علی الاخری الخ کہ عثمان  
اللہ اور اس کے رسول کے کام میں ہے پھر آپ ﷺ نے اپنے راکش ہاتھ پر بایاں باتھ رکھ کر فرمایا یہ خون کا باق ہے اور  
آپ نے ان کی طرف سے ظاہر بیعت کی لہذا آپ بھی اس جہاد میں شامل ہیں۔ جن کے تعلق اللہ نے  
اپنی رضا مندی کی بشارت سنائی۔ (سورۃ فتح، ۲۹)

آپ کے شرف یہ ہے کہ آپ نے کچھ روزوں میں خدا تعالیٰ نے اپنی سب سے بڑی حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کا  
نکلنا آپ کے ساتھ کر دیا۔ جب انکار نے مسلمانوں کی ایہ ارسالی پر کمر باندھی تو آپ حضرت زبیرؓ کے ساتھ ہجرت  
کر کے حبشہ میں گئے۔ ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت دوسرے مسلمانوں کے بعد عثمانؓ پہلے شخص ہیں  
کہ وہ اہل بیت ہجرت کی ان کی ولایت کے بعد حضور ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما سے نکاح  
کر دیا جب ان کا بھی انتقال ہوا تو فرمایا: ہر نبی اور نبیؐ کی اولاد اس کا کلام بھی عثمانؓ کے ساتھ کر دیتا ہے آپ کی  
خود وصیت ہے۔ بالطلب نبیؐ نے اپنی بیٹی نکاح میں دی، آپ نے اسلام کی مال نہ مت بھی ٹوٹ کی اور بڑی اچھی  
اتنی دعا میں حضور ﷺ کی جملہ کیں۔ غزوہ تبوک کے موقع پر، مان جہاد کے علاوہ آپ ﷺ اور صحابہؓ کے کھانے کا  
مادی نفعی انہوں پر لایا وہاں شریک اس وقت سے رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف ہاتھ نکھڑ کر تمہیں مرد فرمایا کہ یہ اللہ میں  
خیر سے راہی ہوں وہی میں سے راہی وہ اور صحابہؓ کہ اس سے فرمایا کہ تم بھی عثمانؓ کے لئے دعا کرو پھر نبیؐ رسول



فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ۔

(۱) حضرت طلحہ بن سفيان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مکمل ہو رہی ہے فی الحجۃ و فیہی فیہا عثمان۔ (یعنی کافرت مکمل رہی ہوگا اور میرے بھتیجے بنت میں عثمان میں)۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۱)

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ میرے گھر میں رہیں پر لیجئے ہوئے تھے کہ آپ کی ہڈی مبارک اٹھ گئی اس حالت میں حضرت ابو بکرؓ نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت مرحمت فرمادی پر پھر حضرت عمرؓ شریفؓ اسے اور حاضر ہونے کی اجازت پائی۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ ان کے بعد حضرت عثمانؓ حاضر ہوئے اور اندر آئے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور بیٹنی ڈھک دی۔ (حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں) ان سب کے جانے کے بعد میں نے پڑا بیچا لی۔ یہ روایت ہے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ الا تستحیی من رجل تستحیی منہ الملائکۃ میں اس آواز سے کیوں شرم نہ کروں جس سے فرشتے شرم نہ کریں گے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۱)

(۳) یو قال انس بنی صلی اللہ علیہ وسلم عثمان احب الی منی و اکرمہا۔ وقال انس صلی اللہ علیہ وسلم عند انس بنی صلی اللہ علیہ وسلم عثمان۔ (ترجمہ المجالس ج ۲ ص ۲۷۳)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عثمان میری امت میں سب سے زیادہ حبیرو اور کرم بنی ہیں۔

و قال عثمان رضى الله عنه ما لمست فرجی یحیی لانی لست بیھا یدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ترجمہ المجالس ج ۲ ص ۲۷۳)

حضرت عثمانؓ نے فرمایا میرے واسطے یاخو سے کبھی اپنی شرم گاہ نہیں چھوئی۔ کیونکہ میں نے اس سے آنکھ نہ کھولا کہ وہ میری شرم گاہ پر آتا۔

(۳) قالت عائشہ رضي الله عنها صكتنا اربعة ايام ما طعنا شيئا فدخل علينا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقلت يا عائشہ هل اصتمت شيئا بعدی قلت لا فوجدنا وخرج يصلي هو امرأۃ جئت مرة فاستنوى فجاء عثمان رضي الله عنه اخر النهار فقال بن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فاجرتہ الآخر فيكی ثم خرج عثمان وبعث لنا انا قیفا وتمرأ وغیرہ ثم قال ہذا بضی عمیکم غارسل حزارا لحمد متو یا تم جاء انس بنی صلی اللہ علیہ وسلم و قال هل اصتم شيئا فاجرتہ بعدا صلت عثمان فلم يجلس حتی خرج انس المسجد و رفع يده وقال اللهم امی رحمت عن عثمان فارض عنه اللهم انی رحمت عن عثمان فارض عنه انهم ار: رحمت عن عثمان فارض عنه۔ (ترجمہ المجالس ج ۲ ص ۲۶۸-۲۶۷)

یعنی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آیتہ و تمیر ہم چاروں نے اتار کر رکھنے کو نہیں کہا مگر ان کوئی چیز نہیں ملی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمارے پاس آ کر فرمائیے کہ تم اپنی تمہیں میرے جانے کے بعد لٹانے کی کوئی چیز ملی۔ میں نے کہا نہیں۔ آپ (ص) کے نماز کے لئے ٹھکانے کی یہاں نہ پڑھتے ہیں تاکہ انہیں



(دوسرے گوشہ میں) اور دعا کرتے ہیں۔ جب دن کا آخری حصہ ہوا (شام ہوئے) تو حضرت عثمانؓ آئے اور کہنے لگے کہ آٹھ سو (۸۰۰) کھانا تشریف لے گئے؟ میں نے سارا وقفہ بیان کیا ہے۔ آپ یہ سن کر رونے لگے پھر گھر جا کر ہمارے لئے ۱۰۰۰ اور کچھ دین بھیجیں پھر فرمایا کہ اس کے پکانے میں تو دین لے لی میں تیار کھانا تمہارے لئے بھیجا ہوں چنانچہ آپ نے ہمارے لئے بھنا ہوا گوشت روٹی بھیجی اسے میں آپ ﷺ تشریف لائے فرماتے لگے عائشہ! کیا تمہارے پاس کہیں سے کھانا آیا میں نے حضرت عثمانؓ کا ۲۰۰ اور ان کی حدود کی اور کھانے کے بھیجے گا ذکر کیا یہ سن کر آپ تہلیت خوش ہوئے اور گھر میں بیٹھے تک نہیں مسجد میں جا کر ہاتھ پھیلا کر فرماتے لگے الہی! اس عثمان سے خوش ہوں تو تجھی ان سے راضی ہو، تین دھن آپ نے یہی الفاظ فرمائے۔ (نزہۃ المجالس)

وقال ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ وأبیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم من أول الليل إلى ان طلع الفجر يدعو لعثمان. (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۶۸)

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو بول شب سے آخرات تک حضرت عثمانؓ کے لئے دعا کرتے دیکھا۔

(۵) یو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال عمو الفلک یا عثمان ما فعلت وما أخرت وما هو کائن الی یوم القیامۃ. (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۶۸)

آنحضور ﷺ نے فرمایا عثمان! خدا تعالیٰ نے تمہارے کئے کچھ کیے گناہ اور جو حق تم تک ہونے والا ہے کبھی تو نکش دیا۔

(۶) یو قال علی رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ ان الذین سبقت لہم من الحسنیٰ ہو عثمان بن عفان. (نزہۃ المجالس ج ۶ ص ۲۶۸)

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آیت۔ ان الذین سبقت لہم من الحسنیٰ۔ حضرت عثمانؓ کے متعلق نازل ہوئی۔

(۷) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یشفعن عثمان فی سبعین الفامن قد استوجوا النار حتی یدخلہم الجنة. (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۶۸)

حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب نبی ﷺ نے فرمایا کہ عثمان ان ستر ہزار لوگوں کی سفارش کریں گے۔ جنہوں نے دوزخ کے عذاب کا اشتقاق حاصل کر لیا ہو گا۔ آپؐ ان کی شفاعت کر کے جنت میں لے جائیں گے۔

(۸) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ وابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعثمان رضی اللہ عنہ انت ذوالنورین قال یارسول اللہم سمیتی مذی النورین قال لانک تغفل وانت تقرأ سورة النور. (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۸۱)

یعنی! حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا اے عثمان! تم دو انورین ہو کیا اے رسول خدا آپؐ نے میرا نام دو انورین کیوں رکھا؟ فرمایا اس لئے کہ جس



انہی بات کہوں۔ عرض کیا کہ ایسا میرا فرض نہیں۔ عرض کیا یہ عثمان حاضر ہیں فرمایا: ہاں! میں تمہاری بات لے جا کر پھر فرمایا۔ جس سے حضرت عثمان کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ جب حضرت عثمان کی شہادت کا دن آیا تو انہوں نے آپ کو آٹھیر ہفتا آپ سے فرمایا جو روائی بت بناب رسول اللہ ﷺ کے فرمائی تھی۔ یہ ہے کہ قرآن و احادیث نہ مہر مہر تا اس میں نقص جہ نہ کروں گا۔

(۵۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ قتل سزاؤں سے مظلوموں کا اعلان۔

یعنی: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں کے درمیان فتنے پیدا ہوں گے اور اس میں یہ یعنی حضرت عثمان مظلوم قتل کئے جائیں گے۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۱۸) (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۲)

(۱۵) روایت ہے کہ ایک دن حضرت عثمان کے چہرے کے طرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک لمحہ دو خوب روئے اور فرمایا اے عثمان! آپ کو ظالم قتل کر دیں گے آپ اس روز عجلت قدم بہن اور اپنے اوپر سے صبر و تحمل کا لباس علیحدہ کرتے ہیں۔

(۱۶) وہابیہ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت عثمان کھڑے تھے اس وقت حضرت ابو ہریرہؓ نے آپ سے تنگی کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی باوجود چیت کے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت عمرؓ کے سامنے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبول انکم سلفوں بعدی فتنة و اختلافاً ففان له قاتل من الناس نفس بالرسول اللہ ما امرنا به (ای من نبعہ) فیکون لنا العاقبة بقول عنہم بالامیر واصحابہ وهو یشر الی عثمان

یعنی: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے میرے بعد تمہارے درمیان فتنے اور اختلافات ظاہر ہوں گے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اس وقت ہم کسی کی اپیل کریں "مضور چھٹانے فرمایا تم پر ہم کی اور ان سے اصحاب کی امتیازت لازم ہے اور آپ چھٹانے حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۱-۵۶۲)

(۱۷) بخاری شریف میں ہے: ایک سوتلہ پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "سفرہ بالاحیة معها دلاء یصلیہ (ج ۲ ص ۱۰۵۲) دلی رالیہ "علی بن ابی سہیبہ" (ج ۲ ص ۵۲۴) ان کو (حضرت عثمانؓ کو) جنت کی بشارت سے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ ان کو ایک آزمائش میں مبتلا ہو گا۔"

آخر ان کے احادیث سے غلبہ ہوتا ہے کہ انھوں کو پہلے سے علم ہو چکا تھا کہ وہ اجماع اور اہل حق ہیں اور حضرت عثمان خلیفہ بنائے جائیں گے مگر آپ پر اتنا خون اور آزمائش آئیں گی اور اس وقت حضرت عثمانؓ کو اتنی ربا لگے یہ تمام باتیں معلوم ہوتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو انستوی کے ظہور کے وقت بیٹے منصب پر قتل کے ساتھ قہر و شہادت کی وصیت فرماتے ہیں اب ذرا غور و فکر سے کام لیجئے کہ کیا معمولی عقل و فہم والا انسان جس لب میں ایمان کا نور ہے وہ یہ تصور کر سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے شخص کو منصب پر فائز کرنے کی تاکید کی جو اپنے منصب کا فائدہ استعمال کرنے والا ہو، معیار مطلوب کو پورا کرنے والا ہو، اذنا و لسان و قلب و لہجہ انسان کی

معاذتِ مندی اور غیابِ خلقی میں ہے حضرت عثمان کی شانِ عالی میں کتنا ہی کر کے اپنی ماقبت برادرِ خراب نہ کرے آپ کی طرف سے قلوبِ بالآخر صاف ہوں اور آپ کی سوت و بہت ہو رہے قلوب میں سوت آپ سے (معاذ اللہ) بغض و نفرت اور آپ کی شان میں کتنا ہی کے تندگی پر خراب نہ دیکھتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے۔ عیسیٰ جابر و صی اللہ عنہ قال ہی السی صبی اللہ علیہ وسلم بجنارہ و جن ابی صبی فلم یصل علیہ فغیل یا رسول اللہ ما را بنا ترک الثلوث علی احمد فیل هذا قال انہ کان یغض عثمان و بعضہ اللہ۔

حضرت باقرؑ فرماتے ہیں کہ نبیؐ نمازہ و جل اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر کیا گیا کہ نماز پڑھا دیں آپ نے نماز نہ پڑھا لی آپ سے عرض کیا کہ کیا آپ نے کبھی اس طرح نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا یہ عثمان سے بغض رکھتا تھا اس پر ہے (اللہ ان سے بغض رکھتا ہے)۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۶۱۲)

بہر حال احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ آخر تک میں پرچیں کے طور پر آپ کی شہادت و شہادت ہوئی اور یہ ایک اہلِ حق و آراء کی ہوئی مگر مسودہ کی صاحب کی کو کتا نظر لانا احادیث کی طرف سے کتنی اور آپ کی شان میں بے بنیاد بیان کیا کرتے خیال کی ہیں وہ انا حفظ کیجئے۔

(۱) حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) انہی پر اس کا و عظیم کا یاد رکھ گیا تھا۔ ان خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان سے مکمل اللہ پر مشرکوں کو عطا ہوئی تھیں۔ اس لئے جاہلیت کو اسلامی فکر و ماحتمالی کے اندر گھس آنے کا راستہ مل گیا۔ (تجدید و حیات دین ص ۲۳ بحوالہ مسودہ ص ۱۶۵)

(۲) لیکن ان کے (حضرت عمرؓ کے) بعد جب حضرت عثمانؓ جاں فکین ہوئے تو رفتہ رفتہ اس جاہلیت سے بچنے پیدائش ہوئی۔ انہوں نے بچے پر پناہ بنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عظیم عہد کے عطا کئے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایت کہیں جو مسعود پر لوگوں میں ہدفِ انتہا بنی ہو کر رہیں۔ (خلافت و مکتبہ ص ۱۹ بحوالہ مسودہ ص ۱۶۵)

(۳) حضرت عثمانؓ کی پالیسی کا یہ پہلو بہ شہرِ غلط تھا اور غلط کام بہر حال تھا ہے، خواہ کسی نے کیا ہو انکو خواہ تو انہی سازشوں سے متوجہ نہ رہے کی کوشش کرنی نہ عقل و انصاف کا تھا تھا ہے اور نہ وہی کا یہ معاہدہ ہے کہ کسی سوالی کی غلطی تو غلطی نہ مان جائے۔ (خلافت و مکتبہ ص ۱۹ بحوالہ مسودہ ص ۱۶۵)

(۴) اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ وہ چیزیں دیکھیں جو بڑے دور کی اور نظر ناک نہ ہونے کی حامل ثابت ہوئیں۔

ایک یہ کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت معاویہؓ کو مکمل ہوئی طویل مدت تک ایک ہی صوبے کی گورنری پر مقرر کیا رکھا اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں چار سال سے دمشق کی ولایت پر مامور چلے رہے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے اس عہد پر دو مہر لگا دی اور لکھنویہ سے تعلق رکھنے والے ایک کاتب کا پرر علاؤ الدین کی ولایت میں جمع کر کے اپنے چورے زمانہ خلافت (۱۴ سال) میں ان کو ہی صوبے پر مقرر کر رکھا۔ اسی قول (امری چیز جو اس سے زیادہ وقتہ و طویل مدت پر وہ غلطی کے مگر بڑی کی اہم پوزیشن پر مقرر ہوئے ان کے ماموریت تھی۔ (خلافت و مکتبہ ص ۱۹ بحوالہ مسودہ ص ۱۶۵)

(۵) مجھے یہ تسلیم کرنے میں ذرا دیر ناظر نہیں ہے کہ انہوں نے (حضرت عثمانؓ) یہ غلطی کی تھی نہ تھا اپنے وقت پر جب تک بکھتے ہوئے نہیں کی تھی جس میں اسے محض غلطی سمجھتا ہوں اس کو اجتناب کی غلطی یا انہی میں مجھے



نہ کہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے۔ وہ نے ثابت۔ اللہ عظیم ہندو اہل اندھاریوں کے ذریعہ انہوں نے کہا۔  
 ۱۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۵)

اور ایک حدیث میں ہے: نبی کریم ﷺ ان دو عالمی اور خیر

اللہم علم معاویۃ الکتاب و الحساب و فہ العذاب

۱۔ اللہ تعالیٰ اسے حساب کتاب سمجھا دے اور اس کو عذاب سے بچا دے۔ (الشیخ ابی حمزہ: اصباح ج ۲ ص ۳۸)

نہ کہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے۔ وہ نے ثابت۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۵)

شہید صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

اللہم علمہ الکتاب و الحساب و فہ العذاب

اللہ تعالیٰ اسے حساب کتاب سمجھا دے اور اس کو عذاب سے بچا دے۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۵)

۱۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۵)

نبی کریم ﷺ نے آپ کی امت و ملائمت کی اپنی اہمیت میں بی بی بیٹن کو اولیٰ قرار دی تھی اور اس کے لئے دعا بھی فرمائی تھی: اے اللہ تعالیٰ جو وہ بڑے علم سے نواز ہے۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ نے پانی سے وضو فرمایا۔ اور وضو کرنے کے بعد میری طرف دیکھا اور فرمایا۔

اے عیسیٰ! اے عمارت پر امارت کی جائے (اور تمہیں امیر بنایا جائے) اور تم اللہ سے ڈرتے رہنا اور

انسانوں کو رخصت کرنا۔ (اصحیح ج ۳ ص ۳۳)

حق و راست سے مصافحہ کیا۔ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ ان سے

حق و راست فرماتے تھے۔

نہ کہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے۔ وہ نے ثابت۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۵)

میرا بعد آپ کے ہے۔

۱۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۵)

۱۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۵)

اللہم اعلمہ الکتاب

۱۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۵)

۱۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۵)

۱۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۵)

۱۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۵)

۱۔ (ترمذی شریف ج ۱ ص ۲۵)

حضرت عمر فاروقؓ کے بعد حضرت عثمانؓ کا دور آیا، وہ بھی آپؐ پر مکمل ایمان کرتے تھے اور اہم معاملات میں آپؐ سے مشورہ لیتے اور اس پر عمل کیا کرتے تھے، انہوں نے بھی آپؐ کو شام کی گورنری کے عہدہ پر مقرر کیا رکھا بلکہ آپؐ کی حسن انتظام اور تدبیر کی وجہ سے آپؐ پاس کے دوسرے علاقے، اردن، جیس، اقصیٰ، اور غلطن کے علاقائی بھی آپؐ کے ماتحت گورنری میں رہ گئے۔

حضرت عثمانؓ کے عہد میں آپؐ نے بہت سی فتوحات کیں۔ آپؐ کے غزوات کی فہرستیں گوئی مسان نبوت (۱۱۱) سے پہلے ہی مل چکی تھیں۔ حدیث پاک میں ہے۔ حضرت امیرِ حرمؓ مائی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اول حبش یغزون البحر قدہ او جیوا" میری امت میں پہلا لشکر جو بحرِ عرب کی جنگ کرے گا انہوں نے اپنے لئے بہت واجب کر لی۔ (بخاری ص ۳۱۰ ما قبل فی قبل الروم کتاب الجہاد)

دوسری روایت میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ امیرِ حرم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور سرگئے۔ جب اٹھے تو سکرانے امیرِ حرمؓ نے اپنے اور سکرانے کی وجہ دریافت کی۔ آپؐ نے فرمایا۔ "ناس من اعدائ یہرکون البحر الا خضر فی سبیل اللہ مثل الملوک علی الاسرة لفلان یارسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منہم قال اللہم اجعلہا منہم۔ الخ۔"

یعنی۔ میری امت کے کچھ لوگ سرندو میں فی سبیل اللہ جہازوں پر سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھ رہے ہوں۔ حضرت امیرِ حرمؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ جا فرمائیں مجھے بھی فدا ان میں کروئے آپؐ نے دعا فرمائی اے اللہ ان کو ان میں کر دے الخ۔ (بخاری شریف ص ۳۰۲ کتاب غزوۃ المراء فی البحر کتاب الجہاد)

یہ غزوہ جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی حضرت معاویہؓ کی قیادت میں ہوا۔ چنانچہ امام طبریؒ لکھتے ہیں کہ حضرت امیرِ معاویہؓ نے ۶۳۷ھ میں قرص پر پہلا بحرِ حبش کیا اور قرص آپؐ نے فتح کر لیا اور اس غزوہ میں آپؐ نے ساتھ حضرت عباد بن الصامتؓ کی زبردست کھڑد حضرت امیرِ حرم رضی اللہ عنہا (جن کے لئے حضور اکرم ﷺ نے شرکت کی۔ دعا فرمائی تھی) حضرت عتقاد، حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے کبار صحابہ بھی شریک تھے۔ (طبری ج ۳ ص ۳۱۵)

قرص کہ آپؐ نے جہاں جہاں فتوحات کیں اور ایک دو وقت آیا کہ حضرت علیؓ کو کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؓ نے آپؐ سے صلح فرمائی اور آپؐ کو اس وقت کی وسیع مملکت کا خلیفہ تسلیم کر لیا اس طرح پوری امت آپؐ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئی۔ اور امام حسنؓ ۲۰-۱۹ سال آپؐ کی خلافت میں رہے اور آپؐ نے ان کی طرف سے سلامت و خیر قبول فرمایا۔ سید الشاہ ابوالحسنؒ امام حسنؓ و امام حسینؓ رضی اللہ عنہما کا آپؐ کی خلافت کو قبول کرنا اور آپؐ کی خلافت میں رہنا حضرت معاویہؓ کی خلافت حق ہونے کے بعد درست شہادت ہے۔

خوفِ خدا:

ترجمہ شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ تمہیں فیضِ قیامت کے دن عیش ہوں گے۔ عالمِ قرآن، دولتِ مہدیہ اللہ کی دلوں میں مقبول آفرکاران کی دیا کی وجہ سے انہیں جہنم میں بھیجا جائے گا کہ ان کی یہ کام

اللہ نے لئے تھے بلکہ نیا ہی ثابت کئے گئے تھے۔ آپ کے سامنے یہ حدیث بیان کی تو آپ سر قہر و  
تغاروت کر مایہ وائلے کچھ کر رہے تھے۔ پھر وہی اس آریۃ بت پرستی۔ من کل یرید لحوقہ اللہ  
رستہا نواف اللہم اعصاہم فیہا وہم فیہ لا محسوس۔ اولئک اللعین لیس لہم فی الاخرة الا النار  
و جہنم ما صنعوا فیہا و باطل ما کانوا یعملون

سراوٹی وزیر:

آپ پر ہی نیا نے اسلام کے امیر نہ نہیں تھے اس وقت حضرت فاروق اعظم کی طرح آپ کے  
پڑوس میں رہتے تھے اور آپ اس طرح امتحان کے بازاروں میں گھومتے تھے، اسی بن میرہ فرماتے ہیں  
میں نے حضرت معاویہؓ کو دمشق کے بازار میں دیکھا آپ کے کریان پر بیٹھ گئے اوئے تھے۔ (المیہ ص ۸۳)  
۸۳۳ھ میں نے حضرت معاویہؓ کو دیکھتے وقت دیکھ کر آپ کے کپڑوں میں پلندہ لگے ہوئے  
تھے۔ (نہدین ص ۱۳۳)

عدل و انصاف:

حضرت سعد بن وقاصؓ میں اس قول نصیب میں ہے کہ میں کو نیاں میرا اس وقت سے جس کی بات  
میں لگتی تھی۔ وہ فرماتے ہیں۔ معاویہؓ احد اعد عثمان الفضل بحق من صاحب هذا الداء۔ یعنی میری نگاہوں  
نے حضرت عثمانؓ کے بعد اس زمانے کے (یعنی حضرت معاویہؓ سے پہلے) سے یہ حق سے فیصلہ کرنے والا نہیں رہا۔ (معاویہؓ)  
انارش کے سامنے حضرت عمر بن عبدالمعزیؓ کے عدل و انصاف کا ذکر کیا گیا تو فرمایا۔ کیف لو  
اندو کسم معاویہؓ قالوا فی حسمہ مل فی عدلہ یعنی حضرت معاویہؓ کو تمہاریا لیتے تو ان کو دیکھتے لوگوں نے کہا ان کی  
بردباری؟ فرمایا نہیں بلکہ ان کے عدل و انصاف کو دیکھتے۔ (مشہد ص ۳۳ ص ۱۸۵)

حضرت قیس بن جابرؓ کا قول ہے۔ ہا و لیت احدا اعظم جلعاً ولا کثر مہ و لا بعدا ناء  
ولا نرس منہ ج و لا ارحب ما عا عالمہ عرف من معاویہ

یعنی۔ میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو (حضرت معاویہؓ سے) بڑا کریم و بڑا۔ ان سے بڑا جلد و بڑا  
ناتق اس سے زیادہ نیک۔ ان سے زیادہ نرم دل اور تنگی کے معاملہ میں ان سے زیادہ کار و دست۔ (ابو البیہ ص ۸۸)  
۳۵ تاریخ الخلفاء ص ۱۹۹ و مطبوعہ لاری)

حضرت عبد اللہ بن مبارکؓ نے پوچھا کیا۔ ایسا افضل معاویہؓ او عمر بن عبد العزیزؓ فقال واللہ  
لعمار الذی دخل نفوس مع رسول اللہ علیہ وسلم حیر من مائدہ واحد مثل عمر بن  
عبد العزیز۔

یعنی حضرت معاویہؓ اور حضرت عمر بن عبد العزیزؓ میں کون افضل ہیں؟ آپ نے جواب دیا عمر بن عبد العزیزؓ  
جو حضور اکرمؐ کی معیت میں حضرت معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ سے  
بڑا بہ افضل ہے۔ (فتاویٰ حدیث ص ۳۶)



ایک شخص نے معافی بن کر من سے کہا کہ (عدل و انصاف میں) عمر بن عبد العزیز کو حضرت معاویہ سے بڑی نسبت ہے، تا تو ان کو غصہ کیا اور کہا کہ ان کی بڑی جتنی پرکھنی اور مرقا یا سائیں کیا یا سکا اور حضرت معاویہ آپ سے صحابی ہیں اور صبر (سائے) بھی ہیں اور وہ سب بھی ہیں اور وہی اچھی پر آپ کے میں بھی ہیں۔ (تیسرا اریاض) ۵۱

علامہ شهاب الدین غزالی فرماتے ہیں۔

ومن يسكون بطعن في معاوية

قد ذك كلب من كلاب المداوية

جو شخص حضرت معاویہ پر طعن کرتا وہ (جہنم) کے کتوں میں کا ایک کتا ہے۔ (تیسرا اریاض)

ابراہیم بن سعد جو برقی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو امامہ سے دریافت کیا کہ حضرت معاویہ اور عمر بن عبد العزیز ان دونوں میں کون افضل ہے؟ تو انہوں نے فرمایا۔ لا سعد ولا معاوية صاحب محمد صلی اللہ علیہ وسلم احداً۔ ابراہیم صاحب رحمہ اللہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے، انفس، ہونا تو کہ؟ (اور وہ اللہ یہ شرع العقیدہ کا واسطہ ہے) ۵۲

تیسرا مقام مقام ۲۹

تیسرا مقام مقام ۲۹

(الجواب) حدیث میں ہے۔ لا نسبوا اصحابی فلو ان احدکم نفع مثل احد فہما ما بلغ من احدہم ولا یصلحہ منق علیہ اور حدیث میں ہے اکرموا اصحابی فانہم حبارکم، واء النبی و حدیث میں ہے۔ لا نفس السار مسلماً و انی او راہی من و انی۔ و روا و ترمذی اور حضرت ابو یوسف اور حسن احبہم لہبھی احبہم ومن ابغضہم فیغضی ابغضہم رواہ الترمذی اور حضرت ابو یوسف اور حضرت معاویہ۔ یقیناً صحابی ہیں اس لئے احادیث مذکورہ ان کو شامل ہوں گی پس ان کا احترام اور محبت واجب ہوگی اور ان کو برا کہنے اور ان سے بغض و نفرت، کھانا پینہ حرام ہو گا، ان سے جو کچھ منقول ہے بعد التیاریت نقل ان اعمال پر ان کے حسنات بلکہ خواہ ایک وصف صحابیت غالب ہے جیسا کہ ارشاد نبوی صلوٰ علیہ وسلم ان احدکم الحج الیہ و الیہ ہے اور اسی بناء پر تمس انبار داغ فرمایا ہے۔ جو سادہ اور فطر و بلا اختیاروں پر بنا پیرا اور وہ غلٹ اور بڑا عقیدہ اور آفاق اختیار سے اس کی اسلامت واجب ہے اور جو شخص اختیار بدل لیا یا بڑبالی یا نفس و نفرت رکھے گا۔ احوال و معاویہ یہ یہ مخالف و درمیان و احوال مت و کلمہ عت ہے جیسا کہ کتب و اشاعت سے ظاہر ہے ان لئے اس کی امامت بھی گمراہ ہے۔ اور اذکار و بلا ضرورت منفر دہی شرح العقائد المسفیہ و ما وقع بیہم من السنن و علان و المساجد و فہم محاسن و ناریات فہم و لطن بیہم ن کان مایا مخالف الادلہ القطعیہ فکفر کفہ فکانہ رعی اللہ علیہا و الا فیدعہ و لقی۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۳۱، ۳۲ حصہ دوم)

یہ ہیں ملاحق کے بیانات حضرت معاویہ کے متعلق نہیں موردی صاحب نے بالکل بے بنیاد باتیں ان کی طرف





کہا کہ تاجہ کدو دہانت اذکہ ولیم ہے۔ ہمیں بھی ان کی اذکات اور صفات سے انکار نہیں مگر ذکی اور ولیم دیا  
 بلا حق ہوئے کی دلیل نہیں ہے حدیث میں ہے۔ بفصال للرجل ما اعفنه وما اظفره وما احلده وما املی قلبه  
 مقال حذ من الایمان۔ (بخاری شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۳ کتاب الفتن الفصل الاول)

یعنی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کی کوئی باتوں سے لوگ یہیں تک متاثر ہوتے ہیں کہ مدت سے کہتے  
 ہیں لقاؤں و مثل مند ہے کیسا جن اور جس شخص سے جس قدر دلیر ہے اور حالت یہ ہوتی ہے کہ اس کے قریب میں کوئی  
 نہ کہے نہ کہ برابر بھی اور نہیں ہوتا۔

یہ بھی لیا جاتا ہے کہ کن کا وہ بہت وسیع تھا اور ان کی دینی معلومات بہت وسیع تھیں ہم کو تسلیم ہے کہ ان کا  
 مطالعہ وسیع تھا۔ لیکن اگر ان کا علم صحیح ہوتا تو مناف صالحین اور اہل سنت والجماعت کے خلاف نہ کرتے اور شریعت کی  
 حمایت نہ فرماتے۔ کتب فقہ و علوم شریعت کی تعلیم نہ کرتے بلکہ برعکس مفسدین اور اہل بدعت کے خلاف نہ کرتے  
 نہ فرماتے۔ حنفیوں کی خدمت پر جبر نہ کرتے اور اہل نبی برائیوں نہ کرتے اور اس حدیث کا اصداف نہ بنے۔ امت  
 کے پچھلے لوگ پہلے لوگوں پر بلا لگے جنہیں اور ان پر لوٹ و ملامت کرنے لگیں۔ منہ حقیقت میں یہ علم نہیں چھل ہے  
 حدیث میں ہے۔ ان من العلم لعلہ لا یحییٰ فیہ علم چھل ہوتا ہے۔

شیخ سعدی ص ۱۲۵ فرماتے ہیں۔

ہمیکہ روئینک سماہ چہاں است۔ جو علم راہ حق نہ دکھلائے وہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے۔

کہا کہ تاجہ کہ موردی سے آپ کی تحریروں سے لوگوں کو خصوصاً فی سلسل کے ان نوجوانوں کو جو جدید تعلیم یافتہ  
 ہیں ان کو بہت سی فائدہ ہوا ہے۔ اور اس طرح انہوں نے اسلام کی بہت خدمت کی ہے۔ ہمیں بھی اس سے انکار نہیں  
 کہ خداوندی ہے نہ انہوں نے انہیں تعلیم اصول و اسلام کی جو تحریروں میں ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر جو  
 تعجیریں کی ہیں اس نے تمام خدمات کو بہا یا مشکوراً نہ دیا۔

چوں خدا خواہ کہ برادہ کس

ملیش اندر معویہ پناہاں

میں تھ ساتھ حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان مبارک کو بھی پیش نظر رکھئے۔ فرماتے ہیں۔ ان اللہ یؤید هذا

البدین بالرجل الفاجور۔ یعنی اس دین حق کی تائید اللہ تعالیٰ قاسم اور نہ جیسے بھی کر لیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص  
 ۵۳۳ باب فی الحجرات)

اور ہمیں یہ بھی تسلیم ہے کہ ان کی تحریروں سے جدید تعلیم یافتہ و فائدہ ہوا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ان  
 کے قلوب میں انہیں اصول و اسلام اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور اسلام و عقائد کی برکھت ہوئی چاہئے  
 ہو باقی نہیں رہی اور ان حضرات سے نہ وہ دینی صاحب کے لڑیج کے عداوت میں نہادنی ایک درخواست ہے کہ تھائی  
 میں چھوڑ کر دیں۔ (آپنا جماعت اعلائی میں داخل ہونے سے پہلے بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین  
 انھیں حضرت عثمان اور حضرت معاویہ سے متعلق آپ کو یہ بدگئی تھی جواب ہے؟

(۲) امت کے ہارے میں نہ بدگمانی آپ کو اب ہے کیا وہ جماعت کے ہم خیال ہونے سے پہلے بھی







ترجمہ :- اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ امر حق ظاہر ہو چکا تھا۔ اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ ہو گیا تو ہم اس کو جو جہاد کرتا ہے نہ مانیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ برقی چمک رہا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :- معلوم شد کہ ہر کہ خلاف راہ مسلمان اختیار نمود مستحق دوزخ شد و مؤمنان در وقت نزع این ثابت نمودند کہ صحابہ۔ (تحفۃ شاہ فشریہ ص ۶۰۰)  
یعنی معلوم ہوا کہ جس نے دشمن کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ مستحق دوزخ نہ ہوا۔ اس آیت کے نزول کے وقت مؤمنین صحابہ ہی تھے۔

اس سے واضح ہوا کہ یہی یہ طریقہ حق اور ہدایت کا طریقہ ہے اور وہ تبارے لئے نمونہ ہے۔ لہذا اگر اس کے طریقہ کے خلاف چپے گا۔ وہ گمراہ ہو جائے گا۔

قرآن میں دوسری آیت ہے۔ **هو الذي يصلي عليكم ويعلئكم وعلائكم وعلائكم** یعنی جو تم پر نماز پڑھتا ہے اور تم پر برکت دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔ وہ اور اس کے فرشتے نیز ہر امت بھیجتے رہتے ہیں تاکہ حق تعالیٰ تم کو تارکیوں سے نجات دے اور اس آیت کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :- **مخاطب یابن بیت صحابہ اندہ** کہ تالیق ایشان شد نیز از ظلمات بردہ۔ (تحفۃ شاہ فشریہ)

یعنی اس آیت کے تحت طہین سے ہے (کہ اللہ نے ان کو ظلمات سے نکالا) اور جو ان کو تارک ہو اور وہ بھی اندھیروں سے نکلا کیونکہ ظاہر ہے کہ بولند چرتی۔ اس میں مشعل ہے کہ اگر ظلمتوں میں سے ہمراہ ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے لئے خلاصی پاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ جو صحابہ کے طریقہ پر چلے گا وہ یاب ہوا اور جو نہ رہن کے طریقہ سے نہ کہ گمراہ نہ چلائے گا۔  
ایک جگہ صحابہ نے بارے میں قرآن میں فرمایا۔ **اولئک ہم المصلحون** اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔  
حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں :- **اولئک ہم المصلحون** مصلح کا یہ ہے کہ کامیاب کا تارک بھی کامیاب ہی ہے۔ (تحفۃ شاہ فشریہ ص ۶۰۱) اور ایک جگہ فرمایا **اولئک ہم المصلحون** یعنی لوگ۔ اور اس سے یہ ہیں۔  
حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں :- **تاریخ اندہ** وہ مصلح کا تارک بھی ہے۔ (تحفۃ شاہ فشریہ ص ۶۰۱) ان مقدس ترین حضرات کے بارے میں قرآن میں کہی گئی جگہ فرمائی **مصلحون** (مصلحین سے راضی ہو گیا) وہ اللہ سے راضی ہو گئے) آیا ہے۔ علامہ ابن عبد البر مقدمہ استیعاب میں فرماتے ہیں **مصلحون** راضی اللہ علیہم بمصلح علیہ اللہ اللہ اللہ (ان مقام صحابہ میں اللہ نے جس سے راضی ہو گیا پھر جس سے بھی راضی نہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کو انکی ہرچیز کا علم ہے وہ ہر شے اس شخص سے ہوتے ہیں جو آئندہ زمانہ میں بھی راضی ہو جائے گی کی خوف کام کرنے والا نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گیا۔ ان کی صفات یہ ہیں کہ اس کا نہ تارک اور انہما کی حالت صاف ہے جو اس سے راضی ہو جائے گی۔ ان کے خلاف کوئی کام آئندہ بھی نہ ہوگا۔ پھر ایسے مقدس حضرات صحابہ ہمارے لئے کیونکر مصلحین نہ ہوں گے۔

قرآن میں ایک اور جگہ ہے۔ **یرج لا یغزی اللہ انبیاء و الصلین** عوامہ نور ہم یعنی بین



ایسٹیم و بلیمہ تھم۔ دلالت کی کند کہ ایشان را از قدرت حق مذاب نواہ شد و بعد از فوت و تخریب اورایشان ضبط و زائل نہ  
نواہ شد و انورہ ضبط شد و زوال نہ یافتہ و نہ قیامت چہ قسم ہذا ایشان کی آیا۔

ترجمہ۔ جویم لا بخسوی۔ وہ دن کہ سرائیں گئے نہ بد کی کو اور ان کی ساتھی موشین و ان کا نور روز  
بھر کے گاؤں کے سامنے اور ان کے اہم ہاں۔ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ قدرت میں ان کو کوئی عذاب نہیں  
ہوگا اور یہ کہ تخریب کی وفات کے بعد بھی ان کا نور زائل نہ ہوگا ورنہ زائل شدہ اور مٹا ہوا نور قیامت کے روز ان کے لیے کیا کام  
آتا۔ (تفہیم شاہ شریعہ ص ۵۳۰)

حضور اکرم ﷺ میں نہ ختم نہیں و عیادت بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "میری امت پر وہ  
سب کچھ آئے گا جو نبی اسراہیل پر آچکا ہے۔ نبی اسرائیل کے ہاتھ (۲۷) فرماتے ہو گئے تھے میری امت کے ہاتھ  
(۲۸) فرماتے ہو جائیں گے وہ سب روز قیامت کے ہاتھ صرف ایک ملت (فروق) نامی ہوگی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا  
وہ امت کون کی ہے؟ ارشاد ہو۔ "اسما عیسیٰ و اصحابی" یہ وہ ملت ہے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔  
[مشکوٰۃ شریف ص ۲۰]

اس حدیث پاک میں حضور اکرم ﷺ نے مائے علیہ و اصحابی فرمایا۔ صائب و انا علیہ نہیں فرمایا۔ کیونکہ یہ صحابہ  
نہ ان و نہ علیہ علیہم کو معیار حق قرار دینا نہیں ہے۔ نیز ارشاد فرمایا علیہم کہ سننی و منہ الحفہ و الرشدین  
لحمہم و عضو علیہم بالکون حد اپنے اوپر میرے عیادت کو اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقہ کو  
باز کر لو اور اتوں سے مضبوط ہو لو۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰)

اس حدیث میں خلفائے راشدین کے طریقہ کو "سنن" کہنا اس کی دلیل ہے۔ جس طرح حضور اکرم ﷺ کی  
سنن محبت ہے اسی طرح خلفائے راشدین کی سنن بھی محبت ہے۔ علامہ ترمذی اس حدیث کے شرٹ کرتے ہوئے  
فرماتے ہیں و اما مذکور سہم فی مقابلفنسنہ لام علم انہم لا یخضعون لہما مستخر جو نہ  
و یستبطوسہ من سنہ بالا اجتہاد ولا تعرف ان بعض سنہ لا یستخیر لافہی زماہم قاضاف الیہم  
لیان ان من ذہب الی و ذہمک السنہ معطوی فاطلق القول بالتباع سہم سدا للباب (الفتوحات  
لوجہ ص ۱۹۸)

یعنی حضور اکرم ﷺ نے اپنے طریقہ کو سنن فرمایا اور ساتھ ساتھ خلفائے راشدین کے طریقہ کو بھی سنن  
سے تعبیر فرمایا یہ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ جانتے تھے کہ میرے خلفائے راشدین کی سنن کو سامنے رکھ کر جو کچھ اجتہاد کریں گے  
اس میں کھانچیں کریں گے۔ یا پھر اس لئے ان کے طریقہ کو سنن فرمایا کہ حضور ﷺ کی بعض منتخبت خلفائے راشدین  
کے ذہن میں مشہور ہونے والی ہیں پہلے ہی سے حضور اکرم ﷺ نے تعبیر فرمادی اور سہم ب کر دیا کہ کوئی اس پر اعتراض  
نہ کر سکے اور تدبیر نہ کر سکے۔ (الفتوحات لوجہ ص ۱۹۸)

اس سے واضح طور پر یہ بت ہو گئی کہ خدا نے راشدین کا طریقہ یقیناً تمام لئے محبت اور معیار ہے۔ اس  
کے ساتھ علیٰ مودودی نے جو لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ حتیٰ کہ خلفائے راشدین کے فیصلے بھی اسلام میں قانون نہیں قرار  
پائے جو انہوں نے قاضی کی حیثیت سے کئے تھے۔ (ترجمان القرآن جلد ۱۵ دعوایہ مودودی مذہب ص ۶۶)

مختلفے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہیں کے متعلق ان کے یہ خیالات ہیں کہ ان کے فیصلے  
 "افہی قانون اور معیار حق نہیں قرار پائے۔ اور اپنی جماعت کے متعلق ارشاد دے ہے جو کہ وہ فرقہ کی ان خصوصیات سے  
 مرتب کئے ہوئے اس دستور جماعت اسلاف کے اندر ہیں۔ انہیں ہمومت مسئلہ کے اندر شمار کرتے ہیں اور جن لوگوں  
 نے ان حدود کو پیمانہ نہ کیا ہے۔ انہیں "ازست کے باہر سمجھتے پر مجبور ہیں۔" (ترجمان القرآن ص ۷۷-۷۸)  
 کیا یہ اپنی جماعت کو معیار حق بنانے کا ادعا نہیں ہے؟ صحابہ تو معیار حق نہ بن سکیں۔ لیکن یہ اور ان کی جماعت  
 معیار حق بنتے۔

### معادۃ اہلہم معادۃ اہلہ

نیز حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہوتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ افسدوا باللعن من بعدی  
 یعنی "خبر و عمر۔ یعنی میرے بعد ہر عمر و عمر رضی اللہ عنہم کی اقدار کرتے۔" (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۰)  
 حضور ﷺ تو اقدار کرنے کی وسعت فرمائیں اور یہ جماعت اسے اپنی خلافی مانتی ہے۔

نیز ارشاد فرمایا۔ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم يقول سأنت دبی۔ حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہوئے سنا کہ  
 میں نے اپنے بعد اپنے اصحاب کے انکار کی ذمت حق تعالیٰ سے سواں کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری جانب وحی فرمائی۔  
 ان اصحابک بمنزلہ النجوم فی السماء بعضہا القوی من بعض ولكنک توذ فمن اخذ بشئ مما هو  
 علیہ من اختلافہم فهو عدی علی حدی۔ یعنی میرے نزدیک آپ کے اصحاب کا درجہ آسمان کی ستاروں کی  
 طرح ہے کہ بعض ستارے بعض سے قوی ہیں لیکن ہر ستارہ کے لئے نور ہے۔ جس کوئی صحابہ کے اختلافات سے  
 کسی ایک بہ تب کو اختیار کرے گا۔ وہ میرے نزدیک بدایت پر ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب  
 حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اصحابی کالنجوم لہابہم اقتدیتہم اھتدیتہم یعنی میرے اصحاب ستاروں کی  
 مانند ہیں ان میں سے جن کی اقدار ہو گئے وہ امت کی راہرو گئے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۳)

اس حدیث میں اللہ جل شانہ کی وحی کے الفاظ "فھو عندی علی حدی" اور حضور اکرم ﷺ کے یہ  
 الفاظ "اصحابی کالنجوم لہابہم اقتدیتہم اھتدیتہم" کیا معنی ہے؟ معنی یہ ہوتے ہیں کہ واضح اور جہت دلیل نہیں ہے؟  
 نیز حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ان لھن نظر الی قلوب العباد۔ المع لھن تعالیٰ نے اپنے بندوں  
 کے دلوں پر نظر فرمایا تو قلوب محمد ﷺ کو ان سب قلوب میں بہتر پایا میں کو اپنی جماعت کے لئے مستقر کر دیا۔ ہر دوسرے  
 قلوب پر نظر فرمایا تو اصحاب محمد ﷺ کے قلوب کو دوسرے سب بندوں کے قلوب سے بہتر پایا ان کو اپنے نبی سے محبت کے  
 لئے منتخب کر دیا۔ جس ان کو اپنے دین کا وہ دانا اور اپنے نبی (ﷺ) کا وہ بے لیا۔ جس کا کہو یہ مسلمان (صحابہ) اچھا  
 سمجھیں اور عند اللہ بھی اچھا ہے اور جس کو یہ برکتیں اور عند اللہ بھی ہے۔ (موسوٰط امام محمد ص ۱۱۲) انہی یہ دانشمندیوں  
 (جلد ۲۲۸)

نیز ارشاد فرمایا ما من احد من اصحابی یموت یارضی الا یبعث قائلاً لو نوراً انھم یوم الخیرۃ  
 میرے صحابہ میں سے کوئی صحابی جس مرتزقین پر وفات پائے گا۔ قیامت کے روز وہ اس مرتزقین والوں کے لئے قائد



یعنی اگر میں کسی کو بغیر مشورہ کے سامنے جانا تو میں امید کو بھلا جاؤں گا۔ (سنگھو شریف ص ۲۸۵)

نیز حضرت نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے سید پر کھلی ۱۱ طلاق فرمایا کہ میں مسود امت کے لئے جو پستہ کریں میں بھی اسے پسند کرتا ہوں۔ اور میں مسودہ تم کو جو دیتے کریں اسے بھی وہی سے پڑاؤں۔ جو اس مسودہ کے لئے مسودہ صحابہ کے متعلق یہاں مذکور ہے۔ دل کی گہری غول سے سے ملاحظہ فرمائیے۔ فرماتے ہیں: میں کساں مستسا قنبسین بمع قد مات فان ابھی لا فو من علیہ الفتنہ اولئک اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کائنوا افضل هذه الامۃ ابواھا قلوبا با وسمفھا عسما و فطیبا نکلفا اختار ہم اللہ لصحبۃ نبیہ ولا لامة دینہ فاعزوا الہم فضلہم و تعزوا علی انار ہم وتبسکوا ایما استطعتم من احلامہم و سیر ہم کافوا علی الہدی السطیم (سنگھو شریف ص ۳۲)

ترجمہ: جو شخص کسی کی قدر کرنا چاہتا ہے اس کو پی بنے کر، صحاب رسول اللہ ﷺ کی اقتدار کرے کیونکہ یہ حضرات ماری امت میں سب سے زیادہ اپنے ملک کے اعتبار سے پاک اور طہر کے اعتبار سے گہرے اور تکلف کرنے میں بہت کرم۔ یہ قوم بتا کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی محبت اور دین کی قیامت کے لئے پسند فرما دی ہے تو تم ان کی قدر کرنا چاہو اور ان کے ساتھ چلاؤ۔ کیونکہ ان کی ملک میں مسخیم پر ہے۔  
نور سے ملاحظہ کیجئے: حضرت ابن مسعودؓ کس وجہ سے صحابہ کرامؓ کی جماعت کو قتل اچھا فرما رہے ہیں لیکن یہ وہی صاحبِ درازان کے ہم نوا ہیں اسے دینی شادی و ریت برقی کہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی اہل فہم فرماتے ہیں ہمارا بیت قوم کائنوا عیو امں اصحاب و رسول افضلہم علیہم وسمم میں نے کوئی قوم نہیں دیکھی جو اصحاب رسول اللہ ﷺ سے بہتر ہو۔ (الفصل مع کشف میں ۲)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو پیشوا قدرتا بھی ہیں انہوں نے اپنے ایک مکتوب میں صحابہ کے مقام کی وضاحت فرمائی ہے یہ طویل مکتوب حدیث کی مشہور کتاب برواد میں سند کے ساتھ لکھا گیا اس کے ضروری جملے یہ ہیں۔ فادھن لاسک مارضی بہ الضوم لا نصہم۔ فانہم علی علم و فقا۔ الی قولہ فان الہدی ما انعم علیہ لعد سب سواہم۔ یعنی انہیں چاہئے کہ اپنے لئے وہی طریقہ اختیار کر جو جس کو قرآن نے (یعنی صحابہ کرامؓ نے) اپنے لئے نہ کر لیا تھا اس لئے کہ وہ جس حد پر ظہر کے ہم کے ساتھ ظہر سے ادا نہیں کرتے ہیں نیز سے کوئی اور ایک درمیں ظہر کی ناپزدہ کار و بار شہرہ ہی حضرات دینی حکمتوں و ملی باکیوں کے کم لئے پرکار تھے اور جس کام میں وہ تھے اس میں سب سے زیادہ فہمیت نے تحقیق وہی تھے جس کی جہات اس طریق میں مان لی جاتے جس پر تم یہ بتاؤ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم فضائل میں ان سے سبقت لے گئے۔ (جو بالکل غلط خیال ہے) (ابوداؤد شریف ص ۲۸۵ جلد ۲)

نور کیجئے: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو ان کے طریقہ سے بچنے کے لئے یاد نہیں ہیں۔ ان کو اپنا عقیدہ اور حق و باطل کا معیار سمجھ رہے ہیں مگر سواری جماعت اس کی منکر ہے۔ آپؐ تیز ارادہ فرماتے ہیں۔

سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وولاء الامر من بعدہ سنا الا خذ بھا نصلیق لکننا اللہ

واستكمال لطاعة الطهارة على دين الله من عمل بها مهندي ومن استصبر بها منصور ومن حافظها  
اتبه غير سبيل المؤمنين وولاء ما نولى وصلاه جهنم وساءت مصيرا۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے کچھ طریقے مقرر فرمائے ہیں اور آپ کے بعد حضور ﷺ کے چائین اولاد اور  
حضرات نے بھی کچھ طریقے مقرر فرمائے ہیں کہ ان کا اختیار کرنا کتاب اللہ کی تصدیق سے اور اللہ کی اطاعت کو مکمل کرنا  
ہے اور خدا کے دین کی مدد کرنا ہے جو اس پر عمل کرے گا وہ یاب ہوگا اور جو اس سے نفرت حاصل کرے گا وہ دیکھا جائے گا  
اور جو ان کی مخالفت کرے گا اور ان کے طریقوں کے خلاف کرے گا وہ اہل ایمان کے راستہ کے خلاف چلے گا اللہ تعالیٰ  
اس کو اس طرف موڑ دے گا جس طرف اس نے رخ کیا ہے۔ پھر اس کو جہنم میں داخل کرے گا اور جہنم بہت بڑی جگہ  
ہے۔ (جامع بیان العلم فضائل ص ۱۸۷)

حضرت امام حسن بصری تابعی فرماتے ہیں:-

”یہ جماعت (مکملہ کرام) پاریست میں سب سے زیادہ نیک دل سب سے زیادہ مکررے علم کی  
مالک اور سب سے زیادہ بے تکلف جماعت تھی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کی رفاقت کے لئے اسے پسند کیا وہ  
آپ کے اخلاق اور آپ کے طریقوں سے مشابہت پیدا کرنے کی سعی میں لگی رہا کرتی تھی۔ اس کو حسن تھی تو اسی  
کی تلاش تھی تو اسی کی۔ اس تعب کے پروردگار کی قسم وہ جماعت مراطہ مستقیم پر گامزن تھی۔ (المواہفات ج ۳ ص  
۷۸ بحوالہ ترجمان السنہ ص ۴۹)

جو جماعت ان قدسی صفات کی حامل ہو وہ ہمارے لئے معیار نہ ہوگی تو اور کون سی جماعت ہوگی؟

حضرت امام محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: حضرت عمرؓ اور حضرت  
عثمانؓ غنیؓ اس کو کمرہ دیکھتے تھے۔ اگر یہ علم تھا تو وہ مجھ سے زیادہ (قرآن و حدیث کے لحاظ سے) اور اگر ان کی ذاتی رائے  
تھی تو ان کی رائے میری رائے سے افضل ہے۔ (جامع بیان العلم ص ۳۳ ج ۲)  
حضرت امام دارقطنی فرماتے ہیں:-

یا بقیہ العلم ما جاء عن اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما لم یجئ عن اصحاب  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلیس بعلم، اے بقیہ! اس علم تو یہی ہے جو آپ کے صحابہ سے منقول ہو اور جو ان  
سے منقول نہیں وہ علم ہی نہیں۔ (جامع بیان العلم ص ۳۹ ج ۲)

حضرت حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:- ما حدثک عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم فخذ به وما قالوا اقلہ براہیم ذیل علیہ۔ ترجمہ: جو بات تمہارے سامنے آئے آپ ﷺ کے صحابہ سے نقل کی  
جائیں۔ انہیں اختیار کرلو۔ اور جو باتیں مجھ سے کہیں میرے نقل کے ساتھ چھوڑ دو۔ (جامع بیان العلم ص ۳۳ ج ۲)  
علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اس وقت سے لے کر قیامت تک مسلمانوں کے پاس جو خیر ہے مثلاً ایمان و اسلام قرآن و علوم و معارف،  
مہدات و دخول جنت، جہنم سے نجات، کلمہ پر غلبہ اللہ کے نام کی بلندی اور وہ سب صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کی  
کوششوں کی بدولت ہے جنہوں نے دین کی تبلیغ کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا، جو مومن بھی اللہ پر ایمان لایا اس پر



کہ معیار حق صرف معبود ہی ہو سکتا ہے جس معاملہ نے اپنی رضا کا اظہار کیا اس کے خلق اور مخلوق کو بتائے گا۔  
الہامی کردیا وہ کیوں معیار حق نہ ہوگا۔ (قرآن مجید، ص ۱۲۵) حضرت مدنی (م ۱۳۵۰) (پ ۱۳۰۰) (دہ نظری)

نیز فرماتے ہیں: ”مصلحہ کرام میں جو بھی اعمال اور ہدایاں ہیں خواہ ان قسم علم، دین یا دین میں دوسرے  
جناب رسول اللہ ﷺ ہی کے طفیل اور آپ ﷺ کے اہل حق سے ہے۔ بالذات کچھ نہیں ہیں مگر جب قرآن اور  
احادیث سمجھنے کے لیے میں سوچتا ہوں معیاریت تقابلیت کی چیز۔ وہی تو آج ہم کو ان کی معیاریت میں کلام و رسائل  
کرنے لیتے قطعاً کا اظہار ہوگا۔ (قرآن کتاب اللہ ہے۔) (قرآن مجید، ص ۱۳۶)

نیز فرماتے ہیں: ”مجاہد کہہ رہا تھا جناب رسول اللہ ﷺ ہی کا اتباع ہے جس کو جناب رسول اللہ ﷺ  
نے ہم پر واجب کیا ہے۔ ان کا اتباع بحیثیت رسالت نہیں ہے بلکہ بحیثیت نقل، فہم ارشاد تو یہ کیا جاتا ہے۔ اور وہی  
طرح بعد والے ان کا اتباع بھی جناب رسول اللہ ﷺ ہی کا اتباع ہے جو کہ بحیثیت نقل و فہم ہی کیا جاتا ہے مگر یہ مطلق  
تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ (قرآن مجید، ص ۱۳۶)

اور بھی ہے ثابہ لا الہ الا اللہ جس میں نے روز و رات کی طرف سے ہوتا ہے کہ مصلحہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین امت  
کے لئے حق و باطل، خیر و شر، حیات و موت، ثواب و عقاب وغیرہ امور کے پرکھنے کی کوئی اور معیار حق ہیں۔ جو کلام  
انہوں نے کیا وہ حق اور سنت اور باعث نجات ہے اور ان کا قول و فعل ہمارے لئے ذریعہ اطلاع اور رہنما ہے۔ ہمارے لئے  
ترقی و سعادت کی راہ ہے۔ مگر موروں کی جماعت اسے نہیں مانتی بلکہ اسے مٹاتی غلامی اور بت پرستی قرار دیتی ہے اور کجیبت  
بت پرستی ہے کہ موروں کا صاحب رسول خدا نے سوائے کسی کو معیار حق ماننے کے لئے تیار نہیں مگر خود ہی ذات کو اور اپنی  
جماعت کو۔ حیدر حق تسلیم کرنا نہ کرے۔ لئے اپنی اپنی کافر اگاتے ہیں۔ مصلحہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بالذات انسان  
کو ان کی ذات پر ہے جا اور بے ہرگز تنقید کرتے ہیں چنانچہ ایک جگہ لکھا ہے: ”ان سب سے بڑھ کر کجیبت بات یہ  
ہے کہ بسا اوقات جب کرام و مہمان اللہ ہم اجمعین پر بھی شرعی کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا ہے۔“ (م ۱۳۰۰) (پ ۱۳۰۰) (دہ نظری)

ان سے ایک دفعہ نے ایک جگہ لکھا ہے۔

”مگر پھر بھی اسلام کی ابتداء انی لڑائیوں میں مسابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی اسلی اسپرٹ سمجھنے میں پارہا  
غلطیاں کرتے تھے“ (ترجمان القرآن، ص ۲۹۶) (پ ۱۳۰۰) (دہ نظری)

جنگ اند میں شکست کا سبب بننا کرتا ہے۔ جس سوسائٹی میں خود خوری ہوتی ہے اس کے  
اند خود خوری کی وجہ سے جو قسم کے اخلاقی مرض پیدا ہوتے ہیں سو دینے والے میں ترس، طمع، بغی، خود غرضی اور دوسرا سود  
دینے والے میں غرور، فخر اور انقباض و خود پیدا ہو جاتے ہیں۔ میدان احمد کی جنگ میں ان دونوں بیماریوں کا کچھ نہ  
کچھ حصہ شامل تھا۔ (تفسیر القرآن، ص ۲۹۸) (پ ۱۳۰۰) (دہ نظری)

اور اپنے بارے میں لکھا ہے: ”اللہ کے فضل سے مجھے کسی مافقت کی حاجت نہیں۔ اور میرے رب کی مجھ  
پر خاص مہربانی ہے کہ اس نے میرے دامن کو انہوں سے محفوظ رکھا ہے۔“ اور اپنی براعت کے متعلق لکھا ہے: ”  
سیدھی بات یہ ہے کہ جب ہم یقین سے یہ کہتے ہیں کہ حق صرف یہ ہے۔ (یعنی جماعت اسلامی) تو اس سے از خود یہ

بات اخذ ہوئی ہے کہ اس فقیر کے خلاف جو کچھ ہے باطل ہے۔ (ترجمان القرآن ص ۷۷ ص ۳۶)  
 گویا اپنی امت اور پلہ تر امت کو تو معیار حق سمجھتے ہیں مگر یہ کرام کے معیار حق ہونے کو ذاتی غلطی قرار  
 دیتے ہیں۔

ان کی ان باطلی شباشت کی شہادت اسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ نے بھی نشانہ دہی فرمائی  
 ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ اندر میں سورہ مکرہ کی صاحب کا دستور جماعت کی بنیادی دفعہ میں مومہ و اطلاق کے ساتھ یہ  
 ہوئی کہ نہ کہ اصل خدا کے سوا کوئی معبود حق اور عقیدہ سے بالائیں نہیں ہے جس میں صحابہ کرام سے پہلے شامل ہوتے  
 ہیں۔ پھر ان پر برحق عقیدہ کا کلی تجربہ کی گزرتا تھا حدیث رسول ﷺ کا کھنکھارہ ضروری نہیں بلکہ ایک حد تک خود اپنے  
 معیار حق ہونے کا ادعا ہے۔ جس پر صحابہ کرام کو پرکھنے کی کوشش کرنی پڑی کہ جس اصول کو خداوند سے تحریک کی بغیر قرار  
 دیا گیا تھا اپنی ہی رہے میرا سے سب سے پہلے تو خود کیا اور سلف و خلف کے لئے رسول کے سوا خود معیار حق بن بیٹھنے  
 کی کوشش کی جاسکتی تھی۔ (دوروی دستور و معائنہ کی حقیقت مقدمہ ص ۱۸)

فقہ الاسلام کا مصوب و مولانا دینی اہل اسلام المستقیم ۷۷ شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ۔

حضرت یوسف علیہ السلوٰۃ والسلام کا زیلخا سے زکاں ہو گیا نہیں؟

(سوال ۳۰) حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت یحییٰ کا حال وہابی نہیں؟ سوال کا موجب یہ  
 ہے کہ ایک کاغذی صاحب نے زکاں کی بعد ازاں یہ مسئلہ لیا اللھم اللھ سبحانک ما انت بین یوسف و زینب کا کون  
 ہوا ہے یا زکاں خواتین نے اپنی طرف سے جو زکاں دیا ہے؟

(الجواب) بعض معتبر قاضیوں نے معلوم ہو گیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا کاسا زینب سے ہوا  
 ہے یا زینب حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کاسا زینب سے ہے۔ بعض فقہین نے لکھا ہے کہ وہابی  
 زمانہ میں ایسے کسے شہادۃ کا اقرار دیتے ہیں تو شامہ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اس کی تائید فرمادی کہ اس  
 (معارف القرآن ج ۷ ص ۷۷)

شیخ الفیہ الحدیث حضرت مولانا اور لیس کا مذکورہ روایت ہذا اپنی تفسیر سورۃ القرآن میں تحریر فرماتے ہیں: "عزیز  
 مصر کے انتقال کے بعد بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کی عزیز مصر کی بیوی زینب سے شادی کر دی جس سے دو لڑکے  
 پیدا ہوئے۔ ایک فرام دوسرے میں تفصیل کے لئے دیکھو تفسیر قرطبی ج ۹ ص ۲۳۳۔ زکاں الفیہ ج ۳ ص ۳۳۳۔  
 تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۸۴ (معارف القرآن ج ۷ ص ۲۳۲) سورۃ یوسف مطبوعہ لاہور، دوسری تجدید تحریر فرماتے ہیں  
 ۔ یوسف علیہ السلام نے ایک عورت کی ساری ساری عمر میں وفات پائی اور عزیز مصر کی عورت کے گھٹن  
 سے ان کے دو لڑکے پیدا ہوئے اور ایک فرامی لڑکوں کا۔ م فرام اور بیٹا تھے اور لڑکی کا نام مریم تھا جو حضرت  
 ایوب علیہ السلام کے والدہ تھیں (معارف القرآن ج ۷ ص ۲۳۲) فقہ الاسلام کا مصوب



## ”قصص الانبیاء“ معتبر کتاب ہے یا نہیں:

(مسوال ۱۰۱) کتاب ”قصص الانبیاء“ کا پڑھنا اور پڑھ کر لوگوں کو نہ ناچار ہے یہ نہیں؟ اور یا سنت کرنے کی ضرورت اس نے پیش آتی کہ بعض لوگوں نے یہ معلوم ہو کہ یہ کتاب غیر معتبر ہے اب چند امور جواب طلب ہیں۔  
(۱) معتبر یا غیر معتبر ہونے کا تعریفی اتفاق ہے یا نہیں؟ مصلحت کے ساتھ؟ اور مصلحت حکم الہی کی مانند ہے؟  
قرآن و اہل بیت علیہم السلام کے لئے مفید ہوگا۔

(۲) تاریخ التعلیل۔ لے معتبر کتاب نہ ہونے کے بجائے یہ کتاب پڑھ کر سائے تو کیسے ہے؟ بیوقوف و جہول۔  
(الجواب) کتاب ”قصص الانبیاء“ فارسی زبان میں ہے، تعارف کرنے کے بعد بھی فارسی آئے نہیں وہاں اہل علوم و شرف نے ترجمہ دستیاب ہوئے مگر مطاوعہ کا وقت نہیں ملے گا، اتفاق سے ایک دوست نے کہا یہ حضرت تھوڑی نے تثنیٰ زبور و صحرا و ہم میں عنوان ”بعض کتابوں کے نام جن کے ذکر کئے سے قطع ہے“ اس میں قصص الانبیاء کا بھی ذکر فرمایا ہے جب حضرت تھوڑی نے مفید بتایا ہے تو اب مزید تحقیق کی ضرورت نہیں، تاریخ کی کتاب ہے عقائد و احکام کی کتاب نہیں ہے، اور پڑھ کر سائنو الا جب عالم ہوگا تو غلط فہمی کا بھی اندیشہ نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔

صحیحہ کرامت سے بدھنی ہے، حراز:

(مسوال ۱۰۲) ایک شخص نے اپنی تقریر میں یہ ثابت کیا کہ ایک صحابی کا استدلال ہو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ان کی تشبیہ و تمثیل کے بجائے یہ چار ہاں کہ اس شخص نے نہ بھی نماز پڑھی نہ روزہ رکھا اور نہ کبھی کھرج میں مصداق احمد و انہماک تشریف لے کے اور میت سے عدم قیامی کا سبب نہ دیا، حضرت فرمودہ صحابہ نے اپنی باہم گفتگو کا ذکر کیا اس پر حضرت فرمایا تو کہ تم کر رہے ہو کہ ان کے کوئی ایک کام مضروک کیا ہوگا، اس پر ایک صحابی نے کہا ایک مرتبہ مسلمانوں نے ایک جماعت کے سامان وغیرہ کی رات بھر گھر بیٹھ کر رہا اس پر حضور ﷺ نے اس کی تشبیہ و تمثیل کا حکم دیا۔

بہرہ یافتہ طلب امر یہ ہے کہ یہ اندیشہ جس میں بظاہر ایک صحابی رسول سے عمل و قرین نظر آتی ہے، یہ اندیشہ صحیح ہے یا نہیں؟ غلطی جس جواب ضرورت فرمائیں۔ بیوقوف و جہول۔

(الجواب) شکوہ شریف میں یہ اندیشہ اس طرح مذکور ہے، حضرت ابی بن کعبہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے ہمراہ نکلے جب (نماز پڑھانے کے لئے) جنازہ رکھ دیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ آپ اس کی جنازہ کی نماز نہ پڑھائیے یہ رحمتِ خدایہ (براؤنگار) ہے، رسول اللہ ﷺ صحابی کی طرف توجہ ہوئے اور ارزاہل راہ احمد مسک علی عمل السلام کہ یہ تم میں سے کسی نے اس کوئی امر کی مخالفت کرتے ہوئے رکھتا ہے ایک شخص نے کہا میں یا رسول اللہ! عرض کیا کہ میں نے اس کی رات انہوں نے اللہ کے راستہ میں پہرہ باندھا، یہ سن

دوایا یہ شخص انہماک علیہ ضرور ہے، عمرؓ کی یہ بات سن کر میں جسے عمرؓ نے حق کا تھوڑا حصہ اس پر دیا، یہ ہے کہ عدل نے بین نظر کی ہے، یہ بھی میں نے دیکھا تھا، اس سے کہ میں جیسے حکم کی انہماک میں اس پر صحابہ کی ہوتی۔

کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس پر (اپنے دست مبارک سے) طس ڈالی اور فرمایا: "اصحابک یطعنون انک من اهل النور؛ اما اشهد انک من اهل الجنة" تیرے ساتھی یہ خیال کرتے ہیں کہ تو دوزخی ہے، مگر میں تو انی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے اور فرمایا: "بسم الله انک لا تسال عن اعمال الناس وکن تسال عن الصلوة" اے عمر! تم سے لوگوں کے اعمال کے متعلق سوال نہ کیا جائے گا تم سے دین اسلام کے متعلق سوال ہوگا (مشکوٰۃ شریف ص ۲۶ کتاب ایجاب الاعمال الفصل الثالث)

علامہ بیہی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ اسے عمر تم کو کسی جگہ مردوں کے اعمال بد کی خبر نہ دینی چاہئے بلکہ تم کو چاہئے کہ ایسی موقع پر مردوں کے اعمال خیر کا تذکرہ کرے۔ جیسے کہ ارشاد فرمایا اذ کروا مسوقا کم بالنہر تم اپنے مردوں کو بھائی کے ساتھ یاد کرے۔ (یعنی ان کے اچھے اعمال کا تذکرہ کرو) اس بناء حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو منع فرمایا کہ ایسے موقع پر اعمال بد کا ذکر مت کرو کہ اسلام اور غیرہ نہ ہے۔ (مظاہر حق، تخریج ص ۳۷۸)

اس حدیث سے پیش از پیش یہ منہیوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کو ان کے کسی برے عمل کا علم ہوگا جس کی بنا پر آپ نے حضور ﷺ کو نماز جنازہ پڑھانے سے منع فرمایا۔ تب بھی آپ نے اس کے باقاعل ان کے کسی اچھے عمل کی تحقیق فرمائی چنانچہ جب آپ صحابی نے ان سے ایک اچھے عمل کی خبر لی تو حضور ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھ لی بلکہ اس کے بعد فرمایا کہ تو جنتی ہے (تاکہ ان کے متعلق کسی کے قلب میں بدظنی نہ رہے) اور حضرت عمرؓ کو بھی فرمایا کہ ایسے موقع پر اعمال بد کا تذکرہ نہ دینا چاہئے بلکہ یہ مسلمان کی نماز جنازہ پڑھ لینا چاہئے جیسا کہ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ صلوا علی کل مرد واجبرہ بنیک بدنی نماز جنازہ پڑھو۔ (المجامع المعتمدہ علامۃ السیوطی ج ۳ ص ۳۷)

اس واقعہ سے یہ برز لازم نہیں آتا (اور نہ خود اس واقعہ میں اس کا تذکرہ ہے) تاکہ انہوں نے نہ کبھی نماز پڑھی نہ روزہ رکھا نہ کسی کا دھرم میں حصہ لیا اور صحابی رسول ہو کر نہ کبھی نماز پڑھیں نہ روزہ رکھیں یہ بعد از حمل و قیاس نہ۔ فقط اللہ اعلم بالصواب۔ (ص ۳۷۸)

**فصل شریف کے متعلق فتویٰ پر اشکال اور اس کا حل:**

(سوالی ۳۲) فتاویٰ دہلی دسمبہ جلد سوم کا سوال نمبر ۱۰۵۶ جو صفحہ نمبر ۲۰۸ ص ۲۰۹ پر ہے (جدید ترتیب میں ۹۱۵ نمبر کو سنت دہشت میں نقش نعل شریف کو رداء کی قبولیت کے لئے سوچ رکھنا کیا ہے؟ کے عنوان کے تحت درج کیا گیا ہے۔) ہاں دیکھ لیا جائے (تذکرہ ترتیب)

اس میں مسائل کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مقدس حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس قدس سرہ کے رسالہ "تذکرہ اصبیہ" کے آخر میں "فصل شریف" کے متعلق اجابت دما کے لئے جو عمل بتایا گیا ہے وہی

کے متعلق سوال کیا جاتا ہے کہ اس کا جواب تحریر فرمایا ہے: "انہما ہر حضرت حق تعالیٰ نے بتائے ہوئے ہیں کہ معارض معلوم ہوتا ہے۔ تو، یافت طلب امر یہ ہے کہ یہ معارضہ اختلاف رائے پر مبنی ہے یہ پچھلے عین کی اہل صورت سے" اس سے یہ کہ مذکورہ اشکال کا حل فرمایا نہیں گئے، میں اتنا حیران ہوں۔

(الجواب) آپ نے شخص شریف کے متعلق اتنی ہرجا دکھائی فرمائی ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ کسی قسم کا سوال مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ سے نہ کیا گیا تھا۔ آپ نے اس کا جواب تحریر فرمایا: "ما اظہر"۔

(۲۸) جواب: آنحضرت ﷺ کے آقا و سربراہ صبر سے رنگت حاصل فرماتے تھے، جتنے عین اور سید و صاحبین سے جا رہے ہیں، لیکن اگر وہ احتیاج حیرت کے متوازی ہوں تو ان چیزوں کے متعلق یہ بات ثابت ہو کہ وہ حضور انور ﷺ کی مثال کی بولی اشیا (مثلاً) وہ مبارک ہاتھیں یا انیس مبارک اکلیں حضور ﷺ کے جسم و طہ کے برابر (مشرکوں کے مبارک) یا حضور انور ﷺ کے جسم الطہ کے مبارک ہاتھوں کی بولی چیزیں ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی چیز کی تصویر نہ کر ان سے زیارت حاصل کرنے کا معاملہ حضور ﷺ کو باپ تحقیق سے ثابت ہوگا۔

مگر انصاف یہ کہ ان چیزوں کا اصل یا بھیجی ہو، تو یہ فعل مبارک کی مٹی میں نہیں ہے، کیونکہ وہ مبارک ہاتھیں شریف ہونے مبارک و تقدیم شریف کا کائنات تصویر ہیں۔ ان سے سب سے بڑا تو اس کے حکم اور نقطہ نظر مبارک سے ہے کہ جو اس کا حکم ہے، وہی وہاں ہے۔ بالترتیب یہ وہاں ہے، لہذا یہاں سے نہایت اہل زہدان کے متعلق ہے۔ یہ خبر مبارک روایتاً جس بزرگوار کے فعل مبارک سے پیش کو برز رکھیں، یا اس کے اصل کیا ہوں، ان کے یہاں اور ان کے بہت باقی رہنے کے اظہار اہل افعال ہیں، ان کو یہ تصور نہ کرنا چاہیے کہ وہ اس کے متعلق نہ سمجھیں۔

نیز اس امر کی کوئی ثبوت نہیں کہ فعل مبارک کا پختہ فی الحقیقت حضور ﷺ کے فعل مبارک کی صحیح تصویر ہے، یعنی حضور ﷺ سے نقل مبارک کے روز دینی چھے (شراف) کے روز میں اور ان کے لئے تھیں (قبولین) پر ایسی ہی قبول اور انش و انکشاف ہے جسے وہ نقطے میں بنے رہے ہیں اور بارش و صورت و نیست کے معنوں کی طرف نسبت کرتا بہت خوشحال امر ہے کہ ان کے بارے میں کتاب علی مصعد الخ کے مفہوم کے علوم میں شامل نہ ہو جائے بلکہ اس وقت کے ساتھ اس کا اصل فعل میں بھی قبور دینے کا نام مطالب کی ہے کہ اس کو مثال قرار دینے والا یہ بھی کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے اس فعل مبارک استغفار کی تھی جس کے بغیر اور ان کے تصور میں اس فعل مبارک قبول بنے تھے اور اس طرح کے نقشہ انکا بھی ہے۔

پھر یہ جان لیو یہ امر کہ یہ نقش و نگار میرے ہاتھ کے تھے یہ کلاموں اور زاری کے تھے یا فعل مبارک اور ان تمام امور میں سے کسی ایک کا بھی ثبوت میں نہ ہوگا اور اختلاف اور اس کے مختلف حکم لگائے جائیں گے وغیرہ وغیرہ۔

پھر اس تصویر کا اصل کا منصب یہاں اس کے ساتھ اصل کا معاملہ نہ اس کا کام شریعت سے ثابت نہیں ہوا۔



ہے انھیں شہر شریف کی کار شاد یاد آتا ہے۔

مَدَنی کہ مدد سر جنگ نیست  
مَدَنی کہ مدد سر جنگ نیست

اس لئے معاذ اللہ کہ ہم تو بندہ کر کے ناظر اندھن کرتا ہوں کہ واقعی تحریرات میں ہمیشہ شائع کرتا رہا۔ چنانچہ مکتوباتِ خیریت کے حصہ سوم بابت ۳۳ کے صفحہ ۱۵ میں بھی ایک حارفِ مضمون ہے مگر سند میں تردید ہو سکتی ہے۔ لیکن اب مجھ کو خواہش ہے اس اختلافِ آراء سے کس مسد میں رد پیدا ہو گیا۔ پھر اس کے ساتھ عوام کے اختلافِ آراء سے اس سے یہ بات کہ اصل تھا مصداقِ ایضاً ہی ناقص ہیں کہ حکمِ دفعِ ماسپرک بھی مالا بریک (لحدیث) اپنے زمانہ "نخلِ انتفا" سے غور کرتے ہوں، اور کوئی وجہِ مہر رکھا اگر واقع ہو گیا ہو اس سے استغفار در کسی عشقِ صدق کے اس فیصلہ کا، قدر اور غرا کر اس

علیٰ انسی راضی بنان احمول الہوی

والصلیٰ منہ لا عنی ولا لہا

(لحدیث النسخ ج ۳ ص ۶۹)

اسید ہے کتابِ اشکال دفع ہو جائے گا۔

نقدہ تقدیم بالانساب ۲۰ - ج ۱ ص ۱۰۰ - ج ۱ ص ۱۰۰

خواب میں امام ابو حنیفہؒ کا "لند کی زیارت اور عذابِ الہی سے نجات پانے کے متعلق آپ کا سوال اور حق محل مجدد کا جواب:

(استفتاء ۲۴) حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پورے دکان کو خواب میں سہروردہ بکھا اور آپ نے حق تعالیٰ شانہ سے عرض کیا کہ قیامت کے روز مخلوق آپ کے عذاب سے کس چیز سے نجات پائے گی؟ فرمایا: جو شخص صبر و شہید ہو کر رہے گا وہ میرے عذاب سے نجات پائے گا۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

الصحیح لایارہ اتحد متعدد معتبر ہے؟ اور کس کتاب میں لکھا ہے؟ جواب: درکار ہے یہاں تو جواب ہے۔ (الجواب) نقد حنفی کی کتاب "تہذیب النسخ" میں ہے۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)





نے یہ کیا اور ظالم نے یہ مامت کے ٹیک اعمال پر آپ مسرت کا اظہار فرماتے ہیں اور معاصی سے آپ کو کفریت پہنچتی ہے۔

وقال عليه السلام نوحى الی عمل يوم الاثنين ويوم الخميس على الفضالى ومعرص على الانبياء وعلى الآباء والامهات يوم الجمعة فيفرحون بحسناتهم ويروا دون وجوههم بمصاب ومنزهة فانقروا الله لا توذروا موتاكم (نواب الاصول ص ۱۳۳) مطبوعه دار السعادة فسطاطية - شرح الصدور ص ۱۷۸ - (۱) نظراً لشدائهم بالصلابة۔

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ابتداء عمر ہی سے کفر و شرک سے محفوظ ہونا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقولہ بذاری کی وضاحت:

(مسوال ۷۳) حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ابتداء ہی سے سوحد ہوتے ہیں یا قرآن و دہائل و کج کردہ بدش توہم کے قائل ہوتے ہیں؟ اس بارے میں اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔  
بعض لوگوں کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقولہ ”حذار لی“ (جو قرآن مجید میں ہے) سے شبہ لگتا ہے اور وہ لوگ اس آیت کی وجہ سے اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ابتداء عمر میں ”معاذ اللہ معاذ اللہ“ سوحد نہ تھے، بلکہ اس بارے میں وضاحت کی سخت ضرورت ہے، جو آؤ ترجمہ۔

(الحواشی) باسمہ سبحانہ ونعانی حامداً ومصلیاً ومسلماً وهو الموفق

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ابتداء ہی سے سوحد ہوتے ہیں، قبل نبوت اور بعد نبوت کفر و شرک بلکہ شائبہ کفر و شرک سے بھی بالکل پاک و صاف۔ ”منزہ ہوتے ہیں، فداویٰ و جہیہ میں ایک جگہ احقر نے تحریر کیا ہے۔ نبوت اور کفر ایک میں ضد ہیں یہ دونوں ایک بات میں جمع نہیں ہو سکتے، بلکہ اگر جہیہ ہو گا وہ کسی حال میں کفر کے ساتھ تصف نہیں ہو سکتا اور جو کفر ہو گا وہ کسی حال میں نہیں ہو سکتا (فتاویٰ رضویہ ۶/۳۹) (جدید ترویج میں: ہی باب میں اس فتویٰ کو کوئی شخص مستبرک و متسلّم نہ سمجھے تو کیا حکم ہے؟ عنوان سے دیکھئے۔ از مرتبہ کبابل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے جسے عقائد کلام کی کتابوں میں بیان کیا ہے، چنانچہ شرح انرا کبر میں ہے۔ والایمان علیہم الصلوٰۃ والسلام ینزھون عن الضعائیر والکبائر والفاہش یعنی قبل النبوة وبعدہا۔

یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قبل نبوت اور بعد نبوت معاصی، کبائر، کفر اور تہارج سے بالکل منزہ ہوتے ہیں۔ (شرح فقہ اکبر ص ۱۶۷)

شرح فقہ اکبر میں ہے: وفي حق حجتهم عن سائر الغيوب تفصيل وهو انهم معصومون عن الکفر قبل الوحى وبعدہ، بالاجماع وكذا عن نعمه الکبائر عند الجمهور۔ (شرح مفائد سنی ص ۹۸)

دعا کی اس بارگاہِ مشکوٰۃ میں ہے: ”ان حضرات سے فرمایا کہ آپ لوگوں کے اعمال پر دیکھیں کہ وہ کچھ پریشانی سے ہاتھ نہیں دھوئے، ان کے لئے اللہ تعالیٰ صلوٰۃ لکھ کر فرماتا ہے: ”منکونہ“ (مجموعہ ص ۱۰۰)





بات اور مضبوط عہد لیا ہے قرآن مجید میں ہے۔

وَاِذْ اخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْ نُوْحٍ وَاِبْرٰهِيْمَ وَمُوسٰى وَعِيسٰى اِنْ مَرِيتُمْ

وََاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّثَاقًا غَلِيظًا لِّسَلِّ الصَّلٰتَیْنَ عَنْ صَدَقَتِهِمْ وَاَعِدْ لِّلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا لِّیْسًا

(قرآن مجید سورۃ احزاب آیت نمبر ۷، سورۃ بقرہ نمبر ۲۱، رکوع نمبر ۱)

ترجمہ: اور (۷۰) وقت قابل ذکر ہے) جب کہ ہم نے تمام پیغمبروں سے ان کا اقرار لیا (کہ احکام الہی کی اتباع کریں جن میں قرآن شریف تبلیغ اور دعوت اور باہمی تعاون و تقاضا بھی داخل ہے) اور آپ سے بھی (قرآن لیا) اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم (علیہم السلام) سے بھی اور (یہ کوئی معمولی عہد و قرار نہیں تھا بلکہ) ہم نے ان سب سے خوب پختہ عہد لیا کہ (قیامت کے روز) ان سچے لوگوں سے (یعنی انبیاء علیہم السلام سے) ان کے سچے تحقیقات کرے اور کافروں کے لئے جو سائب و بی کی اتباع سے منحرف ہیں) اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب یہ رکھ دیا ہے۔ (سورۃ انفار آیت ۱۱۱ تا ۱۱۳ ج ۷)

تفسیر جلالین میں ہے: (وَ اِذْ كَرَّ) اِذَا خَلَعْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ) حین اخر جوامع صلب آدم عالمہ جمیع ذریعہ وہی اصغر النمل (و من نوح و ابراهيم و موسی و عیسی ابن مریم) مان یعبدوا اقبولید عوا الی عبادتہ و ذکر الخمسة من عطف الخاص علی العام (وَ اخذنا منهم ميثاقا غليظا) تسلید یافتہ بما حملوه و هو طبعی باقتضائی ... الخ جلالین مع صوری ص ۲۵۲ ج ۳ مساوی حاشیہ جلالین میں ہے: (قوله بیان عبودا لله) ای یوحده و هو نفس للميثاق (قوله و یعبدوا الی عبادتہ) ای یبلغوا شریعہ الخلق لیس کعبود مطلق الخلق (قوله من عطف الخاص علی العام) ای والشک فی كونهم اولى العزم و مناهیر المرسل و نسب معنی اللہ عنہ وسلم لم یزید شرعہ و تعظمه و صلاہی علی جلالین ص ۲۵۲ ج ۳)

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے عالم ہزار میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جو بیعت لیا اس کو بیان فرمایا ہے اور انبیاء علیہم السلام میں بھی جو دوا اعزاز اور شہرہ میں ان کا خاص مور پر ذکر فرمایا جن میں خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں۔ اب غور فرمائیے اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا حضرات انبیاء علیہم السلام سے یہ منہویا عہد لیا ہو (اور ان حضرات کا عہد عام حق کی طرف نہیں ہے جیسا کہ صاوی کی عبادت سے) (صحیح ہے) کیا دنیا میں تشریف آوری کے بعد اس کے خلاف ان سے مشورہ ہو سکتا ہے؟ اور کیا یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام بدعت خلقت سے مراد نہیں ہوتے؟ حاشا و کذا اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا

لہذا اس آیت کو یہ کہہ ثنی میں بدعت کلف یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی بدعت خلقت ہی سے موجد ہوتے ہیں اور ابتداء ہی سے کفر و شرک سے بالکل سے پاک۔ اہل اور منزہ ہوتے ہیں تو خیر اور اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دینے کے لئے ان کو دنیا میں مبعوث کیا جاتا ہے۔

لہذا سیدہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اولو العزم نبی ہیں آپ بھی اپنی بدعت سے موجد بلکہ موجد عظم تھے۔ و لقد اتینا ابراهيم رشده من قبل و کنا به عالمین یہ آیت کو یہ بھی دیکھ تفسیر کے مطابق

”اس پر الٰہ ہے نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اذ جاء ربہ بقلب سلیم۔ اور قلب سلیم کا اوقتی مرتبہ یہ ہے کہ وہ کفر سے پاک ہو (تفسیر رازی) کیا آیت بھی ہمارے معنی پر دلا ہے۔

روح المعانی میں ہے (ولقد اتینا ابراہیم وحشہ) اسی الرشد، الاقبحہ من الرشد، من الرسل الکبار وهو الرشد الکامل اعنی الاهداء الی وجہ الصلاح فی الدین والدنیا والا رشاد بالنوامیس الالہیة۔ (من قبل) اسی من قبل موسیٰ و ہارون و قبل من قبل البلوغ حین یمخرج من السرب و قبل من قبل ان یولد حسن کان فی صلب آدم عندہ السلام الخ۔ (روح المعانی ۱: ۵۸) تفسیر رازی میں ہے: (الحجۃ السادسة) امہ تعالیٰ قبل فی صفۃ ابراہیم علیہ السلام اذ جاء ربہ بقلب سلیم و قبل مراتب القلب المسلم ان یکون سلیمًا عن الکفر و ایضًا مدحہ فقال ولقد اتینا ابراہیم وحشہ من قبل و کما بہ غائبین اسی اتینہ وحشہ من قبل من اول زمان الفکرۃ و کتابہ عالیس اسی سطرارہ و کمالہ و نظیرہ قولہ تعالیٰ اللہ اعلم حوث یحییٰ رسالہ (تفسیر امام رازی ۱۰/۱۱) تحت الایۃ فلما جن علیہ اللیلین رای کونکما

سوال میں جس آیت کریمہ سے اشکال کیا گیا ہے وہ آیت اپنے حقیقی معنی پر محمول نہیں ہے اور مفاد خدا آپ نے اعتقاد ”خدا ربی“ نہیں فرمایا ہے، مفسرین نے اس کے مختلف جواب تحریر فرماتے ہیں، مثلاً آپ نے یہ بغور استہمام اذکی فرمایا ہے، بلکہ حرف استہمام مخدوف ہے، یا آپ نے بطور استہزا فرمایا ہے، ماقوم کے اعتقاد اور ذم کے اعتبار سے فرمایا کہ تمہارے ذم کے سوا حق یہ کو کس میرا معبود ہے مگر ابھی تمہاری دیر میں اس کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے، چنانچہ جب وہ غروب ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر بحث قائم کرتے ہوئے فرمایا ”لا احب الا فلین“ میں غروب ہونے والی چیزوں سے محبت نہیں رکھتا اور جسے خدا یا معبود بنایا جائے وہ سب سے زیادہ محبت و عظمت کا مستحق ہوتا ہے، جب آپ نے اس سے محبت کی فہم فرمائی تو مطلب یہ ہوا کہ میں اسے رب نہیں سمجھتا، اس لئے کہ جس چیز میں تفسیر یہ ہوا، روئے ہو جائے وہ معبود بننے کے قابل نہیں۔

مناظرہ میں فرق متعلیٰ کی بات کی تردید کا ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ دلائل اس کی بات موافقت کے انداز میں نقل کی جائے پھر دلائل قائم کر کے اس کی تردید کی جائے، لگایا ہے یہ طریقہ زیادہ تر ہوتا ہے اور فریق متعلیٰ جھوٹا دلائل بات سے رجوع کر لیتا ہے، یہاں یہ نا محض ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی طریقہ اختیار فرماتے ہوئے ”خدا ربی“ فرمایا، پھر لا احب الا فلین فرمایا کہ اس کی تردید فرمائی جیسا کہ سندہ مفسرین کے اقوال سے ظاہر ہوگا۔

چاند اور سورج و کچھ اور بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی طرح ان کی تردید فرمائی اور ”فرجی“ کسی بوی معاً مشرق کوں“ (بہ شک) میں چیز اربوں ان تمام چیزوں سے جن کو تم شریک کرتے ہو، ان کو ان تمام سے برات جیسے فرمائی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس جملہ میں شریک کی نسبت قوم کی طرف فرمائی، ان کی طرف نسبت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قوم شرک میں جلتھی تہا آپ شرک و کفر سے بالکل پاک و صاف تھے۔

قرآن مجید میں اس مناظرہ سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت پرستی کی تردید فرمائی ہے اس کو بیان فرمایا ہے اور اللہ وحده و اعلیٰ ہے۔

وہ قال ابراہیم لا یمہ ائزر فتصعد اصناماً لہذا امی نوک وفومک فی صلال میں  
وہ قرآن مجید سورہ اعراف ۱۰۷

اور وہ وقت بھی یاد کرتے تھے قابل ہے جب براہیم نے اپنے باپ ائزر سے فرمایا کہ کیا تو بتوں کو سجدہ کرتا  
ہے؟ یہ شک میں تھے اور بتوں کی ساری قوم حضرت کو غلطی میں لگتا ہوں (تو حضرت حضرت تھو توئی)  
یہ نزدیک ہی داغ دیکھتے تھے کہ حضرت ابراہیم کا ائزر بتوں کو سجدہ کرتا تھا، ہوسٹا، آپ لوہے پر۔ یہ بتوں  
سجود کرتے تھے، مصلحتی تفسیر دانی میں ہے۔

۱۔ (الحجۃ الثانیۃ) ابراہیم علیہ السلام کان قد عرف وہ قبل ہمد الواقعة بالدلیل  
والدلیل علی صحتہ ما ذکرنا ہ انہ تعالیٰ احبر عنہ انہ لعل قبل ہذا الوقعۃ لا یمہ ائزر فتصعد اصناماً  
لہذا امی نوک وفومک فی صلال میں (تفسیر رازی ج ۱ ص ۱۱۰)  
ابہ حضرت نے "مہ ائزر" کے معنی بتوں کو سجدہ کرتے ہیں، ولادہ لفظ ہے۔

تفسیر ابراہیم کی میں ہے: "تصعد الدلائل الظہرۃ" لا یجوز ان یقال ان ابراہیم علیہ  
السلام قال علی سبیل التحزم ہذا وی وذا یطعن ہذا بقی ہذا (الاول) ان یقال ہذا کلام  
ابراہیم علیہ السلام بعد البیان و لکن لیس الغرض من اثبات رؤسہ الکواکب بل الغرض منہ  
احد امور سعة الاول ان یقال ان ابراہیم علیہ السلام لم یقل ہذا ربی علی سبیل الاخبار بل  
الغرض منہ ان کان ناظر عندہ الکواکب وکان منہم ان الکواکب ربہم والیہم ف ذکر ابراہیم  
علیہ السلام ذلک القول الذی قالوہ لہم و غرضہم حتی یرجع علیہ فیظنہ ومثالہ ان  
تواحدنا اذا ظہر من یقول بقدم الجسم فیقول لجسم قديم فذا کان كذلك فلم یزاد و نشأ عندہ  
سکناً متصوراً فہو تماماً قال الجسم قديم فعادۃ الکلام الخصم حتی یلمعہ المحال عیہ فکذا ہذا  
قال ہذا ربی والمقصود حکایۃ قول الخصم ثم ذکر عقیبہ ما بطل علی فسادہ وهو فرضاً لا حب  
لا قلبی و ہذا الوجه هو المعتمد فی الجواب ولعل علیہ انہ تعالیٰ دل فی اول الایۃ علی ہمد  
لما ضرة بقولہ تعالیٰ وتلك حجتنا ابراهيم عليه قومه (و الوجه الثانی فی التاویل) ان یقول  
قولہ ہذا ربی معناه ہذا ربی فی زعمکم واعتقادکم (و الوجه الثالث) ان لم یأت منہ الاستہزاء  
علی سبیل الإنکار الا انہ اشط حرف الاستہزاء معنی لہ لالۃ الکلام علیہ (و الوجه  
الرابع) ان یکون القول مضمرافہ والتقدير قال "یقولون ہذا ربی" واحصاء القول کثیر۔ ائی قولہ  
(و الوجه الخامس) ان یکون ابراہیم ذکر ہذا الکلام علی سبیل الاستہزاء کما یقتل الدلیل ماہ  
قوماً ہذا سید کم علی سبیل الاستہزاء الخ

(تفسیر امام رازی ج ۱ ص ۱۱۱، تحت الایۃ فلما جن علیہ اللیل و ائی کو کتبہ)  
پھر اور ساتوں جو یہ طرہت کے حرف سے نقل نہیں کی، جن کو شوق تفسیر میں ملے اور فرمائیں۔  
تفسیر ابن العربی میں ہے (قال ہذا ربی) استفہامی علی سوال تناسل الکلام السابق

وہذا منہ علیہ السلام علی سبیل الفرض و لا رضاء العنان معارفہ و قرعہ الدین کثروا یبیدون  
الا صناد و النکواکب، النبی قولہ، و قبل فی الکلام استغیا ما النکار یا محنوقاً، حذف اوافہ  
الاستفہام کثیر فی کلامہم، و قبل انہ مغول عسی سبیل الا سہواء کما یقال لللیل سادقوما هذا  
سیدکم علی سبیل الا سہواء، و قبل ان علیہ الصلوٰۃ والسلام اراد ان یظن قولہم یرو بیۃ  
الکواکب، الخ۔ (تفسیر روح المعانی ۷/۱۹۸)

تفسیر نصیر از حجاز و تفسیر لہذا ان المعروف بہ "تفسیر مرکی" میں ہے (فلما جی) اسی اظلم علیہ انفس  
راہی کواکب الزہرۃ او المشتوی (قال) لقومہ از عاء لسان معہم باظهار مواضع لہم اولاً لم ابطال  
قولہم بالا سند لانی لانه اقرب لر سوع الحسم (هذا ربی فمما اقل) وهو دناء فتننا فی الالہیۃ بل  
نمنع من المیل الی صاحبہا ففضلاً عن اتخاذه الہاً، معبوداً فضلاً عما یفخر الیہ، (تفسیر مہار نمب  
۲۲۵/۱)

تفسیر بیان قرآن میں ہے۔ انرازم ابراہیم علیہ السلام ہوئی سنہ لئی کی وقت سے توحید کے عارف و  
محقق تھے۔ ان قول۔ فلما جن۔ پھر جب رات کی تاریکی لان پر (اسی طرح اور سب پر) چھا گئی تو انہوں نے ایک  
ستارہ دیکھا کہ چمک رہا ہے آپ نے (اسی قوم سے خطاب کر فرمایا کہ) تمہارے زعم کے موافق) یہ میرا اور  
تمہارا رب اور میرے احوال میں تصرف ہے (بہت چھاپ تھوڑی دیر میں حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے، چنانچہ  
تھوڑے عرصہ کے بعد وہ افاق میں جا چھاپا سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں غروب ہو جائے والوں  
سے (جو کہ ایسی حالت کے ساتھ موسوف ہوں کہ وہ حالت بوجہ حادث کے خود ولایت کر رہی ہے کہ یہ خواہ بوجہ کل  
حوادث ہونے کے سمجھ کر کائنات سے محبت نہیں رکھتا) اور محبت و ازہم اعتقاد پر بیت ہے۔ ہے پس اس عمل یہ ہوا کہ میں  
رب نہیں سمجھتا، پھر (اسی شب میں یا شبی دوسری شب میں) جب چاند کو دیکھا کہ چمکتا ہوا نکلا ہے تو (یعنی عیسیٰ کی  
طرح) فرمایا کہ (تمہارے زعم کے موافق) یہ میرا (اور تمہارا) رب (اور تصرف فی الاحوال ہے) (بہتر اب تھوڑی دیر  
میں اس کی کیفیت سمجھ و دیکھا، چنانچہ وہ بھی غروب ہو گیا) سو جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو میرا  
رب (حقیقی) ہدایت نہ کرتا ہے۔ (جیسا کہ اب تک ہدایت کرتا رہتا ہے) تو میں بھی (تمہاری طرح) تیرا  
ہو جاؤں، پھر (یعنی اگر) چاند کا قصہ اسی قصہ کو کتب کی شب کا قصہ ہو گیا اور شب کی صبح کو زور کر چاند کا قصہ اسی  
قصہ کو کتب کی شب کا قصہ تھوڑے قریب کی صبح کو زور کے علاوہ کسی اور شب کی صبح کو جب آفتاب کو دیکھا کہ بڑی آبد  
تاب ہے، چھتا ہوا (نکلا ہے) تو (یعنی اب اس طرح پھر) فرمایا کہ (تمہارے زعم کے موافق) یہ میرا (تمہارا) رب  
(اور تصرف فی الاحوال) ہے (اور یہ تو سب (غزوہ ستاروں میں) بڑا آپ سے پہلے تمہارا کام ہو جاوے گا، اگر اس کی  
پرہیز باطل ہو گئی تو چھٹوں کی بد پرہیز باطل ہو جاوے گی، غرض شہر ہو کی تو وہ بھی غروب ہو گیا) سو جب وہ  
غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا بے شک میں تمہارے شرک سے حیران (اور نفوذ) ہوں (یعنی ہدایت ظاہر کرتا ہوں)  
(اعتقاد و توحید سے حیران ہی تھے)

(بیان القرآن میں ۱۰۹ ج ۳ سورہ انفصہم ہے)



جس اسلام قبول کیا تو اور کہیں ان کا انتقال حالت اسلام میں ہوا ہے، امید ہے کہ حواصیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں گے! بیجا تو جرم نہ۔

(الجواب) حضرت رکانہ ثریب کے پھر پہلا ان تھے، قرآن اسلام سے پہلے، ان میں مرتب حضور اقدس بھیجے گئے تھے ان کی کشتی ہوئی اور ہر مرتب حضور بھیجے گئے ان کو نکلتے ہی ان میں آپ ﷺ کا مجرم ہے، کشتی میں نکلتے ہوئے مکرر دقت اسلام قبول نہیں کیا، بلکہ یہ قول ہے کہ یہی واقعہ ان کے قبول اسلام کا سبب ہوا، قبول اسلام کے بعد یہ منورہ میں سکونت اختیار کر لی، ان سے اس حدیث بھی مروی ہیں، کتب احادیث میں باب اخلاق میں "طابق الحديث" سے متعلق ایک مشہور حدیث ہے، وہی حدیث حضرت رکانہ ثریب کا ہے، اور وہ حدیث "حدیث رکانہ" سے مشہور ہے، حالت ان میں ان کی وفات ہوئی ہے لہذا ان کے صحابی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، آپ کی وفات بعد منورہ میں ایک روایت کے مطابق حضرت طاہرین خلافت کے زمانہ میں ۳۷ھ میں ہوئی، اور ایک روایت کے مطابق حضرت عثمان کے زمانہ میں ہوئی، تہذیب المعجم میں ہے۔

(رکانہ) بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف المطلبی کان من مسلمة الفتح وهو الذي صارع النبي صلى الله عليه وسلم وذلك قبل اسلامه وقيل كان ذلك سبب اسلامه له ۱ حدیث وعنه نافع ابن عجب رابن ابنه علي بن يزيد بن ركانة وقيل عن يزيد بن ركانة قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مات بها في نول خلافة معاوية، قلت قال ابن حبان يها أن صارع النبي صلى الله عليه وسلم وفي امتداد حيوة بعض الذي رواه (ت) نظر وكنافان ابن اسحق وقال ابو نعیم مسکن الممدنة وفي أبي خلافة عثمان ويقال توفي سنة (۴۱) (تہذیب المعجم ص ۲۸۷ ج ۳، للعلامة حافظ ابن حجر عسقلانی رحمه الله)

"حد الفاقة في معرفة الصحابة" میں ہے (رکانہ) بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرة القرظی المطلبی، ابی فوله وھدار كانا هو الذي صارع النبي صلى الله عليه وسلم حضره النبي صلى الله عليه وسلم مرثون او فلالا وكان من عند قريش وهو من مسلمة الفتح وهو الذي طعن امرته نهيم بنت عويمر بالمدينة ابی فوله ثم سلم بعد وول المصحة واطعته رسول الله صلى الله عليه وسلم من حبر ثلاثين وسقار من حديثه عن النبي صلى الله عليه وسلم ان لكل ثين خلفا وخلف هذ الذين الحياء وتوفي ركانة في خلافة عثمان وقيل توفي سنة اثنين واربعم احرجه الثلاثة اسد الغابة في معرفة الصحابة ج ۲ ص ۱۸۷، ص ۱۸۸ للعلامة عمر الشين ابو الحسن علي بن محمد بن عبد الكريم الجوزي المعروف بابن الاثير ج ۳ ص ۲۳۰ باب الرء والكاف)

امام الرازي میں ہے رکانہ بن عبد یزید، هو ركانة بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب القرظی کان من اشد الناس حلیة فی الحدیث بنی ابی ومان عثمان وقيل مات سنة اثنين واربعم روی عنه جماعة ركانة بعزم الرء وتخفيف الكاف والنون (اکمال فی اسماء الرجال ص ۲۰۰ حرف





۔ قیمت قضاں وقت، کریں گے، حضرت عیسیٰ نے ہدوی سے کہا کہ جا کر آنحضرت ﷺ سے دریافت کر کے کہ اگر آپ کی وفات کے بعد قس قس کی قیمت دینا ہو تو کیا کرے گا اس نے جائز عرض کیا تو آپ نے فرمایا: کوئی دیکھ کر کہے گا۔ ہدوی نے جا کر طے سے خبر لی تو انہوں نے فرمایا کہ پھر جا کر درہم قیمت کر کے اگر ابو ہریرہؓ سے کہے بعد آؤ تو قیمت یہاں سے پاؤں گا، اس نے جا کر کئی سوال کیا تو سربراہ عالم ﷺ نے فرمایا کہ سربراہ کر کے گا ہدوی نے عرض کیا: تو آپ نے فرمایا کہ اگر آپ نے فرمایا کہ پھر جا کر درہم قیمت کر کے اگر ابو ہریرہؓ سے کہے بعد آؤ تو قیمت یہاں سے پاؤں گے، ہدوی نے آ کر پھر طے سے خبر لی تو آپ نے فرمایا: پھر جا اور عرض کر کہ اگر ابو ہریرہؓ کی وفات کے بعد تم قس قس کو دے گا اس نے حاضر ہو کر یہ پوچھا تو حضرت سربراہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ابو ہریرہؓ عمرہ دار مرجہ ہیں تو انہوں سے تو ابھی مرجہ رہا ہے کہ اتنی مدت تو کہاں زندہ رہے گا عرض کیا جانے گا عرض اس مرجہ پر ہ سوال کرنے کے سبب سے آپ نے غصے سے ایسا جواب دیا: وہ اکٹھے فی سجنہ انزلوا فی محرقہ میں ۳۷ ہونہ حضرت سیدنا سیدہ حضرت عیسیٰ صاحب مکتبہ رحیم بندہ حفظہ اللہ بھیجا جواب۔

### آنحضرت ﷺ کو تین چیزیں محبوب ہیں ان کی تفصیل:

(مسو ن ۵۰) رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ مجھے دنیا کی تین چیزیں محبوب ہیں۔ خوشبو، مہرے، نماز، اس کی تفسیر فرمائیے۔ جو مقررہ جواب۔

(المحبوب) خوشبو، دل و دماغ کو مطہر کرتی ہے۔ اور قتل میں اضافہ کرتی ہے اور عیس دین کو قائم رکھتی ہے اس لئے خوشبو محبوب ہے۔ اور عورتیں مردوں کے لئے خفت و پاک دینی اور امت میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اس لئے عورتیں محبوب ہیں۔ اور قرآن و اسلامی دین کی بنیاد ہے۔ اور نماز کے وقت ہر بار خداوندی میں حاضر ہوتی ہے۔ اس لئے نماز محبوب ہے۔ فقہاء احمدیہ جواب۔

## ما يتعلق بالعلم والعلماء

### تعلیم نسواں کے متعلق

(سوال ۵۱) مسلمان لڑکیوں کو انگلش پڑھانا کیا ہے؟ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے۔  
(الجواب) انگلش میں نامدادہ ہے لکھ سکے پڑھ سکے میں کوئی مضائقہ نہیں، کبھی شر پر مفر میں ہو اور اس کو خط لکھنے میں انگلش پڑھنے کی ضرورت ہو تو غیر کے پاس جانا نہ پڑے لڑکیوں کو اسکول اور کالج میں داخل کر کے اور کبھی تعلیم دلا کر اور لڑکیاں حاصل کرنا جائز نہیں ہے کہ اس میں تعلیم سے انسان کبھی زیادہ ہے (المسححا اکبر من نفعهما) تجربہ بتاتا ہے کہ انگلش تعلیم اور کالج کے ماحول سے اسلامی عقائد و اخلاق و عادات بگڑ جاتے ہیں۔ آزاد، بے شری، بے حیائی پڑھ جاتی ہے جیسا کہ مرحوم اکبرؒ آبادی نے فرمایا ہے۔

نظر ان کی رہی کالج میں بس علمی فوائد پر

گر انکس چپکے چپکے جلیاں دینی عقائد پر

حضرت شیخ الہند مولانا محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ”اگر انگریزی تعلیم کا آخری اثر یہی ہے جو مسلمانوں پر کیا گیا ہے کہ لوگ غرضانیت کے رنگ میں رنگ جائیں، یا اچھا نہ گستاخیوں سے اپنے مذہب اور مذہب والوں کا مذاق اڑائیں یا حکومت و ملت کی پرستش کرنے لگیں تو ایسی تعلیم پانے سے ایک مسلمان کے لئے جاہل رہتا ہی اچھا ہے۔“ (حلیہ سمدارت جلد ۱ صفحہ ۱۸۳)

اور حکیم ماست حضرت مولانا قاضی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ”آج کل تعلیم جدید کے متعلق علماء پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ تعلیم جدید سے روکتے ہیں اور اس کو ناہانز مانتا ہے، حالانکہ میں یہ قسم اٹھا ہوں کہ اگر تعلیم جدید کے یہ آثار نہ ہوتے جو ابلیس و صوم اس وقت اس پر مرتب ہو رہے ہیں تو علماء اس سے ہرگز منع نہ کرتے لیکن اب دیکھ لیجئے کہ کیا حالت ہو رہی ہے جس قدر جدید تعلیم یافتہ ہیں، بے استقامت و متوازن و کونہ نماز سے غرض ہے نہ روزے سے نہ شریعت کے کسی دوسرے حکم سے بلکہ ہر بات میں شریعت کے خلاف عمل چلتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اس سے اسلام کی ترقی ہوتی ہے۔“ (فضل العظمیٰ جلد ۱ ص ۸)

اور فرماتے ہیں ”عام اس اسلام میں پرچار ہو کر رہنا لاکھوں کڑوں و جب انگریزی میں مشغول رہنے سے بچر ہے اس لئے کہ گویا وقت اور سال نہ ہو لیکن کم از کم عقائد و قواعد سے ہوں گے لعل علم سے محبت تو ہوگی مگر چہ کبھی مسجد کی جادوب کشی ہی بصر ہو یہ جادوب کشی اس انگریزی میں مکمل حاصل کرنے اور وکیل، بیرٹر وغیرہ بننے سے کہ جس سے اپنے عقائد و مسدوں اور ایمان میں تزلزل ہو اور اللہ اور رسول ﷺ اور صحابہؓ و زکات و زین کی شان میں بے ادبی ہو کہ جو اس زمانے میں انگریزی کا اکثری بلکہ ازی تجوہ ہے اور یہ ترجیح ایک محبت دین کے نزدیک تو بالکل واضح ہے۔“

پس جس کو دین کے جانے کا شمع ہی نہ ہو وہ جو چاہے کہے (حقوق العلم ص ۶۳-۶۴)

اور آپ کے ملفوظات میں ہے کہ ”ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! اعلیٰ گڑھ کالج میں لڑکوں کو داخل

کرتے ہوئے مارے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں دین سے برباد نہ ہو جو کہیں فرمایا "میرا ہی ہو گا تو دینی جو نہ کہ مظلوم ہو گا بلکہ  
ظاہر ہی اسباب میں یہ اقلہ بھی ایک قوی سبب ہے نہ ہی کا۔ ہر اس بنیاد کاغذ کے واقعہ سے کاغذ کا واقعہ چھوڑ  
اس لئے کہ اس میں تو دین کا نہ اور اس میں جسم کا ضرر مان رہا تو اس میں حقیقی مرض واقع ہے جو کاغذ میں رہ کر سبب  
ہوتا ہے۔ (موقوفات ج ۳ ص ۷۰)

۱۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت انشیر میں بھنگی کا پیشہ مسلمان کرتے ہیں، بہت برا معلوم ہوتا ہے نہ،  
اب کچھ تعلیم کا سلسلہ چل رہی، وہاں یہ طلبہ یہ کہ تعلیم کے بعد یہ پیشہ چھوڑ دیں گے۔ فرمایا کہ کس قسم کی تعلیم؟ عرض کیا  
انگریزی ہی کی تعلیم کے سوا کچھ لے گئے ہیں۔ فرمایا کہ اگر یہ بھنگی کا پیشہ چھوٹ جائے گا تو یہ انگریزی تعلیم کا پیشہ  
سے بدتر ہے اب تک تو ظاہر کی نجاست تھی اور یہ باطنی نجاست ہوئی، اکثر یہ دیکھا ہے کہ اس تعلیم سے عقائد خراب  
ہو جاتے ہیں۔ (موقوفات نمبر ۴۲۶ موقوفات ص ۳۷ ج ۵)

(۱) اکثر بزرگ کا قول ہے کہ "اھل اے انگریزی، سکولوں میں پڑھاؤ، کوئی نوجوان ہندو یا مسلمان ایسا نہیں  
نہیں نے اپنے بزرگوں کے مذہبی عقائد کو غلط سمجھا نہ سیکہ ہو" (مسلمانان ہند ص ۱۳۲)۔

(۲) کاغذ بھی جی گھٹتے ہیں "اہل کاغذوں کی اپنی تعلیم بہت اچھے صاحب اور شفاف دودھ کی طرح ہے بس میں  
تھوڑا سا بڑھا، یا گھراؤ" (خطبہ صدارت مورخہ ۱۰ شوال ۱۳۱۲ھ) (ص ۶)

(۳) سر سید رحمہ اللہ لکھتے ہیں "اسی طرح لوگوں کے اصول بھی قائم کئے گئے جن کے ناگوار طرز نے تعلیم  
لا دیا کہ غور تو اس کو بد چل گیا اور بے پروا کرنے کے لئے یہ طریقہ نکالا گیا ہے" (اسباب افادات ہند)۔

(۴) سر عبداللہ ہارون سندھی مسلمان طلبہ کی تعلیمی کاغذوں کی صحت پر تقریر میں فرماتے ہیں:-

"تعلیم کا موجودہ طریقہ جسے نارا میں نکالنے کے لئے ان کے کیا تھا ہر اس چیز کو توڑ کر پکا ہو میں اس پر بھی۔"

(روزنامہ "انجام" دہلی، ۲۰ فروری ۱۹۳۱ء)۔

(۵) آج بھی سر فضل حق وزیراعظم صوبہ بنگال نے ۱۹۳۵ء میں آغا یا مسلم بچوں کی مشعل منقذہ ہند کے  
اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں قسم کی تعلیم (کاغذ اور اسکولوں میں ان کو دی گئی ہے دراصل اس نے ان  
کو نہ دنیا کا رکھا ہے نہ دین کا۔ اگر ایک مسلمان بچہ نے ان کی شے، ان کی تعلیم کی یا کس حاصل کر لی ہے لیکن اس کو شش  
میں مذہب کا دشمن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تو اس کا دشمنیاں حاصل کرنا تو اس کے لئے کیا مفید ہو گا کہ؟ مفید اس  
وقت ہو سکتا ہے جب مسلمان رہ کر ترقی کرے۔ کیا خوب رہا ہے اکبر علی آبادی نے۔

فلسفی کہتے ہیں کیا پروا کر مذہب کیا

میں یہ کہتا ہوں، بھائی یہ کیا تو سب کیا

("نہین" (سرمد زور) بجنور، ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء)

(۶) "سہم لنگی و تبار" منشور (دہلی) کے مدیر مسٹر حسن ربیع ۹ جون ۱۹۳۵ء کے ادارہ میں لکھتے ہیں کہ  
"مذہب میں برس سے مسلمان بچے کا مصروف انگریزی اسکولوں میں تعلیم پڑے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دور  
کے بچے تعلیم یافتہ ہیں، وہ اسلامی کلچر، اخلاق اور اخلاقی تصورات سے بالکل نا آشنا ہیں۔"

(۷) علامہ "اقبال" مرحوم ایک نظم میں جس کا عنوان "فردوس میں ایک کمالہ" سے ابتداء یوں ہوا۔

نکرتے ہیں۔

ہاتف نے کہا مجھ سے کہ فردوس میں اک روز  
 حائل سے خواص برسے ہوں سہی شیراز  
 کچھ کیفیت مسلم بندی تو بیاں کر  
 دہانہ منزل ہے کہ معروف تک و تار  
 غیب کی حرارت بھی ہے کچھ اس کی دگوں میں  
 تھی جس کی فلک سوز بھی مگری آواز  
 بقول سے ہوا شیخ کی حالی متاثر  
 رود کے لگا کہنے کہ سے صاحب اعجاز  
 جب یہ فلک نے مرقی امام کا اہل  
 آئی یہ صدا پادے جسے تعلیم سے اعزاز  
 آیا ہے نکر اس سے عقیدہ میں نازل  
 دنیا تو ملی طائر دین کر گیا پرواز  
 دیرا ہو تو مقاصد میں بھی پیدا ہو بندی  
 لغت ہے جو انوں کی زمین گیرو زمیں تار  
 شیار لرز جائے جو دیوار چمن کی  
 ظاہر ہے کہ انہوں گھٹاں کا ہے آواز  
 پانی نہ ملازم ملت سے جو اس کو  
 پیدا ہیں نئی پود میں افاد کے انداز  
 ذکر حضور مشرب میں نہ سنا  
 شمعیں نہ کہیں بند کے مسلم مجھے فدا  
 غرا بیاں یافت ازاں خاکہ کشیم  
 یہاں تو ان یافت ازاں چشم کہ کشیم

شرح جنگ کاٹوی جاکہ غلام حاصل کر لے کہ بجائے خرابی۔ تہذیب و تہذیب۔ یہ پناہ ضروری ہے۔

الشاہد القاضی ہے۔

قاعدة خاصة وهي در المفسد اولي من جلب المصالح فاد تعارضت مفسدة  
 ومصصلحة فمدم دفع المفسدة حالاً لان اعتناء الشرع بالصالحات اشد من اعتناء به لما موراد من

ہم غور غمل میں غور و فکر کا مستحق ہے، لیکن شوق میں پانی چلے جانے کے خوف سے رو رو کر نہ لے لے کر نوشی  
منوع ہے اسی طرح ہر ایک کا غلام سنت ہے مگر ہر ایک کے خوف سے حالت حرام میں خیال نہ کر رہا  
ہے۔

حضور ﷺ کے مبارک زمانہ میں جو قوم کو سمجھ میں نہ آتا تھا اُن کے ساتھ نیاز و ذکر کرتے ہی بات بھی تیار  
ہو جاتی تھی یا پھر ان کے دل پر سے حضرت مرثاؑ لے کر ان کے غوروں کو سمجھ میں آتے۔ یہ وہاں حضرت مرثاؑ نے مذکورہ  
فیصلہ کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ غوروں نے جو حالت بنالی ہے اسے اسے خیریت ہے ﷺ نے اس کو اذیت نہ پہنچائی تو (پہلے  
اسی) ان کو سمجھ سے روک دیتے (مترجم تفسیر) ان عفتہ فزوج الی صلی اللہ علیہ وسلم فالت لو  
الحک و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حدث النساء لمعہر المسجد (ابو داؤد شریف ج ۱  
ص ۹۱ باب ما جاء فی خروج النساء لابی المسجد)

مذکورہ قائلوں کے عقیدے میں جب غوروں نے لئے پند میں جائز و ناجائز پر امتناع و توجہ نہ کیا تو ان کو قرآن ہی پر حجاز  
اور کالج میں داخل کر دیا کیونکہ یہ تو ہو سکتا ہے نا جب کہ یہاں دنیا کا ضرر کہیں زیادہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی تعلیم  
والا جس سے دین و ایمان پر برا اثر پڑا تو پھر غیر اسلامی کلچر، غیر اسلامی اخلاق و عادات اختیار کرنے کا رعبہ متعلق ہو گا  
ایک سے لے کر تین چار سے لے کر ہزار تک البتہ پڑھ کر دیا جاسکا ہے کہ چونکہ ان کی فطرت پر مروجہ قبول کر لیتی ہے  
اور نہ ہی خلاف اسے معاشی امور یاں بھی ان پر نہیں ہو سکتی تو ان کو ان کی تعلیم سے علیحدہ کر دینا چاہئے اور انہیں ان کی  
اسکول اور کالج کی ہر اچھی و بُھلی چاہئے، ہاں ان کے آئینہ کی بنیادی ضروری تعلیم پر ہی غور حاصل کر لیں اور اسلامی  
تحقق، اسلامی اخلاق اور عادات پر بھی توجہ دے تاکہ ان کے لئے کج فہمی نہ ہو کہ وہ کج فہمی  
تعمیر کی کج فہمیاں حاصل کریں۔

بقول اکبر الہادیؑ

تم شوق سے دلچ میں بیٹھو پارے میں بھولو

جائز ہے نہادوں میں اڑو جھنج پ بھولو

ہنس ایک فن بندہ چڑھا رہا رہا

نہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

مگر موجودہ دور میں یہ لائق بالکل ناممکن معلوم ہوتی ہے، جس اسلامی عقائد اور اسلامی اخلاق وغیرہ پر  
نہایتی سے قائم رہنے کا یقین نہ ہو اور اگر بداد رہے داخل سے محفوظ رہنے کا بھی پورا یقین نہ ہو تو جس طرح  
مطلب مرض اور منہ صحت آج وہاں سے اولاد کی حفاظت کی جاتی ہے اسی طرح مذکورہ تعلیم اور کلچر سے بھی ان کی  
حفاظت کرنا ضروری ہے۔

اولاد کی غیرت اسی میں ہے کہ ان کے دین کی درستی نہ ہو دنیا کی و نہی نہ ہو گھر سے زیادہ ہو یا کان دین  
فرماتے ہیں۔ صلیبی لا ندران میں یسعی فی عمارة اخری و ان کان فیہ عروہ و نسیبہ و عودہ من  
یسعی فی عمارة اخری و ان کان فیہ عودہ و نسیبہ (مجالس الامراء ۸۵ ص ۵۰۰)

(یعنی) آدمی کا دوست وہ ہے جو اس کی آخرت کی برکت کی کوشش کرے اگرچہ نہ اس کی دنیا کا کچھ نقصان ہو اور اس کا دشمن وہ ہے جو اس کی آخرت کے نقصان میں کوشش کرے اگرچہ اس کی دنیا کا فائدہ ہو۔ اللہ اعلم بالصواب۔

### عورتوں کو انگریزی تعلیم دلوانا کیسا ہے؟

(سوال ۵) آج کل ہمارے یہاں بہت سے آدمی ایسے ہیں جو اپنی لڑکیوں کو کان میں بھیجتے ہیں اور کچھ لڑکیاں بے سکاچ کے داخلہ کے بعد ان کے لباس، رینگن کن، پالہ حال، غرض کہ ہر چیز میں نمایاں فرق دیکھتا ہے اور پھر آستیا بستہ شرم، حیا بھی جاتی رہتی ہے اور اس سے والدین کا مقصد صرف اتنا ہوتا ہے کہ ہماری لڑکی کوئی ناچنے ڈنگنی حاصل نہ کرے اور کوئی اونچی سے اونچی دیوثی ملازمت نہ جائے تو اس غرض سے اپنی لڑکی کو اس تعلیم میں مبتلا کر دیا کیسا ہے؟

(جنس اب) لڑکیوں کو کان میں بھیجنے والے اس باپ ان کے دشمن ہیں اور بہت نہیں ہو سکتے "محاسن الامار میں ہے۔ فصل فی الا نسان من یسعی فی عمارۃ اخرتہ وان کان فیہ ضرر لدنیاہ وعلوہ من یسعی فی عمارۃ اخرتہ وان کان فیہ نفع لدنیاہ وقد قال اللہ تعالیٰ وتعاونوا علی امر و النہی ولا تعد ووا اعمی لائم والعدوان (یعنی) آدمی کا دوست وہی ہے جو اس کی آخرت کی اصلاح اور دین میں کوشاں ہو اگرچہ اس میں اس کی دنیا کا کچھ نقصان ہو اور اس کا دشمن وہ ہے جو اس کی آخرت کے نقصان میں کوشش کرے اگرچہ اس میں اس کی دنیا کا فائدہ ہو" (۵۰۸/۵۰۰)

تعلیم الامت حضرت مولانا شرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ کانچ کے داخلہ سے فالج کا داخلہ اچھا ہے اس لئے کہ اس میں قویٰ کا ضرر ہے اور اس میں جسم کا ضرر ان دونوں مرضوں میں حقیقی مرض وہی ہے جو کانچ میں درج کر دیا جاتا ہے۔ (ملفوظات ج ۳ ص ۱۰۷، ملفوظات ص ۱۰۸)

اس میں شک نہیں کہ کانچ جانے والی لڑکی پیپ روپیہ آنہا ہے پردہ اور بے حیا وہ بے شرم بن جاتی ہے یہ انگریز تعلیم اور کانچ کے ماحول کا کبھی نتیجہ ہے مرحوم سر سید کو جو انگریزوں کے بڑے حامی تھے تقریباً یہ کہتے ہیں کہ انگریزوں کے اسکول بھی تو نہ بنے گئے جن کے ناکارہ مزے نے یقیناً لادیا کہ عورتوں کو بد چلن اور بے پردہ کرنے کے لئے یہ طریقہ نکالا گیا ہے۔" (سب بخت بہ بند)

جب لڑکی کی حیا لگی تو سب بگوئیں، حیا تو ایمان کی شاخ اور اس کا جزو ہے اور ایک حد سے شریف میں ہے ان احیاء والا یمان قسماً جمیعاً فالما رفع احدہما رفع الاخر (رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ باب التوفیق والحدیۃ وحسن الخلق ص ۳۲۷) (یعنی) حیا اور ایمان یہ دونوں کٹھنر بنے والے جوڑی دار ہیں ناب ان دونوں میں سے کوئی یکساں نہیں کیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے۔

اب آسمانی سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ لڑکی کو کانچ میں بھیجنے والے اس باپ اس کے دوست ہیں یا دشمن؟ والدین کے لئے قرآن حکیم میں یہ حکیم ہے قوا لفسکم و اہلبکم نارا یعنی تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ









ماہی نگاہی کا یہ کام ہے کہ اس کے ذریعے اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔ اس کے لئے اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔ اس کے لئے اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔

یہ سب دیکھ کر اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔ اس کے لئے اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔ اس کے لئے اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔ اس کے لئے اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔

اس کے لئے اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔ اس کے لئے اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔ اس کے لئے اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔ اس کے لئے اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔

اس کے لئے اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔ اس کے لئے اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔ اس کے لئے اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔ اس کے لئے اس کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں ان کو مل سکے۔

باقی نے کہا مجھ سے کہ فردوسی میں ایک دور  
 حانی سے خطاب ہوئے ہوں سمدی شیراز  
 کچھ سیرت مسم بندگی تو بیاں کر  
 وہ دور مہربانی ہے کہ معروف تک اجاز  
 مذہب کی حرمت بھی ہے بچو اس کی جگہوں میں  
 حق پس فی فلک سوز سبھی گرمی و سرد  
 باتوں سے بڑا شیخ کی حکایت سناؤ  
 دور کے فلک ایسے کہ اب صاحب و پاد  
 آج ہے کہ اس سے عقیدہ میں دلزل  
 دنیا تو می حار رہی کہ مہیا پرواز  
 رہی ہو تو مقاصد میں بھی پیدا ہو نام  
 قدرت نے جو انوار کیا زمین و آسمان  
 بنیاد سے جانے ہو دیوار چین کی

ظاہر ہے کہ انہام گھٹاں کی ہے آغاز  
پانی نہ طاحون طلت سے جو اس کو  
پہنچا ہے چور میں اللہ کے انداز  
نہ ظہور مشرب میں نہ نہ  
تعمیم نہ کہیں بند کے مسلم نے نماز  
فرما تو اس بات ازاں خاک کے مستقیم  
دیانتوں بات ازاں چشم کے رشتیم

اس سے ثابت ہو کہ فرقہ کی اصل چیز یعنی تعلیمات سے بالکل محرومی یا اس میں کمزوری ہے لہذا جس طرح  
مسیحیوں ہوا کے ضرورت سے بچنے کے لئے بیسڈ کا انکشن لیا جاتا ہے اسی طرح دنیوی تعلیم کے ساتھ علم و دین کی بھی اشد  
ضرورت ہے لہذا اس سب سے پہلے اس کا انتظام ہونا چاہئے حکیم ہمارے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ  
انتظام مسلمانوں میں ہے نہیں اگر دینیات پر نہ کہ ضرورت کے لئے اگر بڑی تعلیم ہو جب اندیشہ غلط خراب ہونے  
کا بہت کم ہوتا ہے اور جب اپنے مذہب کے عقائد کی خبر نہیں ہوتی تو اکثر گمراہی ہو جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۱۱ صفحہ ۱۷۶)

لہذا ہمارے حاضر میں بہ نسبت دینی تعلیم کے علم و دین کی زیادہ فکر ہونی چاہئے۔ دینی تعلیم کے اسکول قائم  
کرنے والے اور صنعت و حرفت کے کھائیں چلانے والے بہت ہیں، مگر منہ پر خود حمایت کرتی ہے بہ نسبت ہمارے  
کمزور مذہبی ادارے (جو فی الحقیقت حفاظت اسلام کے قلعے ہیں) بہت ضروری ہے کہ ان کو مضبوط کیا جائے، ان کی  
تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ محلہ محلہ گلی۔ گلی اور ہر مسجد میں دینی تعلیم کے کتب ہونے ضروری ہیں۔ علم الہامی حضرت  
مولانا تھانوی فرماتے ہیں کہ "اس میں تو در انگریز نہیں کہ اس وقت مدارس علوم دینیہ کا وجود مسلمانوں کے لئے ایک  
دینی بڑی نعمت ہے کہ اس سے فرقہ (جڑ کر) مستور نہیں ہو گیا جس اگر اس وقت اسلام کے بچا کی کوئی صورت ہے تو یہ  
ہو اس ہیں۔ (حقوق العلم ص ۵۱)

حضرت مولانا گیلانی فرماتے ہیں کہ "مذہب تو یہ ہے کہ مسلمان باپوں اور مسلمان ماؤں کے بچوں کو ان کی محمود  
سے حسین چھین کر صحری جامعات اور یونیورسٹیوں میں داخل کر کے طغیان و سرکشی و لادعا و ارتداد کے کفرانہ جرائم ان  
کے دل و دماغ میں ایک طرف جہاں پرورشی کرنے والے کر رہے تھے تو دوسری طرف ان کے مقابلے میں ہمارے سبکی  
کشمی ۱۰ مدارس تھے جنہوں نے مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے ایک طبقہ کو خواہ ان کی تعداد جتنی بھی کم ہو، اعتقادی،  
اخلاقی و فکریوں سے پاک رکھنے کی کامیاب کوشش کی (انہام القرآن افادات گیلانی نمبر ص ۱۸۸)۔

لہذا ایسے دینی مدارس کے ہائی، کچھ ان کو مضبوط بنانے اور ان کی تعداد بڑھانے کے لئے مالی قربانی میں  
سبقت کرنے کی ضرورت ہے، حضرت امام ربانی مجدد الملت ہائی ارشاد فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) سب سے بڑی جنگی یہ ہے کہ شریعت کی اشاعت اور اس کے احکام میں سے کسی قسم کو زبردہ کرنے

(۱) بظاہر کتب کی طرف بہت سے علماء و علما کو اصحاب کتب کی طرف منسوب کیا گیا ہے یہ مولانا کی مخصوص اصطلاح ہے۔

میں شش کرے۔ بالخصوص ایسے زمرے جن کے مذہب کے شعائر میں صحت کے لیے بولے ہوئے دواؤں اور خیرات میں خرچ  
مذاہب ایک مسکن کی اشاعت کے مثل نہیں، ان اعمال کے خرچ کرنے میں کوئی نیک شریعت اور خیریت کے مذہب کے لئے  
ہیں بہت بڑا اضافہ ہے اور اس نیت سے ایک پیر خرچ کرے دوسری نیت سے لاکھ روپے خرچ کرنے کے مثل  
ہے۔ (مکتوب لاءہدیائی، ص ۶-۶۶ مکتوب نمبر ۱۸۸) مؤلفہ: العلامہ عبدالعزیز

عمائے حق کو برا بھلا کہنا کیسا ہے؟

(سورہ ۵۳) باطل پروری و ظلم اور ستم، ان حضرات نے۔ و محرم ربیع الاول اور ربیع ثانی خرم عکاس مٹا، بدنام کرنے اور ان سے خواہش کہ بدعین کرنے کے لئے وعظ و تقاریر اور مجالس میلاد کا سلسلہ جاری کر دیا ہے جن کے ذریعہ مسلمانوں میں غلی خرابی اور انتہائی گمراہی کی اشاعت کر رہے ہیں۔ انجمن کار عوام کے حلفاء قاسم و اعزیز تقویت ملتی ہے اور وہ علمائے حق سے دور رہتے ہیں۔ اس بنا پر علمائے دین کے ساتھ ربط و ضبط رکھنے والے علماء خفیہ و حضرات نے مذکورہ چیزوں میں بھی وہ بدعتی خیالات کے علمائے کو وعظ کے لئے دعوت دے کر وعظ کرائے ہیں جس کی وجہ سے عوام کے عقائد درست نہ رہے ہیں اور علماء کے بارے میں جو بدعتی و گمراہی پھیلی ہے اس کا اثر ہو رہا ہے۔ اب جہاں دیکھتے وہ بدعتی علماء کے وعظ اور مجلس میں بڑے بڑے ذوق و شوق سے شرکت فرماتے ہیں اور قیاسیاب ہو رہے ہیں۔ لیکن بعضوں کا کہنا ہے کہ ان چیزوں میں تقریر و وعظ کرنا کرنا ہی بدعت ہے اور اپنے اسلاف و اکابر کے مسلک کے خلاف ہے۔ وہ بدعتی علماء غرض فرقی لیتے ہیں، شکی میں بیٹھ کر جاتے ہیں بعض عالم بدعت قبول کرتے ہیں۔ یہ سب درست ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ شرعی حکم اس بارے میں کیا ہے؟ بالتفصیل تحریر فرمائیں۔

(المصنوع) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ماورق الاول اسلام میں بڑا باہرست مہینہ ہے کس مہینہ میں؟ قارئین! بعد اس کا مہینہ ہے حضرت رسول مقبول ﷺ کا عید، اسے جو شیخ انوار اور مفتی صاحب دیرکات کا سرچشمہ اور مرکز ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں:-

لہذا الشہر فی الاسلام فضل و منفۃ تفرق علی الشہور و بیع فی و بیع فی و بیع و نور۔  
 فوق نور فوق نور (اس ما کی اسلام میں فضیلت ہے اور اس کی ایک غیبت ایسی جو سب صحیفوں پر سبقت دی  
 جاتی ہے ایک بہار ہے مسمو بہ بہار میں بہار کے وقت (یعنی کے بہانے وقت میں) نور ہوا ہے نور ہوا (نور نور)  
 اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے علاوہ بہت سی معادرت کا بھی بیان (خود راجع الاول میں ہوا  
 دوسرے صحیفہ میں) انوشاہ دارین اور غلامیوں کا موجب ہے جنہوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ دیوبندی ملام و اولاد  
 شریف کے بیان کے مکر میں یہ صریح کذب اور بالکل غلط ہے۔ (یہاں تک عذابا بہتان عظیم)

۱۰ ہمارے اسلاف واکارِ عظامے وچوندے تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت شریف کا یزمن کسی عدا میں کسی دن بھی ہومند و جب مستحب اور خیر و برکت کا: عٹ سے جیسا کہ:-

(۱) حضرت مولانا رشید احمد صاحب دکن، رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفس ذکر ولادت کو کوئی منع نہیں

نہادی۔ (نہادی رشید بیچ، ص ۷۰) طبعی ہندوستان پر تنگ اور کس (طبی)

نفس، ولادت مندوب ہے اس میں کربابت قبول کے سبب آتی ہے۔ (نہادی رشید بیچ، ص ۷۰)

(۲) حضرت مولانا غفران احمد صاحب مہاجرہ ہند رشتہ اند علیہ فرماتے ہیں۔ "نفس، کرمیلا، فخر عالم غیبیہ اسلام کو کوئی متغ نہیں کرتا بلکہ ذرہ ولادت آپ کا کشل ذرہ دیگر ہر حالات کے مندوب ہے۔ (برائین کا قاعدہ ص ۳)

(۳) حضرت مولانا تھانوی رشتہ اند علیہ فرماتے ہیں ایسا کون سلسلہ ہوگا جو حضور ﷺ کے وجود یا وجود پر خوش نہ ہو یا شکر نہ کرے پس ہم پر یہ خالص تہمت ہو کہ شخص افتراء اور تراہبات کہے کہ (توبہ توبہ لغو پانہ) ہم لوگ حضور ﷺ کے ذکر شریف سے اس پر خوش ہونے سے راکھتے ہیں۔ حاشا ﷺ حضور ﷺ کا ذکر تو ہمارا جزو ایمان ہے۔ (دعوتِ افسرہ ص ۸۴)

(۴) حضرت مولانا محمد منظور عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:-

"اللہ علیہم دغیر شہام ہے کہ ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر پاک دوسرے اذکار حسنیٰ طرح موجب رحمت اور باعث برکت ہے بلکہ حضور ﷺ کے بول و براز جلد آپ کی سوا کی کے گدھے کے پسینہ شباب کا ذرا بھی بلاشبہ باعث ثواب ہے۔ (سیفِ ربانی بر فرقہ ضالہ ص ۱۶-۱۷)

البتہ میلاوی کی دیکھی جالوس اور ہوتے بازگوں نے بدعت لکھا ہے۔ جن کی خصوصیات یہ ہیں:-

(۱) پندگوں کا حلقہ بنا کر دعا و نذرانہ خوش الحانی سے گاؤ۔

(۲) تہائی۔ ایک دوسرے کو بلانے کا اور جو ع کا ہندام جس قدر ہوتا ہے کہ اتنا فرض نماز و جماعت کا بھی نہیں کیا جاتا۔

(۳) قیام۔ اس عمل کو بطور عقیدہ ضروری قرار دیا جاتا ہے۔

(۴) سیلا دی ایسی مجلس مجمل کے متعلق الیاد بدعت کا معنی ہے کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ ابتدا ویک نہ جس وقت میں برائے تنظیم قیام کرتے ہیں اور آپ کو حاضرہ نظر مانتے ہیں۔

(۵) ریح لاؤل کی بارہ میں تاریخ کو یہ عمل بطور عقیدہ واجب اور ضروری قرار دیا جاتا ہے اور اس کو اپنی نجات کے لئے کافی سمجھا جاتا ہے اس لئے یہ لوگ فرغ نفس و نماز و جماعت کے پابند نہیں ہوتے۔ الا اشارہ اللہ!

(۶) سوار کے اس روایتی طریقہ کو ایک دکن عظیم اور شعرا اہل سنت قرار دیا گیا ہے۔ جو عکس کے پابند نہیں ہیں انہیں بدعتیہ اور اہل بدعت و بدعتیہ کے خلاف اہل سنت بلکہ عارفان اسلام تک کہا جاتا ہے۔ فرض نماز قضا ہر وہ ہو مگر مرم سوار نہ تھا نہ نماز و جماعت چلی جائے تو یہ وہ نہیں مگر بجا رہتا ہے نہ ہونے پائے۔

(۷) سیلا خواں اکثر و بیشتر بے علم و بے عمل فاسق ہوتے ہیں۔

(۸) من گھڑت و باتیں اور بے اصل واقعات اور قصص اور خلاف شرع امور سے ایسی مجلسیں خالی نہیں ہوتیں۔

(۹) شربی (منہائی) اس کے لئے ضروری ہے۔

(۱۰) روشنی وغیرہ میں فضول خرچی حد سے بچنا ضروری ہے۔

(۱۹) مہر (میرزا کاغذی) خروغیہ، صفحہ ۵۔

مذکورہ تلمیذ وقتِ موتِ خدیجہؓ کی وجہ سے ہرے ہزارگوں نے بھی مجلسِ مہاولو پر عزت فرمایا ہے۔ ابنِ ہشامؒ میں امامِ ابنِ النجاشیؒ (متوفی ۳۷۵ھ) اور حضرت محبوبؒ بخاریؒ قصبِ ربیعہؒ الف ثانیؒ شیخ محمد فاروقیؒ سرحدیؒ (متوفی ۳۷۵ھ) اور شیخ شافعیؒ ہیں۔ ملافتہؒ نوکتاب المدخلینؒ (ص ۱۵۰) مکتوباتِ امامِ ربانیؒ ج ۳ (ص ۱۳۰) عمرِ نبویؐ ہوا کا یہ قسمؐ رضی اللہ عنہؐ دو انکی نہیں ہے۔ حسبِ یہ خط و پتہ یاں اور برائیں جن کی وجہ سے ہم جو کائناتِ باریاقتیؐ نہ رہیں۔ نہ باقی نہ رہے جیسا کہ حضرت حکیم الامتؒ امامِ قاضیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے خاتمہ ریح الاولین میں آنحضرتؐ کی دولتِ شریفہؐ کے قتلِ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

”حق تعالیٰ نے جس آیت سے ہزاروں سال قبل اللہ ﷻ کی تعریف اور نبی کے حقوق اور برکات بیان فرمائے ہیں، اس پر ایمان لے کر لینے کی اس وقت سے کہ بعض کھپیں کی عداوت ہے کہ وہ اس زمانہ (ربیع الاول) میں مذکور واقعے کرتے ہیں، حضور ﷺ کے فضائل کا اور یہ بڑی خوبی کی بات ہے مگر اس کے ساتھ جو ان کو غلطی واقع ہوئی ہے، ان کا فحش کرنا محض ضرر ہوئی ہے۔ (اگر مرسوس ص ۴)

یہ قربات ہیں کہ چہ سال سے میرا معمول ہے کہ دو روزہ خال کے شراب و عیسویہ و ملا اس ماہ میں قراءت و تعریف کرنے والوں کی اصلاح کے متعلق کہ کربا بیوں کو اس میں طبعاً اور فو کہ حید و نکات و متدقی کا بیان بھی آجاتا ہے۔

آج پر وہ رقیق لؤلؤ ہے۔ اسی تاریخ میں لوگ افراد تقویٰ کرتے ہیں۔ اسی تاریخ کا یہ تقیص اردہ جس نے کیا کیا اور نہ خود بلکہ اس تاریخ سے منہ ہے بلکہ احمد مذہم میں برکت کے خاکل ہیں۔ پس تاریخ آج پر ہر گز ہے ہر حضور ﷺ کا ذکر شریف میں یہ ۶۴۱۳ حریم برکت کا ہے۔ لیکن چونکہ تقیص اس کی اور اس میں اسی ذکر کا انتہا امر نامہ صحت سے اس لئے اس تاریخ کی تخصیص کو ترک کر دے گا۔ (واعظ السردار ص ۲)

حضرت حکیم الامت نے دفع الاول میں بہت سے حوالے فرمائے ہیں "الغلو" کا معنی مبالغہ اور زیادتی ہے۔

”یہ ماہ ہے رجب الاولیٰ شریف کا اور اس میں یہ حضرات ہیں کہ یہ ماہوں تو شاید پرھے گئے ہوں گے میں شاید نہ کر سکوں اور اس بدعت میں کیا فرق رہا وہ بھی بیان کے لئے اس کو تو مختصر کرتے ہیں اور تم نے بھی کی اجازت یہ ہے کہ چار ماہوں کوئی تخصیص نہیں ہے ایسا تو کوئی بیان اور کوئی دفعہ اس سے خالی نہیں جا سکتا چنانچہ شریف و بھائی حکمتیں اور غایات دربارہٴ اہل بیت علیہم السلام کا اتباع کامل ہے اس میں بیان نہ ہوں۔ لیکن اب میں شاید کسی کو شبہ ہو کہ اور ماہوں میں تو اس خاص اہتمام کے ساتھ اس کا بیان نہیں ہوا اور اس طرح خاص اسی ماہ کو یہ کہہ دیا تو اس لئے عرض ہے تو ہم نے اس ماہ کو اس قدر کہہ لئے ”من حیث انہ زعمان انولادہ“ مخصوص نہیں کیا۔“ بل من حیث انہ بدکرہ فیہ اہل البدعة ذکروا ولولادہ ولا یحوزون عن الہدایات“ (یعنی اس ماہ سے تخصیص اس ماہ کی نہیں کی گئی کہ اس ماہ میں ولادت شریف ہوئی ہے اس لئے کہ شریعت میں تو اس کا یہ نہیں بلکہ اس ماہ سے یہ تخصیص کی ہے کہ اہل بدعت اس ماہ میں ولادت شریف ہو اس کو اس کیا کرتے ہیں اور اس میں بدعت ہے







[illegible]

محمدؐ نے حضرت عبداللہؓ کو بعد اسبے روزہ اللہ علیہ کا فرش ہے پھیر دیا۔ اس نے اس عہد پر پہنچا تو اس نے اسے  
 اس وقت تک لیا کہ اس کی اس پرانہ دوا کا کھانا کھا کر اسے پتہ چلا کہ اسے دوا ہے اور وہ دوا اس نے اسے کھا کر دوا  
 دیا۔ اس نے اسے اس دوا کے لئے دیا۔ اس نے اسے اس دوا کے لئے دیا۔ اس نے اسے اس دوا کے لئے دیا۔ اس نے اسے اس دوا کے لئے دیا۔

”ایں ہم اندر ہانکی رہا ہے غم نے دھڑ  
توں میں مسکیت و اکتاہٹ کی ہال پرزائیں“

( کتاب فرائض و احکام )

[illegible]



القرآن فی ۳۵۴ (۳۵۴)

رام پور میں ایک خوشی کے سجتھ پر حضرت شیخ الہند اور حضرت مولانا ظلیل احمد صاحب فور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدعو کئے گئے تھے۔ وہاں پہنچے پر معلوم ہوا کہ دعوت کے مجمع میں بہت ہی تمام ہے اور بڑے آقاؤں کا رقبہ ہے مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ الیکس ٹوٹ گئے اور بقیہ دونوں حضرات شریک ہوئے اور فرمایا کہ ایسے موقع پر مولانا تھانوی تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ہم لڑتی۔ (معائنات الدین ص ۱۲)

واعظ سفر فرج ضرور دئے سکتا ہے۔ اس کو ٹیکسی میں سفر کرنا بھی جائز ہے اگر اس کو بلایا جائے اور استاد کائن اور کاروبار چھوڑ کر سفر کرے اور اس میں اس کو خرچ ہوتا ہو اور وہ حاجت مند بھی ہو تو اس کے لئے ہر ایسے کی بھی گنجائش ہے۔ تاہم اپنے علم میں استطاعت ہوتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اس کو توئی واعظ کی وجہ سے کبھی نیچے کے لئے مجبور ہوا تو اس کو عدم کے سامنے بدنام نہ کرنا اور جو اس طرف دیکھا تو خود لرا ایک نہایت ہی مغلوب شان اور سبب عزت ہے اور علماء کے اندر دوا کریم کو کھانا ہے۔ اگر کسی سے کچھ انفرش ہو گئی تو اس کی اصلاح کا طریقہ یہ نہیں ہے۔ ایک بار مجمع میں حضرت فضیل سے شکایت ہوئی کہ حضرت سیدان بن حیدر نے شہادی تحفہ قبول کیا۔ شہ نے مجمع میں یہ کوبہ کہبات کہاں دی کہ "جی نہیں" سیدان نے ہاتھ حق وصول کیا وہ گا اور وہ بھی ناقص!! پھر غلبت میں حضرت سفیان نور رب نہما کر نہایت نرمی سے نصیحت فرمایا کہ اسے پہلی جہاد و تمیز چہ بڑا دک نہیں لیکن اس سے محبوب اور محبت یافتہ ضرور ہیں مطلب یہ کہ ہم کیونکہ اس مردہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ لہذا ہم و ایسے فعل سے بچنا چاہئے جس سے لوگوں کو مل جائیں اور اس نے حوالہ سے بزرگوں کے نام پر عیب دکھائیں۔

وقال بعضهم للفضیل ان سفیان بن عیینہ قبل جوارہ السلطان فقال ما احد منهم الا حور  
حقہ تم خلی یہ وعاقبہ بالرفق یا اما علی ان لم تکن من المصلحين فانما نحب المصلحين الخ کتاب  
الابنین لعلم غزالی ص ۷۳

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارن پور فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں علماء کی طرف سے ہر گھنٹی اور ہر جگہ ایسی ٹیکس بلکہ مقابلہ اور تحقیر کی صورتیں بالعموم اختیار کی جا رہی ہیں۔ یہ امر دین کے لحاظ سے نہایت ہی سخت خطرناک ہے۔ (انصاف تلخیص فصل نمبر ۶ ص ۲۶)۔

حضرت سعید بن مسعود تابعی فرماتے ہیں۔ شریف اور عالم آدمی میں دو کچھ سمجھ سب تو ہوتا ہی ہے۔ انسان دو معجزات جن کے محبوب کا تذکرہ مناسب نہیں ایسے لوگ ہیں جن کے فضائل اور نیکیاں ان کی برائیوں اور عیوب کے مقابلہ میں زیادہ ہوں ان کی خرابیوں کو ان کی بعض خوبیوں اور قابلیتوں کی وجہ سے قبول کرلو۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵)  
آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ حق کے کناہ تیز عالم کی لغزش اور سلطان عادل کی ترقی و تیزی سے دور نذر کرو۔ (کنز العمال ج ۲ ص ۳۹۳) حفظ واخذ العلم باصواب وعلہ اتم۔

وعظ کہتے کا کون حق دار ہے؟

(سوال ۵۵) اجارے اطراف اور دیہات میں برہمابری سے محرم شریف کے وعظ کے لئے مولوی صاحب آتے





نے گلستانِ شکر میں لکھا ہے؟

دوست آہائے کبریا دوست دوست  
پریشان حال دوست دوست دوست

یعنی دوست وہ ہے کہ پریشانی، چارہ کی حالت میں دوست کا ہاتھ پکڑے۔ جس پر میں نے عمل کیا۔  
حالانکہ یہاں ہاتھ پکڑنے کا مطلب مدد کرنا ہے۔ نہ کہ ہاتھ پکڑ کر پھنسا۔

بے شک جو عمر کی وفاداری نہ پائے، ہوں اور اصطلاحات و محاورات سے واقف نہ ہوں وہ ضرور اس قسم کی  
خطایاں کریں گے اور قرآن و حدیث کا مطلب سمجھیں گے خود بھی مگر اہم ہوں گے اور دوسری کو بھی مگر انہی کو یہ پائے۔  
ایضاً اہل علم سے چنانچہ سنا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو قرآن کا مطلب اچھی دکان سے بیان کرے۔  
میں بیان کرے گا تب بھی خطا وار ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۵)

اپنی دکان سے بیان کرنے والا عالم فاضل بھی آنحضرت ﷺ نے نزدیک خطا وار ہے نہ بوجہ نہ واقعیت  
قرآن و حدیث کا مطلب سمجھنا اور خوفِ حواہی بیان کرنے والوں کے لئے کیا حکم دیا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ ہم ان کے  
مذہبی اور پیشہ ور باشواہل علم سے سنا ہے۔ پھر پناہ ہے۔ فقہاء اہل علم بالاصواب۔

سنی مسلمان شیعوں کو تعلیم دے سکتا ہے؟

(سوال ۵۶) اہل سنت و الجماعت کے عقائد وال عالم شیعوں کو قرآن و غیرہ دینی تعلیم دے سکتا ہے؟  
(الجواب) شیعوں کو قرآن و حدیث اور دینیات کی کسی تعلیم (جو اہل سنت و الجماعت کے خلاف نہ  
ہو) دے سکتے ہیں۔ فقہ۔

مدرسہ کی تعلیم اہم ہے یا تبلیغ؟

(سوال ۵۷) انگلینڈ میں مدرسہ بنے نہیں اساتذہ و جہز۔ دیکھو سوچئے تعلیم پار ہے ہیں۔ مدرسین کی بونگ چھٹیاں  
تین بنتے کیا ہیں۔ ملاوہ اس کے مدرسین باری باری تبلیغ اجتماع میں جاتے ہیں۔ جس سے تبلیغات دینی  
ہیں۔ غرض کہ سال میں تین سو تیرہ (۳۱۲) دن مدرسہ میں تعلیم کے ہیں۔ ان میں سے ایک سو تین (۱۵۶) دن  
تبلیغی پروگرام میں گزرتے ہیں۔ یعنی صرف تعلیم کے لئے ایک سو ستاون (۱۵۶) دن ہی رہتے ہیں۔ جس میں  
تعلیم پاتے ہیں۔ یہاں جیسائی ماحول اور خراسان میں بچوں کو صرف پندرہ برس تک ہی دینی تعلیم کے حصول کا  
وقت ہوتا ہے۔ جس میں دینی تعلیم کی نسبت کے پیش نظر ان کے اوقات ضائع کر کے تبلیغ جماعت میں جانا جائز  
ہے۔ "یعنی تعلیم دینا اہم ہے یا تبلیغ؟ حق میں جواب؟ قرآنی حکم سے آگاہ فرمائیں۔" منہ و حق ہزار

(الجواب) اب مدرسہ دار۔ یعنی کے قول، قرآن کے مطابق عمل کرتے ہیں تو یہ بجا تر نہیں ہے اور کوئی حرج بھی  
نہیں۔ بچوں کی تعلیم کی حرج تبلیغی کام بھی نہایت اہم ہے جس کا بیان دشوار ہے۔ تبلیغی کام سے چھوٹے بڑے،  
مرد، عورت، عربی، مانول پیدا ہوتا ہے۔ انکو کادہ، فکر، غربت، مہارت کا شوق، اور دیدار دینی بڑھنے کا موقع ہے۔

انکلیں نہ کا مائل اس قدر سخت ہیں۔ جو بیوی اور بیویوں کے لئے یا خصوصاً نوجوان عورت کے لئے بے انتہا خطرناک ہے۔ ماں و باپ دیندار ہوں گے تو اور ویلے دیندار بنی کی فکر ہوگی۔ ان کا علم و ادب انہیں اس سے (جس سے وہ مبرا) نفرت کر رہے ہیں اور دوسرے مسکند یا دوسرے کچے۔ آپ نے اور یہ کہ دستور داخل قابل تحریف اور قابل اعتبار ہے۔ اس طرح صحابہ کرام بیویوں کی تعلیم کے ذریعہ ہیں ایسے ہی تعلیمی کام کے انداز ہیں۔ یعنی ان پر وہ نیا کی ذمہ داری ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں۔ ہاں وہ اس دور میں صبر کے ہر چھوٹے بڑے تعلیم و تعلق و متعدد وراثت اور اثر صالح کے بارے میں لوگوں کو آمادہ کرنے میں قاصر ہیں۔ اس بناء پر تنبیہ کریں کہ شہر میں اکثر لوگ غور سے مشروط و کام سے واقف ہیں۔ تو یہ کاروں کے یا متعددوں کی ذمہ داری میں یہ نکتہ ہوگا۔

ابن شہر کی ہر ایک مسجد اور محفل میں ایک عالم دین کا ہونا ضروری ہے۔ ایسے ہی ہر ایک کاغذ میں بھی ایک عالم دین کا ہونا ضروری ہے۔ جو۔ امام اپنے فرض میں۔ عفا۔ غیاہ اور فرض کی فرست ہو اس پر لازم ہے کہ قرب و جوار کی سبھی میں جا کر لوگوں کو ہمیں سکھائے اور شرعی و احکام سے واقف کرے وچا کھڑے مانڈھے جائے کسی کا اٹھانا نہ لے کہ وہ مشغول رہے کہ وہ عالم کوئی عالم چاہے وہ تو دوسرے جہد و شریعت میں کے موزن عالم غیر عالم سب پر وہ آلے گا۔ عالم پر تو اس لئے کہ ہر جہاں جہاں لوگوں کو سکھائے۔ اور غیر علم پر اس لئے کہ دین کیلئے میں سستی کی ہر اہم جو شرط و صلوات واقف ہیں۔ ان پر ضروری ہے کہ واقف لوگوں کو سکھائیں ورنہ یہ بھی لوگوں کیوں کے کہ وہ جانتے ہیں۔ واقف تمام کھانے کی ان کو کافی فرصت ہوتی ہے ورنہ لوگ اس خدمت میں کسی کوئی انجام دے سکتے ہیں۔ دوسرے ایک ذرا وقت۔ تجارت۔ ادارت۔ پھوڑا کتبچہ میں چاہیں گے تو ان کا کام رہے ہو جس سے کہ ہر نظمیں ہو جائیں گی۔ اس کے سجدے کے ذریعہ وہ ہیں۔ واقف اس بات کی درستی میں ہے۔ علمانی شاہان اور ان کا کام یہی ہے کہ ان حضرت چھوٹے سے جو جہاں تک پہنچا ہے۔ وہ دوسروں تک پہنچا دیں کہ وہ علمانی شاہان ہیں۔ (ابن الاثیر ص ۳۶ صفحہ ۲)

بچوں کی تعداد زیادہ ہو اور وہ سب ہم ہوں تو یہ دین بڑا ہے چاہیں۔ دوسری سماعت میں کافی سے زائد صرف کر دیتے ہیں۔ حالانکہ دوسری سماعت مقصود یا لذات نہیں۔ تصدیق صلی خیم سے تو پھر ساتھ دوسرے ساتھ ہیں اور ان کی تحریکوں کے بارے میں کوئی بھی کیوں کی جائے؟ خلاصہ یہ کہ تعلیمی کام کے ساتھ تعلیمی قتل ہونا چاہیے۔ یعنی انہیں (تعلیمی) تعلیمی کام کی ذمہ داری ہے جہد و شریعت میں چھوٹے۔ لہذا تعلیمی کام کے ساتھ تعلیمی کام میں چھوٹی ہیں۔ اور دوسریں کو جاری و عطفہ کے ساتھ تعلیمی کام کے لئے چاہئے کی اجازت دیں۔

شیخ الاسلام حضرت مدنی تحریر فرماتے ہیں۔ ”مجھ کو یہ معلوم ہے کہ بعض مسلمان شہر و خانہ مدرسہ کی تحویلوں کے چاروں دیکھنے کے تحقیق اکثر اوقات اور شہرت ہیں۔ مسلمانوں کے ادارات تعلیمی یہ سرف تعلیمی خدمت انجام دینے کے لئے نہیں بنائے گئے۔ بلکہ مسلمانوں کی مذہبی و دینی اور دوسری ضروری خدمت بھی ان سے فراغت میں سے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہنگامہ دور دوری کے زمانہ میں حضرت باقوی کی قدس سرہ العزیز نے ۱۱۷۷ھ سے لے کر ایک عظیم الشان مقدار بندگی منع کر کے شوق و کوشش میں زمانہ میں دارالمعروف و دیندارانہ تعلیم رہا (تعلیم بندگی) اور۔





ادب سے انھیں کوئی خطبہ عطا نہیں کیا، نیز ارشاد فرمایا۔ مروا اولاد کم بالصاۃ وہم ابتداء سبع سنین واضربوہم علیہا وہم ابتداء عشر سنین وفوقوا بینہم فی المہاجع (ابوداؤد و ترمذی) اے لوگو! اپنی اولاد کو نماز کا حکم کر جب سات برس کے ہوں اور انھیں ترک نماز پر مامور جب وہ دس برس کے ہوں اور اس وقت (یعنی جب دس برس کی عمر کے ہو جائیں) سونے کی جگہ الگ الگ کر دو (یہ اس لئے کہ بچہ دس برس کی عمر کے بعد قریب البلوغ و مراہض شریک یا جاتا ہے اس وقت احتمال ہے کہ کسی کے ساتھ اس کا جسم کس کر جائے اور یہ خلاف ادب ہے) محسن انسانیت پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اولاد کی پیدائش سے بہت پہلے اس کے اخلاق اور اعمال کی دیکھ لی اور تربیت کا انتظام فرمایا ہے، ہدایت ہے کہ باپ اولاد کے حصول کے لئے کسی ذلیل اور رذیل پر اخلاق، بد اطوار و عورت کو پسند نہ کرے بلکہ شریف، پاکیزہ و عدا و عورت کو منتخب کرے، ارشاد ہے، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنکح العراۃ لا ربیع لہا ولحسبہا ولحما لہا وکذبہا فاقضو بذات الدین نوبت ہماک (مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۷)

اسی طرح نثری کے والدین کو ہدایت ہے کہ ناسخ و فاجر و بد چلن لڑکے سے اپنی لڑکی کا نکاح نہ کرے، بلکہ دیندار و تقویٰ پر ہمیشہ کار سے کرے چنانچہ ارشاد ہے۔ اگر ایسے فیض کی طرف سے نکاح کا بیج مآء سے کہ تم کو اس کا دین اور اس کے خالق پسند ہوں تو اس سے نکاح کر دو ورنہ (اگر اس ہدایت پر عمل نہ کیا گیا تو) زمین میں جنت ہوگا اور قضاہ بھلیجگا۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خطب الیکم من ثمسون دینہ وحقہ فمرو جہوا ان لا تفعلوہ نکن لعدو فی الارض وفساد عریض (مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۷) جب اس پر عمل کر کے والدین نیک و دیندار ہوں گے تو اولاد بھی صالح ہوگی۔ (الامام شاہ اللہ)

صحبت	صالح	ترا	صالح	کند
صحبت	طالح	ترا	طالح	کند

اولاد نیک پیدا ہوں گی اور اس کی اور سی ہدایت۔ مباشرت کے وقت یہ دعا پڑھی جائے بسم اللہ اللہم جنتنا المشیطان وجنت المشیطان ماروقنا۔ میں اللہ کا نام لے کر یہ کام کرتا ہوں۔ اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور جو ہمارا دوزخ ہم کو لے اس سے (نہیں) شیطان کو اور رکھ۔

تیسری ہدایت:

بچہ پیدا ہوتا ہیلا دھلا کر اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔ اذان میں پہلے چار مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر بچہ کے دل و دماغ میں یہ ذہن نشین آ جایا جاتا ہے کہ دنیا میں کوئی طاقت خدا سے واحد و قہار کی طاقت سے بڑھ کر نہیں۔ وہی سب سے بڑا ہے۔ اور بڑی عظمت و رتبت والا ہے۔ اس کے بعد درجہ شہد ان لا الہ الا اللہ کہہ کر خداوند قدس کی وحدانیت کان میں پہنچا کر بچہ کے دل و دماغ کو آخرت کی جاتی ہے کہ مسلمان کو توحید کی تبلیغ میں کسی کا قول نہ لے نہ دونا جائے۔ اس کا علان توحید کے بعد دومرتبہ شہد ان مع محمد رسول اللہ کہہ

کراں ذات کی رسالت مقدسہ کا اظہار کیا جاتا ہے کہ جن کی بدولت ہم خرد و شرک کی کلمات سے نکل کر ایمان و توحید کی دولت سے مالا مال ہوئے جو کچھ بھی ہے وہ انہیں کی جو توحید کا صدقہ ہے۔ اتنا اعتقادی سائل یعنی وجود باری تعالیٰ مذہب باری تعالیٰ اور مسئلہ رسالت کے بعد ہی علیٰ الصلوٰۃ کہہ کر اسلام کی سب سے اہم عبادت جو نماز ہے دعوت دی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہی علیٰ الصلوٰۃ کہہ کر اس فلاح و فتنی کی طرف جس میں دنیا و آخرت کی کامیابیوں کا راز مضمر ہے دعوت دی جاتی ہے، اگلے بعد پھر درجہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہہ کر یہ بتایا جاتا ہے کہ مسلمان کی کامیابی ہی دولت ہے جب اس کے دل میں اعتقاد میں بھی توحید ہے۔ پہلی مرتبہ جو کلمہ آخرت سے پہلے ہی اس کی موت انہیں ہے انہیں اعتقاد پر ہوگی۔

چوتھی ہدایت:

تحسین اور برکت کی دعا کرائیں، اصل تحسین میں بھی بچہ کی صلاح و اطلاق مقصود ہوتا ہے کہ بچہ کسی بزرگ کے پاس لے جائیں کہ وہ اس کے حق میں صلاح و فلاح کی دعا کرے اور مجبور و غیر مجبور کو مٹھنی چڑھا کر بچہ کے نام پر ملے اور اپنا خطاب دین منہ میں ڈال دے تو اس کی پندارنی اور خیر و برکت کا باعث ہے۔ سجادہ کرام حضور اکرم ﷺ سے تحسین اور برکت کی دعا کرایا کرتے تھے جن کا تفسیر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یولی بالصبيان لیبرک علیہم و یحکم، رواہ مسلم (مسند شریف میں ۳۶۲ باب الفقیہ)۔

پانچویں ہدایت:

من ولدہ ولد، فلیحسن لہ و ادبہ (مختصر میں ۲۷۱) جس کی یہاں بچہ پیدا ہوتا ہے کہ بچہ سے کہ اس کا اچھا نام رکھا ہو اور کلمہ اس لئے بچہ کا نام مبارک ناموں میں سے رکھا جائے تا کہ جو سب صلاح و فلاح اور باعث رحمت و برکت ہو۔ حدیث میں ہے کہ تمہارے ناموں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند یہ نام ہے اللہ اور عبد الرحمن ہیں نیز ارشادِ نبوی ﷺ ہے سموا باسماء الانبیاء انبیاء علیہم السلام کے ناموں میں سے (نام) رکھو۔

چھٹی ہدایت:

جب بچہ گانا بن کر نکل جائے اور باتیں کرنے لگے تو اس کو کلمہ سکھائیں۔ اور عمر رسیدہ و بزرگ و بزرگ سے طریقوں سے وقت کا خوش خلق شفیق استاد کے پاس لٹھائیں۔ استاذ یاں ہو کر قرنی اور بزرگیت سے چڑھائے بد اخلاقی اور بڑی عادتوں پر مناسب تہذیب کر دے۔ ضروری علم سکھانے کے بعد دینا کا علم بھی ضرور سکھایا جائے مگر علم دین کو مقدم رکھا جائے، عقل مند شخص وہی ہے جو اپنی اولاد کو قرآنی تعلیم سے آراءت کرے اور قرآن کو مقدم کرے۔ دنیوی زندگی دین سے استغناء مٹے کہ بچہ بھی تعلیم سے ناگزیر ہے اور دین برباد ہو جائے رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے دنیا کو محبوب و مقدم سمجھا اس نے آخرت کو نقصان کیا اور جس نے آخرت کو دوست رکھا اس نے اپنی دنیا کو نقصان کیا اس فناء ہونے والی چیز پر (یعنی دنیا پر) باقی رہنے والی چیز (یعنی آخرت) کو ترجیح دو۔ (رواہ احمد) اس لئے



اللہ تعالیٰ سے شکایت کرے گی۔

آخرت کی میں رسولان اور مصیبت۔ یہ بچنے کا طریقہ دینی ہے کہ جیسے والدین اور والدہ کی ہمسائی تربیت کریں اسی کے ساتھ ساتھ انہیں (اور خود اپنی ذات کو بھی) دوزخ کی آگ سے بچائیں اور اس کی تہہ پہن سے بچیں۔ انہیں کتاب و سنت کی تعلیم دلائیں اور بعد از ان پر سختی سے عمل کرائیں۔ سمجھنا سراسر اور بزرگان دین کو اس کا بڑا ویتنام تھا۔ معمول معمولی باتوں کی تعلیم دیتے تھے۔ اور چھوٹی چھوٹی سنتوں کا پابند بناتے تھے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ سرسبز دہک میں تھیں ان کے کسی عادت تھی۔ نہ کہ یہ کوئی ایسی سنت نہیں ہے کہ جس کے ترک پر سزا اور عقاب ہو۔ البتہ اس پر عمل کرنے میں ثواب ہے کہ ختم کر دیں جس سے بے گروہی کے باوجود اس کی چھوٹی سنت پر بھی عمل کرنے کے لئے کراہ کر ام کو برا بھلا کہتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکوں کو بڑے گزرتوں کا تیل پیش کیا اور فرمایا کہ۔

سر پر اس کی مالش کرو لڑکوں نے سر پر تیل لگانے سے انکار کیا۔ وہی کا بیان ہے۔ فخذ عصا وحمل بھوہم وبغور فترغون عن حصن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ انہوں نے لاشکی لی اور لڑکوں کو مارنا شروع کیا اور کہتے تھے کہ تمہارے رسول اللہ ﷺ کے تیل لگانے کی سنت سے اعراض کرتے ہو؟ یہ ہے تربیت کا طریقہ اور سنت کی عظمت و تربیت کی ذمہ داری اس پر زیادہ ہے پر نیک باپ زبونی اور بچوں کی ضروریات پر اُترنے کی فکر میں سمانے کے لئے باہر چلا جاتا ہے۔ ماں گھر میں رہتی ہے اس لئے اس کو بچے کے والد کی تعلیم و تربیت اور ان کی نفس و حرکت پر نری نگاہ رکھے اور خود بھی دیندار رہے۔ اگر ماں نیک ہے۔ بھوٹ نکس پوٹی گائیاں نہیں نکلتی۔ سو رہے اٹھ جائیں ہے۔ نماز کی پابندی قرآن حکیم کی تلاوت کرتی ہے تو بچوں اور بچیوں کے اندر بھی اس قسم کے اوصاف حیدر پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور گھر میں نبوت پوٹتی ہے۔ بزرگیاں ہے۔ بد اخلاق ہے۔ گالی گلوٹ نکلتی ہے۔ اور دین پر پابندی کا بہتہ نہیں کرتی تو بچوں کے اندر بھی یہی بری خصائیس پیدا ہوں گی اور بچپن کی یہ برائیاں آخر عمر تک رہیں گی جن کے برے نتائج دنیا و آخرت میں نہیں ملتے ہوں گے اور یہ سب گھر کے ماحول کا اثر ہے۔ عربی شاعر کہتا ہے۔

إذا کن ذمہ البیت بطل طاربا

فلا تنسم الا ولا ذہبا علی طروق

یعنی گھر کا ماحول غیر اسلامی ہے۔ اور گھر کے بڑے لوگ ماحول بجاتے ہیں تو اولاد کو بچتے اور گانے نہ بانے پر ملامت مت کر۔ خلاصہ یہ کہ بچہ جو سکے گا گھر سے نکھے گا۔ گھر کا ماحول برا ہو اور غیر اسلامی ہو گا تو اولاد بھی بے نیکی کی نازی ہوگی۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ماں باپ خود بھی بے نیکیوں سے بچتے رہیں اور اولاد کو بھی بچاتے رہیں۔ اولاد کی تعلیم و تربیت کا ایک اہم جزو محبت نیک کا ہتمام اور محبت پرستہ اعتنا ہی ہے۔ چنانچہ محبت نیک کے متعلق شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے۔

گلے	خوشبوئے	در	حمام	روزے
رسید	از	دست	محبوبے	ہم
بد گفتیم	کہ	مطلق	فی	میری
کہ	از	بوسے	دلا دیتو	مستم

لیکھا من گئے نا چیز ہوا  
 افسوس مت باہن مست  
 چنا ہنسیں در من اثر سورا  
 بڑ نہ من ہر خاکہ حق

یعنی آج دن ایک خوشبواریٹی کا اعلیٰ مقام میں ایک محبوب کے آنے سے میرے ہاتھ اٹک گیا۔ خوشبو محسوس کر کے میرے اس بے پرو چہرہ کو متحہ سے ہا ہے یا مجھ سے۔ سنا نے زبانِ حال سے جواب دیا میں تو ہنسی (حقیر) کی ہوں لیکن یہ مدت تکھ میوں کی ہنسی میں رہی ہوں۔ میرے ہنسیوں کے جمال نے مجھ میں اثر کیا (اسی وجہ سے میں مہلک رہی ہوں۔ ہونہ میں اس حقیر کی دل جو پہلے تھی مطلب کہ نیول کیا محبت آدمی کو نیک وہ چھناواری ہے جیسے کئی میں پھول کی محبت سے خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔ (گلستا، مقدمہ) کی طرح دینی محبت کے متعلق ارشاد ہے۔

محبت سداغ تر حارے کما  
 محبت طغ ٹا طاع کما

نیک آدمی کی محبت ہم کو نیک بنا دیتی اس طرح بدعت کی محبت ہم کو بھی بدعت بنا دیتی۔ اور فرماتے

تینا

تا توانی دور دور  
 یارب بدتر بود  
 یارب تمنا ہمیں ہر جاں زند  
 یارب ہر جاں ہر ایمان زند

ترجمہ: جہاں تک تم سے دور کئے یارب (دوست) سے دور ہو (اور بھی اور کو بھی دور رکھو) اس سے کہہ دو دوست سناپ سے بھی دور ہے (اس لئے کہ) مانپ کا نملہ تو صرف جان پر ہوتا ہے لیکن برے دوست کی محبت جان اور دل پر دونوں کے لئے خطرناک ہوتا ہے قرآن وحدیث کی بے شمار نصوں سے ثابت ہے کہ محبت کا تمام اشیاء میں برا اثر ہوتا ہے۔ بلکہ عید کے جوینے میں بڑوں کے ہاتھوں میں دتی ہوں، انہوں نے استساق ہوں تو ان کو متحرک سمجھ جاتا ہے اور رباب بصیرت ان میں انورہ و زکات محسوس کرتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ انما محبت کا اثر اور نتیجہ ہے جو ان اشیاء کو ان بڑوں کی محبت سے حاصل ہوا ہے تو خوب سمجھ لیں کہ جس طرح بزرگوں کی محبت کے برکات استعمال چیزوں میں ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح کفر و ایمان کے ہاتھوں میں یہ متبادل میں دلتا ہوتی چیز ال میں بھی ملے گی اور محبت ہوتی ہے جس کو رباب بصیرت اکثر محسوس بھی کر لیتے ہیں لہذا محبت نیک کا اہتمام اور محبت بد سے اجتناب خود بھی کرنا چاہئے اور اپنی اولاد سے بھی کہنا چاہئے۔ لفظا اللہ اعلم۔

مدرسہ کی تعلیم شروع ہونے سے پہلے بچوں سے وہ ایسے نظم پڑھواتا:

(سوال ۶۰) مگر پرانی اور بدنامی اٹھائیں میں اکول کھلتے تھے وقت عاقبت پر ارتقا اور پرے پر حواہا ہا ہا ہے،  
ہمارے یہاں تالیں، لٹری، اس میں ہیں، یہاں بہت تھیں، اس میں تھیں، اس میں تھیں، اس میں تھیں، اس میں تھیں،  
میں پر ارتقا ہوتی ہے اسی طرح ہمارے میں ہی کوئی رہے یہ نظم پڑھائی جائے اور اس کے پڑھنے کی شکل یہ ہوتی کہ  
ایک بار وہاں ملے نظم و ایک مصرعہ پڑھے گا اور یہ طلباء، نظم کے ساتھ ہی مصرعے کو پڑھتے جائیں گے۔ اب  
سوال یہ ہے۔

(۱) کیا "ادبی" ہمارے میں اس میں اسلوں کی پڑھائی کی طرح کوئی دکانی نظم ہے۔ یہ ایک عملی طور پر پانچ بار سے  
پہلے تھا "ہمارے" یہاں اس شخص سے رابطہ کر لیتے ہیں۔  
(۲) کوئی صاحب ہم ترکیب نہ ہوا، کبھی غم نہ ضرر ہو جائے تو اس کو تسلیم کرنا جائز ہے، انہیں "یہ" تو ہوا۔  
(اس شخص) "ایک" "یہ" نظم جو اندر خالی کی ڈالو، سول مقبول ہفتا کی کچھ تعریف جو صیف پر مشتمل ہوا، اس کا ہر  
"ادبی" "اس میں" بھی پڑھائی جائیگی ہے، اس میں کوئی قیاحت نہیں ہے بلکہ شمس ہے۔  
شاید یہ دیکھ بھی جائے۔

اے	خدا	ایک	میں	و	میں
تو	حی	حاجات	و	باب	و
اے	ال	ال	میں	ے	ہے
وین	و	وین	میں	ہمارے	کار
تو	خی	معبود	اور	نوی	مقصود
تو	ہے	ہی	میں	خیر	و
ہم	تیرے	بنے	ہیں	اور	آ
تو	کریم	عشق	اور	ہم	چیں
ہم	تیرے	اور	تو	مغنا	ہے
ہم	بکری	میں	ہے	تو	شمار
ہم	ہیں	ہے	کس	اور	نہ
ہم	چیں	نہ	و	تو	ہے
تو	و	قادر	ہے	کہ	جو
جس	کہ	پا	ہے	دے	ہے
تو	و	ہم	ہے	کہ	دے

وہ تیری رحمت کے ہر دم میں کھٹے  
 تیری در پر ہاتھ بچھاتا ہے جو  
 وہی لیت ہے وہ ہر مقصود کو  
 باقلا ہم پر کیا ہے تو نے فرض  
 ا۔ کھانا ہم کو دینے کو اب عرض  
 ہٹکے کو بھی نہیں فرمایا  
 ہٹکے کا ڈھنگ بھی نکالا  
 بلکہ مضمون بھی ہر ایک درخواست کا  
 ہم کو سب تو نے خود سنبھال دیا  
 ہر تنہائی اپنے کو تو تیار ہے  
 جو نہ مانگے اس سے تو بخیر ہے  
 ہر طرف سے سوائے ہم خوار و تباہ  
 آیات اب حیرت در پائے اللہ  
 کچھ یامین ہم سراپا ہیں برسے  
 اب تو یمن آجے در پر ترے  
 دل میں ہیں آغوش امیدیں جلوہ گر  
 ہاتھ اٹھائے شرم جتنی ہے سر  
 تو لٹکی ہے اور ہم ہیں سب نوا  
 کون پوچھے گا ہمیں تیرے سوا  
 ہے تو ہی حالت روئے دو جہاں  
 ہم تیرا در چہرہ کر جائیں کہاں  
 صدقہ اپنی عزت و اجال کا  
 صدقہ پیغمبر کا مان کی آل کا  
 اپنی رحمت ہم پہ سب میزدل تر  
 یہ مناجات اور دعا قبول کر

(مناجات قبول) (تسبیح)

نیز منہ و چہرہ میں مناجات بھی بہت عمدہ ہے اس پر غما جائے۔





سو کر میرے جراتم خدا  
 تو فقیر اور میں ہوں تنہا خدا  
 تنگی تو کرتا ہے اور میں کا خدا  
 میرے ہر عیب کی نہیں اللہ  
 کی ہم جو معصیت میں زینت  
 آخر شر ماحول ہوئی شرمندہ  
 ہمارے نفس و مہیاں ہم رہا  
 ہم قرین نفس و شیطان میں رہا  
 ہمارے معصیت ہوں صبح و شام  
 تیرے امر و نہی سے نفس مدام  
 یک سوائے ہے کہ مذہبی نہیں  
 اور حضور ہوں سے طاعت کی نہیں  
 بھاگ کر یہ بندہ آیا تو نہ  
 جرم سے بچنا مٹا کر آہو  
 غلو کی کرتا ہے تجھ سے آواز  
 کیونکہ میرا قول ہے لا تعظوا  
 مولا کیونکہ تجھ سے نساں تا امید  
 تیری رحمت سے ہوشیاری تا امید  
 نفس و شیطان نے کیا مکر وہ مجھے  
 نیک ہے امید تیرے اٹھ رہے  
 خدا مجھے تو نکلا ہے پاک کر  
 نہیں ازیر کہ دفن زیر خاک کر  
 جان میرے جسم سے زب ہو جدا  
 ہو نہ یہ قلب سے یمن رہا

آمین۔

یا ان سے ملادو اور کوئی دعا یہ نظم پڑھی جائے۔

(۲) ان کو بھی آرا کا ملایا جا۔ یہ نکتہ دیکھا جائے فقط واللہ اعلم





اکسیر ہم قذا اتھم من قبل اصداغ ہم ہلکو یعنی جب تک لوگوں کے سامنے کاٹھن کا علم ہے گا وہ دین میں ترقی کرتے رہیں گے اور جب واقفوں کا علم شروع ہوگا تو برباد ہو جائیں گے۔ (مبتدیان الصلح ص ۱۵۹) (ترجمان المذنب ص ۳۳ ماہنامہ ۲)

حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن امام ربیعہ کو بہت درد آنا اور رافقت کی تو فرمایا اس لئے دور ہا ہوں کہ دنیا ہی تم جاہلوں میں پھنسی جا رہی ہیں اور سچی تمہاری کی علامت ہے۔ (الاصلاح ص ۱۵۹) خلاصہ کلام یہ کہ ہونی کا کیا جائے وہ اصولی شریعہ کے تابع رہ کر کرنا چاہئے خلاف اصول و فکر کا ہوسا گئے تو اس میں خرابیاں نمایاں ہوں گی۔

حضرت قحطونی فرماتے ہیں۔ حضرت تشریفی نے مجھ کو دیوبند میں کھانا کھانا اٹل نوہدہ سے (یا حدائق کا) کام پر کرنا یہ خیانت ہے ایسا کرنے سے ہم پر مواخذہ ہوگا کہ کام ناپائے کیاں پر کیا کیا اصل مقصد خدا کی رضا مندی ہے دوسرے مقصود نہیں اور ہائیڈرو پائی نہ دے کہ اس سے ہم پر مواخذہ ہوگا کہ ان سے مواخذہ ہونا جن کی نجات سے دوسرے کو نقصان پہنچے گا۔ اس پر حضرت قحطونی نے فرمایا۔ کہ جتنا بھی کام ہو سچے اصول کے تابع ہو۔ نہ شریعہ کے مانتے و نہ کریم مقصود خدا کی رضا ہے۔ مسلمان کے کام کا مقصد اللہ کی رضا ہونی چاہئے دوسرے کے ماننے سے دور رہنا۔ یا نیک نام چند ہندو بڑے دیوبند رہے طلباء زیادہ دین باکم غرض چھوٹی دین اصول سچ کے تابع رہنا چاہئے۔ (المحفوظات حضرت قحطونی ج ۵ ص ۳۳۳ مکتوب نمبر ۳۸)

علماء کو بھی ایسی ذہنی آزادی کا احساس ہونا چاہئے جس طرح دین و تدوین ضروری ہے اسی طرح ان پر بھی نریض ہے کہ وہ عقائد کی حدود پر عدم کے مفاد اعمال کی اصلاح کریں اس وقت بصورت حال ہے وہ دشمن تقسیم کار کے بعض فیوض و تدوین کی کو اختیار لیا اور مرنے والی ہے صرف نظر کرنی اور بعض نوہدہ مرنے والی اختیار کرنے کی صورت کو چھوڑ دینا۔ علم کی اس ذہنی آزادی کے حصول حضرت اقدس مولانا شبلی قحطونی قدس سرہا فرماتے ہیں۔

”علم نے آج کل یہ کام بالکل چھوڑ دیا جو انبیاء علیہم السلام کا کام تھا اس لئے آج کل علماء جہاد زیادہ نظر کرتے ہیں علماء و علماء بیت تم تو آپ نے اس مقصود کے علاوہ جس چیز کو مقصود بنایا تھا اس کی بھی تکلیف نہیں کی اس کا بھی ایک شہدہ لے لیا یعنی تعلیم و درسیات اور دوسرے شعبہ تعلیم نوہدہ چھوڑ دیا۔

صحابہ و ائمہ و دوسری علیم نہیں کریں گے تو کی جہاں تعلیم کریں گے ان کو جہاں تعلیم کریں گے تو وہی ہوگا جو سہلے میں اسخند و ارفو سب جہاں لا فضلو و افضلو کہ یہ جہاں مقلد و پیچھا و تارہوں کے قوت نہیں سے ترقی پہنچیں گے اور یہ جہاں خود بھی گمراہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے اس لئے علماء کو تعلیم و درسیات کی طرف دیکھنا و تبلیغ کا کام بھی کرنا چاہئے اور اس کا ارتقاء نہ کہ تارہ۔ دیکھنا کا اثر ہوتا ہے یا نہیں گا اور کوئی شبہ بھی ہے یا نہیں اور سب سے بڑا ایک (۱) عقائد ائمہ کی ہے۔ (۳۳ عقائد و ائمہ علم بالاصواب۔

تبلیغی جماعت والوں کا چھ نمبر کے دائرہ میں رہ کر کام کرنا:

(سوال ۶۲) عظیم و محترم حضرت مفتی صاحب ارام اللہ علیہم، بعد سلام مستنون! "غیر عالم کا دعوت لہذا" اس کے متعلق حضرت والا کا تفسیلی مدلل فتویٰ دیکھا ماشاء اللہ بہت مدلل اور بصیرت الفرد ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ وہ خط کوئی اور نہ تیرے صرف علماء کا منصب ہے، اس وقت مزید ایک آدھ تین دھرت والا سے دریافت کرنا چاہتا ہوں: امید ہے کہ جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

آج کل خدا کے فضل و کرم سے تبلیغی جماعت کا کام بہت وسیع ہو گیا ہے بہت سے لوگوں کو اس سے فیض پہنچا ہے اور اللہ کی زندگی میں انقلاب آیا ہے۔ آخرت کی فکر پیدا ہوئی وہ لوگ اپنی وطنوں سے یہاں سے دُعا تو کیا جماعت میں نکلتے ہیں، جماعت میں نکلنے والوں کے لئے جماعت کے اکابرین نے چھ نمبر مرتب فرمائے ہیں اور ہر ایک کو یہ ہدایت ہوئی ہے کہ وہ ان چھ نمبروں کے دائرہ ہی میں رہ کر دعوت کا کام کریں، دینی دعوے دینے کے لئے کچھ نہ کچھ بیان کرنا ہی ہوتا ہے تبلیغی کارکن ان میں چھ نمبروں کے دائرہ میں رہ کر عوام الناس کو دین کی پابندی و مبراہن کی پابندی کی فکر یہ کرنے کے لئے کچھ بیان کرنا تو جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگ اس کام کو اچھی نظر سے دیکھ کر کھینچے، اعتراض کرتے ہیں ان کا یہ فعل کیا ہے؟ امید تو جرداں۔

(الحصوب) غیر عالم کا دعوت لہذا منسوب ہے جس تبلیغی شخص کا دائرہ و کار چھ نمبروں کے دائرہ و کار ہے اور ان چھ نمبروں سے متعلق جو کتاب تبلیغی اکابرین نے مرتب فرمائی ہے اسی کے اندر وہ فرد دعوت دی جو ہے اس سے تجاوز کر کے اپنی طرف سے اضافہ اور استنباط نہ کیا جائے تو یہ کام واقف مسلمین نہ کر سکتا ہے اس کے لئے ہم ہمہ جہت ضروری نہیں ہے۔ "تبلیغی طرہ کا کام ہے جائز کا نہیں" اس اعتراض کا جواب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرحومہ نے تحریر فرمایا ہے: وہ ملاحظہ ہو۔

"یہ اعتراض دراصل "تبلیغ" و "دعوت" میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے و حلا در حقیقت صرف عالموں کا کام ہے، جاہلوں کو دعوت کہنا جائز نہیں ہے ماس کے لئے عالم ہونا بہت ضروری ہے تاکہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ شریعت کے موافق ہو کوئی چیز اس میں قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہو، چاہے کہ اس کے اور تبلیغ جس کے متعلق صرف پیام پہنچانے کے ہیں، کوئی پیام کسی کے ہاتھ میں دینے کے واسطے اس کا عالم ہونا بالکل ضروری نہیں ہے نظام الدین کی تبلیغ بدعت ہے یہ اذکار بالکل اور نہیں ہوتا اس لئے کہ ان کی تبلیغ میں صرف چھ نمبر متعین بتائے جاتے ہیں ان کی تبلیغ کرائی جاتی ہے ماسی کو پیام کے طور پر لے جاتا، شہر و شہر ملک و ملک بھیجا جاتا ہے، ان کے اصول میں یہ بھی ہے کہ چھ نمبروں کے ساتھ ساتھ اس نمبر یہ ہے کہ ان چھ امور کے علاوہ کسی دوسری چیز میں مشغول نہ ہوں۔ (جماعت تبلیغی پر اعتراضات کے جوابات ص ۷۹)

تبلیغی کام کرنے والوں کی برائی، مخالفت، اور کج رویاں، چار اور دوام متبادہ نفس تبلیغ اور دین کو نقصان پہنچاتا ہے البتہ کہ کوئی شرعی غلطی کا ارتکاب نہ کریں تو جس مرتبہ ہم اپنے جہالی کو شکست دیتے ہیں وہی طرح ان کو بھی شکست کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

## تعلیم نسواں کی اہمیت:

(سوال ۹۳) آج کل بڑی مہربانی لڑکیوں اور عین سے متاثرہ محروموں کی تعلیم کا مسئلہ بہت اہم ہو گیا ہے، لڑکیاں عموماً اسکول اور کالج کی دفعہ ادوہ دہتی ہیں اور ان کے ماں باپ کا رجحان بھی اسی طرف ہوتا ہے اور اسکول و کالج کا۔ حال کس قدر غریب ہے وہ بالکل ظاہر ہے، لڑکیاں عموماً ضروریات دین سے ناواقف ہوتی ہیں، ان کے مخصوص مسائل سے بھی بے خبر ہوتی ہیں، ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم کسی طرح اسکول و کالج سے ان کی رغبت بنا کر دینی تعلیم کی طرف ان کو راغب کریں اور اسی مقصد کے پیش نظر ہم نے محفل میں ان کے لئے دینی تعلیم کا انتظام کیا ہے جس میں لڑکیاں پرہیزگاری کی پوری پابندی کے ساتھ آہ و رفت کرتی ہیں اور سند یافتہ معلمات ان کو قرآن مجید یا تجزیہ اور ضروری مسائل کی تعلیم دیتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ امور خانہ داری، کھانا پکانا، دیکھنا وغیرہ بھی ان کو سکھایا جائے تو اس طرح محفل میں ان کے لئے دینی تعلیم کا انتظام کرنا کیسا ہے؟ اس میں تعاون کرنا چاہئے یا نہیں؟ امید ہے کہ تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں گے! آمین! تو تیرہ۔

(الجواب) محدث میں ہے عن ابي عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب العلم فريضة على كل مسلم وفي رواية مسلمة حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد (اور یکہ روایت کے مطابق ہر مسلمان عورت) پر فرض ہے۔ (مسئوۃ شریف ص ۳۰۰، رسالہ کتاب العلم)

۱۔ اطلاق الرجال: شرح مسئوۃ المصالح میں ہے: وقال البيضاوي المصنف من العلم مالا مندوحة للعبد عن تعلمه كحرفة الصانع او العلم به حدانية ونبوة ورسوله وكيفية الصلوة فان تعلمه فريضة عليه۔ (ص ۱۵۱ ج اول)

مظاہر حق میں مذکورہ حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے: ”اور طلب کرنا علم کا فرض ہے، ہر آدمی سے وہ علم ہے کہ جس کی ضرورت پڑتی ہے، مثلاً آدمی جب مسلمان ہوا تو واجب ہوا اس پر معرفت صالح کی اور اس کے صفات کی اور چنانچہ حدیث رسول کا، اور سوائے ان کے ان چیزوں کا کہ ایمان بدولت ان کے صحیح نہیں اور جب وقت نماز کا آیا تو واجب ہوا علم ادا نماز کا سکھنا، جب رمضان آیا تو واجب ہوا علم احکام روزوں کا، اور جب مالک نصاب کا ہوا تو واجب ہوا علم احکام زکوٰۃ کا، اور جب نکاح کیا تو حیض و نفاس اور طلاق وغیرہ کے مسائل کا علم حاصل کرنا جو شوہر و بیوی سے متعلق ہے واجب ہوا اسی طرح حج و شراہ (خرید و فروخت) کرنے والے کے مسائل، یکے کے واجب ہوں گے، اسی پر اور چیزوں کو سمجھنے کے لئے ان کو بات اس کو پیش آوے گی اس کا حاصل کرنا بھی فرض ہوگا۔ کرتے کرتے کا تواضع نہیج ہوگا۔“ (مظاہر حق ج ۱ ص ۹۶، جلد اول)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر اتنا ہی علم حاصل کرنا فرض ہے جس سے ایمان کی بنیاد پر رسالت اور عقائد کی اصلاح ہو سکے اسی طرح افعال بھی نماز روزہ زکوٰۃ حج وغیرہ درست اور صحیح طریقہ سے ادا کرنے اور معاملات، معاشرت اور اخلاق درست ہو جائیں۔

لہذا ضروری علم کا حصول صرف مردوں پر ضروری نہیں مگر عورتوں کو لڑکھن یا بچہ بھرنے کی وجہ سے حد ایست ہے۔ مگر جس اگر ضروری دینی علوم سے واقف ہوں اور ان کا وہ بن دینی علوم سے آراءات حیرات ہوگا تو وہ دینی زندگی بھی دین کی روشنی میں صحیح طریقہ سے لگا سکتی ہیں اور اپنی اولاد سے اپنے عقیدت مند کی بھی تربیت کر سکتی ہیں۔ اور بچپن ہی سے بچوں کا دین دین کے سانچہ میں ڈھال سکتی ہیں اور ان کو دینی باتوں سے روشناس کرا سکتی ہیں۔ اولاد کی تربیت میں ماں کا کردار بہت بنیادی ہوتا ہے لہذا ہر عورت پر احاطہ علم حاصل کرنا فرض ہے جس سے وہ اپنے رب کو پہچان سکے اور اپنے عقائد کی اصلاح کر سکے اور غلط قسم کے عقائد کو مرد و رواج سے محفوظ رکھے اور اپنی عبادت گزار زندگی میں غیر صحیح طریقہ پر ادا کر سکے اور عورتوں کے مخصوص بعض دماغ اور استقامت کے مسائل سے واقف ہو سکے اس کے برعکس اگر عورت دینی علوم سے واقف نہ ہوگی اور اس کا ذہن دین کے سانچہ میں ڈھلا جواز نہ ہوگا تو نہ وہ خود اپنی زندگی دینی تقاضوں کے مطابق گزار سکتی ہے اور نہ اپنی اولاد کی صحیح دینی تربیت کر سکتی ہے۔

والدین کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ خود کو بھی اور اپنی اولاد کو بھی دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کریں اور اللہ تعالیٰ ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ كَمَا تَقِمْكُمْ وَاهْلِيكُمْ غُلَاً**۔ اے ایمان والو! تم اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ (سورہ نحریم ۳۱-۳۲)

اور دوزخ کی آگ سے بچانے کا طریقہ یہی ہے کہ ان کی دینی تربیت کریں، ضروری دینی علوم سے ان کو واقف کرانے کا پورا انتظام کریں، یقین سے ان کو نماز کا پابند بنائیں، حلال و حرام سے واقف کریں اور احکام الہیہ اور ضروریات دین سے باخبر کریں۔

حضرت سیدنا جعفری رحمہ اللہ نے صحیفہ مبارک القرآن میں تحریر فرماتے ہیں: **فَوَاللَّهِ كَمَا تَقِمْكُمْ وَاهْلِيكُمْ** : آیہ اس آیت میں عام مسلمانوں کو حکم ہے کہ جنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچیں، بچائیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی۔ لفظ: تقیم میں اہل و عیال سب شامل ہیں جس میں بچی، اولاد و نظام، باپائیاں سب شامل ہیں اور جہد نہیں کہ برواقعی تو کر چاکر بھی غلام باغیوں کے قلم میں ہوں ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنے آپ کو جنم سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آگئی (کہ ہم تمہارے سے بھیجیں اور احکام الہیہ کی پابندی کریں) مگر اہل و عیال کو ہم کس طرح جنم سے بچائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہارے کاموں سے متوجہ فرمایا جان کا سونے سے ان سب کو متوجہ کرو اور جن کاموں کے کرنے کا تم کو قسم دیا ہے ان کے کرنے کا اہل و عیال کو بھی حکم کر دو یہ تمہارے ان کو جنم کی آگ سے بچا سکے گا۔ (روح المعانی)

حضرات فقہاء نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال و حرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر جس کرانے کے لئے کو خوش کرے ... الی قول ... اور بعض بزرگوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے اہل و عیال دین سے جاہل و غافل ہوں (روح) (معارف القرآن ص ۵۰۳، ۵۰۴ جلد نمبر ۸ سورہ تحریم آیت نمبر ۸، پارہ نمبر ۸)

آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر اولاد کی تعلیم و تربیت لازم اور ضروری ہے اور اولاد عام بچے لڑکے لڑکیاں سب اولاد میں داخل ہیں لہذا جس طرح لڑکوں کی تعلیم و تربیت ضروری ہے اسی طرح لڑکیوں کی تعلیم و تربیت

بھی لازماً ضروری ہے۔

تیسرا امت حضرت مسیحؑ کا اشرف ملی تھا تو نبی رحمت اللہ علیہ نے "اصلاح انقلاب میں تعلیم نسواں سے متعلق بہت سی مفید مضمون جنوں اصلاح جامہ تعلیم نسواں تحریر فرمایا ہے پورا مضمون قابل مطالعہ ہے (ملاحظہ ہو صفحہ انقلاب ص ۱۹۰ تا ۲۰۱) یہ مضمون ہشتی زیور حصہ اول میں بھی اسی عنوان سے ص ۹۵ تا ۱۰۷ پر چھپا ہوا ہے۔ اس مضمون میں حضرت نے آخر فرمایا ہے۔

"غرض مشکل اور مشاہدہ اور بظاہر شہادہ میں کہ بدولت علم کے عمل کی تصحیح ممکن نہیں اور اصل کی تصحیح واجب اور فرض نہیں تحصیل علم دین کا فرض ہونا جیسا اور دعویٰ کیا گیا ہے قطعاً بھی ثابت ہوا اور صفا فرض ہونا اس سے اوپر بیان کیا گیا ہے تو دونوں طرح تحصیل علم دین فرض ہوا، اس میں ان کو توں کا یہ خیال کہ جب عورتوں کو تعلیم کی ضرورت ہے تو ان کی تعلیم کی ضرورت ہے شخص خدا نہیں الٰہی قول۔ یہ بھی تجاہد سے ثابت ہوا ہے کہ مردوں میں علماء کا پایا جانا مستورات کی ضرورت دینیہ کے لئے کافی والی نہیں (وہ ص ۱۹۰ کے سبب) کہ وہ بھی اہم الواجبات ہے) سب عورتوں کا علماء کے پاس جانا کر پانا ممکن ہے اور مگر کے مردوں کو اور ادا دینا چاہئے تو بعض مستورات کو مگر کے ایسے مرد بھی میسر نہیں ہوتے اور جس جگہ نور مردوں کی کو اپنے دین کا بھی جہاد نہیں ہوتا تو وہ مردوں کے لئے سوال کرنے کا کیا اہتمام کریں گے۔ اس میں انکی عورتوں کو دین کی تحقیق اور اس کا شعور ہے اور اراستہ سے کسی کی رسائی بھی ہوگی یا کسی کے گھر میں یا پناہ برائی وغیرہ عالم میں جب بھی بعض مسائل عورتیں نہ مردوں سے نکال کر پوچھ سکتیں، ایسی ہے فقہی شہر سے ہوتی ہے تو سب شہرہوں کا ایسا ہونا خود عدا کا تا کہ جس نے وہاں کی عام احتیاج رفع ہونے کی بجائے کسی کوئی صورت نہیں کہ کچھ عورتیں پڑھتی ہوئی ہوں اور عام مستورات ان سے اپنے دین کی ہر قسم کی تعلیمات کر لیں۔ پس آج عورتوں کو باطنی و ظاہری متعارف تعلیم دینا واجب ہوا۔ (اصلاح انقلاب ص ۱۹۲) (ہشتی زیور ص ۹۹ حصہ اول)

مرد و با، ان دونوں سے عورتوں کو تعلیم کی وجہ تعلیم کی اہمیت ثابت ہوتی ہے لہذا ان کی تعلیم کی طرف توجہ دینا اور اس کا اہتمام کرنا بھی ضروری ہے۔

عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر جگہ اور ہر جگہ میں تعلیمی طور پر ان کی تعلیم کا اہتمام کیا جائے کہ عورتیں اور لڑکیاں پردہ کے چور سے اجتماع کے ساتھ آمد و رفت کریں اور ایسی قابل اعتماد و وفات اعتبار کریں کہ وہ نامی سے بالکل محفوظ رہیں اور ان کی مصروفیت و دعا و دعا اور دعا کوئی داغ نہ پڑے نہ نامی سے اور شام تک اپنے گھر واپس پہنچ جائیں ان کے بڑے اور اولاد بھی ان کی تعلیم اور آمد و رفت کی چوری مگر ہفتی کریں۔ عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا یہ طریقہ اللہ تعالیٰ سے محفوظ ہوگا۔

صورت مسئلہ میں آپ نے جو باتیں کہیں ہیں اگر وہ بالکل صحیح ہوں اور لڑکیاں پردہ میں تعلیم انتظام اور اجتماع کے ساتھ آمد و رفت کرتی ہوں۔ حلیہ تعلیم صحیح احتیاج اور قابل اعتماد ہوں تو بہت ہی قابل اعتماد و مستحسن۔ و کئی صد ہزار لکھ ہوں ہر مسلمان کو اپنی حیثیت کے مطابق اس میں تعاون کرنا چاہئے لڑکیوں کے گھر باپ بھی اس کو قیمت سمجھیں اور اس سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی لڑکیوں کو دینی تعلیم سے آراستہ پیراستہ کرنے کی فکر کریں۔

فظو اللہ علیہ وسلم۔





مفسر قرآن حضرت مولانا شبیر احمد شاہی تحریر فرماتے ہیں۔

”یعنی یہ بھلائی (جس کا بیان اوپر کی آیات میں ہوا) تم کو کیسے حاصل ہو جب کہ آخرت کی فکر ہی نہیں بلکہ دنیا کی زندگی اور یہاں کے عیش و آرام کو اعتقاد کیا مگر آخرت پر ترجیح دیتے ہو حالانکہ دنیا فقیر و فانی ہے آخرت اس سے ہمیشہ بہتر اور پائیدار ہے، پھر تعجب ہے کہ جو چیز کماؤ کی ہر طرح افضل ہوتا ہے چھوڑ کر مصلوبی کو اختیار کیا جائے۔ (سورہ اعلیٰ، پارہ نمبر ۳۰)

اللہ تعالیٰ نے اس عالم اسباب میں ہر چیز کا تریاق رکھا ہے جو اس کے ذریعے ہر غراب اثرات کو ختم کر دیتا ہے، بخاری اور عصری تعلیم کے ذہن کے لئے قرآن وحدیث دینی تعلیم اور اسلامی تربیت تریاق ہے، اگر حکماء و پوچھنے والے بنیادی دینی تعلیم خصوص طریقہ پر حاصل نہ کی اور اسلامی عقائد اور احکامات کا علم بقدر فرض بھی حاصل نہ کیا اور سلام کرام سے ربط مضبوط اور دینی اور تعلیمی کاموں سے وابستگی نہ رکھی تو عصری (دنیوی) تعلیم ہم کو خطرات اور بلاؤں تک پہنچا کر چھوڑے گی اور دنیا و آخرت میں اس کا نہ درست خیانت و بھگت پڑے گا یہ بات آخرت جانتا تھا کہ وہاں ہے مگر اب اکابر اور سربراہوں نے بھی یہ بات سمجھ لی اور کھلی ہے۔

بندہ دہلی کی جنگ آزادی کے شاہد علی میر مانا شاہ دہلی حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ”اگر انگریزی تعلیم کا آخری اثر بھی ہے جو محو نام و کھیا گیا ہے کہ لوگ فخریت کے رنگ میں رنگ بائیں یا چھوڑ کر کٹاخیلوں سے اپنے خاندان و نسب اور مذہب والوں کا مذاق اڑائیں مگر حکومت و ملت کی پرستش کرنے لگیں تو یہ تعلیم پانے سے ایک مسلمان کے لئے اس دنیا ہی اچھا ہے۔ (خطبہ صدارت جلسہ افتتاحیہ مسلم تنظیم یونیورسٹی علی گڑھ ۱۹۲۰ء۔ نوالہ فتاویٰ رضویہ اردو ج ۳ ص ۱۰۴)

حکیم الامت حضرت مولانا شرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”آج کل تعلیم بدیہ کے حلق علماء و امراض کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ تعلیم بدیہ سے روکتے ہیں اور اس کو ناجائز مانتے ہیں، حالانکہ میں یہ قسم کھاتا ہوں کہ اگر تعلیم بدیہ کے یہ گار نہ ہوتے جو علی الاصل اس وقت اس پر مرتب ہو رہے ہیں تو علماء اس سے ہرگز منع نہ کرتے، لیکن اب یہ کیلے کہ کیا حالت ہو رہی ہے، جس قدر جدید تعلیم پانت ہیں یہ استثناء شاذ و نادر ان کو نہ نماز سے غرض ہے نہ روزے سے نہ شریعت کے کسی دوسرے قسم سے بلکہ ہر بات میں شریعت کے خلاف ہی چلتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اس نے اسلام کی ترقی ہوتی ہے۔ (فضل العلماء اعلیٰ ص ۸)

سریہ مرحوم لکھتے ہیں ”اسی طرح لڑکیوں کے اسکول بھی قائم کئے گئے جن کے ناگوار غرض نے یقین دلا دیا کہ عورتوں کو بد چلن ہو رہے پر وہ کرنے کے لئے یہ طریقہ نکالا گیا ہے۔ (اسباب بندہ دست بند، نوالہ فتاویٰ رضویہ ج ۱ باب ۱۰ میں یہ حوالہ تعلیم نوالہ کے متعلق کے مضمون سے لکھو)

مسٹر فضل حق دہلوی معلم سو بہ بنگال نے فرمایا ہے میں آل اللہ یا مسلم انجیریشنل مسئلہ پٹنہ کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ ”جس قسم کی تعلیم (کالج اور اسکول میں) ان کو دی گئی ہے، دراصل اس نے ان کو نہ دنیا کا دکھا ہے نہ دین کا، اگر ایک مسلمان بچہ نے انجیلی سے تعلیم کی ذکر ہی حاصل کر بھی لی لیکن اس کو شش میں مذہب کا دامن اس کے ہاتھ سے پھوٹ گیا تو اس کا گھر یاں حاصل کرنا قوم کے لئے کیا مفید ہو سکتا ہے؟ مفید اس وقت ہو سکتا

ہے۔ حسب مسلمان رہ کر ترقی کرے، کیا خوب کہا جاتا کہ ابراہیم نے۔

فلسفہ کہتا ہے کیا پرولا ہے کُر مذہب عین  
میں یہ تہت ہوں بھائی، یہ تہا تو سبہ گیا

(مدینہ انبیاء، روزہ و تنزیہ، ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۸ء، حصہ ۲، ص ۴۵)

”مسلم لیگی انبیاء“ منشور“ (دہلی) کے مدیر مسٹر حسن ریاض ۹ جون ۱۹۳۸ء کے اخبار میں لکھتے ہیں کہ ”مذہب  
تمہیں برس سے مسلمان بننے کا بیج دے گا، اگر بڑی اسکولوں میں تعلیم پارتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دور کے بچے  
تعلیمی یافتہ ہیں، وہ اسلامی کلچر کا مذاق اور اسلامی تصورات سے بالکل ناواقف ہیں۔“

ڈاکٹر ہنتر کا قول ہے کہ ”ہمارے انگریزی اسکولوں میں پڑھا ہوا کوئی نوجوان، ہندو ہو یا مسلمان، ایسا نہیں  
جس نے اپنے بزرگوں کے مذہبی عقائد کو غلط سمجھنا نہ سیکھا ہو۔“ (مسلمان ہند ۱۹۳۸ء، بحوالہ قادیانی، حصہ ۲، ص ۵۵ ج ۱)  
علامہ اقبال مرحوم ایک نظم میں جس کا عنوان ”فردوس میں ایک حکماء“ ہے اپنا خیال یوں ظاہر فرماتے ہیں۔

باتف نے کہا مجھ سے کہ فردوس میں ایک روز  
حالی سے قاطب بنائے یوں سجدی شیرازی  
بچہ کیفیت ”مسلم“ بندی کی تہذیب کہ  
اور ہندو منزل ہے کہ مصروف تہمت و تہار  
مذہب کی حرارت بھی ہے کچھ اس کی رنگوں میں  
تھی جس کی لہک سوز بھی گرمی ”آہو  
پاتوں سے ہوا شیخ کی حالی متاثر  
وہ دو کسے آقا کہنے کہ اے صاحب اعزاز  
جب یہ ملک نے برق انعام کا چلنا  
آئی یہ صدا پاؤ گے تعلیم سے اعزاز  
آیا ہے مگر اس سے عقیدہ میں تزلزل  
نہا تو فی حائر وہیں کرکھا پرواز  
دین اور تو مقاصد میں بھی پیچہ ہو غندی  
فطرت ہے جو انوں کی زمیں سیر و زمیں تار  
بنیاد لرز جائے جو دیوار چمن کی  
ظاہر ہے کہ انجام گلشن کا ہے آغاز  
پانی نہ لا زحوم ملت سے جو اس کو  
پیدا ہیں فی پور میں اتحاد کے انداز

تہمید میں نہ کہیں سند کے تسلیم مجھے غدار  
غوراً نقول ہفت قرآن طارک شمیم  
دیبا نقول ہفت قرآن شمیم نہ دشمن

یہ میرے معنی کی روشنی میں ہے جس کا مفاد ہے کہ اس کے ذریعہ اور تو کہیں قوم ہے  
تہمید میں نہ کہیں سند کے تسلیم مجھے غدار اور اچھی طرح اس پر غور کرنا کہ یہ  
میرے دورِ حاضر کے لیے ہے۔ ان قیامت تک کی نفس کی اصلاح، ان کی اصلاح کی خدمت ہو سکے اور ان کے ہر غلط اور ہر  
کے غلطیوں کو اس کی فکر کرنا ہے اور میری یہ دعوت ہے کہ صرف آپ مغزات کو نہیں ہے بلکہ دنیا کے ہر مسلمان سے ہے  
اور وہ یہ ہے کہ ہمارے بچے اور بڑے بچے کی تعلیم پر اس طرح حاصل کریں اور اس کی تعلیمات سے دنیا کی  
اور ایمان کے خاصوں کو اچھی طرح سمجھیں اور اس کی تعلیمات سے دنیا کی تعلیمات سے دنیا کی  
تسلیم کرنا ہے اور اس کی تعلیمات سے دنیا کی تعلیمات سے دنیا کی تعلیمات سے دنیا کی  
ان شاء اللہ ان کے لیے اثرات سے حفاظت ہو سکتی ہے۔

۱۔ آبادی کے بڑے بڑے کی بات بھی ہے۔

تم شوق سے کانٹ میں بھلو، پرک میں بھلو  
جائزے بہ غباروں میں اور چرخ ہے جھلو  
نہیں ایک غنیمت ہندو ناجیز کا رہے یا  
اللہ و اور اپنی حقیقت کو نہ بھلو

اگر حقیقت پر غور کیا جائے تو علم اور حقیقت ایسی ہے جو انسان کو دل میں اللہ رب العزت کی معرفت اور اس  
کا خوف و خشیت پیدا کرے۔ انسان اپنی حقیقت کو پہچانے اور اس کے اندر مجرور و متعصب اور اچھی خواہشات اور اس  
کے لئے کا چاہے یہ ہو، اور آخرت کی زندگی کا اس کے حاصل ہو، ایک ایسی شاعر نے ایسی عظمت کو کہا ہے۔ ملاحظہ

ہو۔

علم پہ بود آئی ہو عبادت  
نیک کراں اعلیٰ ہوا عبادت  
حسن و بول از دست ہر وہا کہ  
خوبی باشت دولت افلاک کہ

یعنی ہم حقیقت میں وہ ہے جو ہمیں راستہ دکھائے اور گمراہی کے رنگ کو دل سے نکل کرے اور اس  
خواہش کو اس سے باہر نکال دے اور خشیت تہا ہے دل میں زیادہ کرے اسے ہم سمجھتے ہیں، ایک اور شاعر نے

مہم ہیز فقہ است فقیر  
ہر کہ نواند غیر ازین مکرر نصیحت

علم دین فقہ تفسیر وحدیث ہے، جو شخص ان علوم کو چھوڑ کر محض دنیوی تعلیم پر اکتفا کرے اور اس پر فخر کرے تو ایسا شخص عارف نہیں بلکہ غیبیت ہے گا۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

علمی کہ راہ حق نہ نماید جہالت است

یعنی جو علم راہ حق (صراطِ مستقیم) نہ دکھائے وہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے۔

اپنی اولاد کو اسلامی اور دینی تعلیم دلانا اور حد ضروری اور اسلامی فریضہ ہے، قیامت کے دن ہم سے اس کی باز پرس ہوگی، حدیث میں قیامت کے دن باپ سے سوال ہوگا: صا: هل حسنتہ 'واھاذا اذ ابنتہ' تم نے اس بچہ کو کیا تعلیم دی تھی اور اس بچہ کو کیا ادب سکھایا تھا؟

بچہ کے سدھر نے اور بزرگ نے کی پوری ذمہ داری والدین پر ہے، بچہ بہت اچھی صلاحیت لے کر دنیا میں آتا ہے مگر والدین غلط تربیت سے اس کی صلاحیت کو خراب کر دیتے ہیں، حدیث میں ہے: 'حسن انسانیت حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صا: مولود الا بوی ند علی القطرۃ فلیوہ یهود اندو یھصر الہ لوی یھجر صا: ہر بچہ فطرت علیہ پر پیدا ہوتا ہے (یعنی اس کے اندر دین اسلام اور صحیح طریقہ قبول کرنے کی پوری صلاحیت عطا ہے) مگر اس کے والدین (غلط تعلیم و تربیت سے) اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۱)

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے: یا ایہا الذین امنوا! احکموا علیکم ولعلکم تفلحوا! عا: ایمان والوں! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھروالوں کو (دور رخ کی) آگ سے بچاؤ (سورۃ قریم پارہ نمبر ۲۸)

معارف القرآن میں ہے: فوا! انفسکم ولعلکم الا یہ اس آیت میں عام مسلمانوں کو تنہم ہے کہ جنہم کی آگ سے اپنے آپ کو بھی بچیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی... لفظ احکمکم میں اہل و عیال سب داخل ہیں، جن میں بیوی، لہار، غلام یا غیلیاں سب شامل ہیں اور بعد میں کہ بعد وقت کو کر جا کر بھی غلام، باندہ ہوں گے حکم میں ہوں ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنے آپ کو جنہم سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آگئی (کہ ہم گناہوں سے بچیں) لہذا احکام الہی کی پابندی کریں! مگر اہل و عیال کو ہم کس طرح جنہم سے بچائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو جن کاہنوں سے منع فرمایا ہے ان کاموں سے ان سب کو منع کر دو، جن کاموں کے کرنے کا ہم کو حکم دیا ہے تم ان کے کرنے کا مل دینی کا کو بھی حکم نہ دتو یہ عمل ان کو جنہم کو آگ سے بچائے گا (روح البانی)۔ ان قول۔

حضرات فقہاء نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو ہر نفس شرعی اور حلال و حرام کی تعلیم دے اور اس میں عمل کرانے کے لئے کوشش کرے۔ انی قول۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے اہل و عیال دین سے جاں و قافل ہوں (روح)

(معارف القرآن ص ۵۰۲، ص ۵۰۳ جلد نمبر ۸، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب)

لہذا ہر مسلمان پر لازمہ ضروری ہے کہ خود بھی ضروری دینی علم حاصل کرے اور اس پر عمل پیرا ہو۔ اور اپنے دل میں دین و شریعت کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اللہ ﷺ کی مبارک اور نورانی سنتوں کا احترام پیدا

کرے اور اس پر سختی سے غصہ کرے اور سب سے بڑھ کر قرآن مجید سے نفرت کرے اور اپنی اولاد کو بھی اپنی تعلیم قرآن و سنت سے آگاہ کرے اور ان کو اس پر عمل پیرا کرنے کا حکم دے۔ غرض میں مسلمان عروج و ارتقاء کی اس بندی پر پہنچیں گا بغیر ان سب سے ان کو اسلامی تعلیمات سے بے پناہ فاصلہ پڑے گا اور اس پر حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو تعلیمات دی ہیں مسلمان ان پر عمل پیرا ہوں۔ جو اس کی طرف دیکھائی کی گئی اس پر پتے لگے گئے ہیں۔ لیکن رہتے تھے، ہر جہل میں اپنی خواہشات کو پیچھے کر لی اذکار سے کوئی نہ سمجھتے تھے، آج بھی ہمارے اندر ایسے ہی جہل و جذبات پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ آج تو ہم ہر حققت پر برائے نام مسلمان ہیں، اسلامی تعلیمات، اسلامی تمدن، اسلامی وضع و وضع اور اسلامی اخلاق و تہذیب سے ہم کو کس دور ہیں، جو ہر ماگل ہے کہ دنیا میں مسلمان پر ایمان ہیں۔ ان کا کوئی اثر نہیں، دنیا میں ان کو اتنا اثر ہے کہ جو ہے، اگر ہمارے اندر ایمان، حقیت اور ایمانی قوت و حسرت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ ہے، ایمان کامل اور ایمان حقیقی پر ہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ وحید ہے۔

وَلَا يَهْدُوا وَلَا يُغْنُوا وَاسْمِ الْاَعْلٰی ان کسم مزین ۵

ترجمہ اور تم بہت مت اپنا اور تم بہت کمزور اور غالب تم ہی دو گے کہ تم پورے جہنم میں رہو۔

۱۔ اس آیت میں مرحوم نے جواب شکوہ میں ان کا نقشہ کھینچا ہے۔

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلمان  
ہر یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں ہم موجود  
دشمن میں تو ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہندو  
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شہ نہیں یہود

اس لئے اب خواب غفلت سے بیدار ہونے کی سخت ضرورت ہے اور خود کو اور اپنی اولاد کو ایسا کچا مسلمان بنانا ضروری ہے صرف اسے آباد ہوا پر فخر کرنا کافی نہیں۔

علامہ اقبال مرحوم نے خوب کہا ہے

تھے تو آباؤ وہ تہارے ہی فکر تم کیا ہو  
ہاتھ پہ ہاتھ دوسرے ہاتھ پر ہاتھ  
ہیں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، فغان بھی ہو  
تم انکی کیجیو، ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو  
وہ زمانہ میں معزز تھے مسلمان ہو کر  
اور تم خواہ ہو گئے تارک قرآن ہو کر

اس لئے مل ایمان سے بہت دُشمن الفاظ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ دنی کامیابی کا واحد راستہ صرف یہی ہے کہ قرآن مجید اور اسلامی تعلیمات، تائیدی و توثیق کیے کریں اور دینی اور دنیاوی کامیابیوں کے بچوں کو بھی اپنی عوام سے آراستہ کر دے کریں، اس نعمت سے بچے بچوں کو محرم رکھنا بہت عظیم خیرات ہے۔

ایک عربی شاعر نے خوب کہا ہے

ليس اليتيم الذي قد مات والده

ان اليتيم يتيم العلاء والادب

یعنی: وہ بچہ جس کے باپ کا انتقال ہو گیا ہو صرف وہی یتیم نہیں بلکہ وہ بچہ بھی یتیم ہے جو باپ کے ہوتے ہوئے بھی اپنی علوی اور اسلامی ادب سے محروم رہا ہو۔

**خلاصہ کلام:**

ماں باپ پر اور ادا کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اس کو اسلامی تعلیمات سے خوب ایسے طریقہ سے واقف کریں، صرف وہی طور پر کچھ ابتدائی دینی تعلیم دلا دینا کافی نہیں بلکہ عصری علوم کی ساتھ دینی اور اسلامی تعلیمات، تہذیب و اخلاق سے بھی اس کو آراستہ کیا جائے، یہ ان کا ماں باپ پر بہت بڑا حق ہے جسے پورا کرنا اور اس پر پوری توجہ دینا ہمارا دینی و ملی فریضہ ہے اس کے بغیر ہم اپنے فریضہ سے سیکھ رہے ہیں، اسی طرح قوم کے سربراہ اور قائدین پر لازم ہے کہ جگہ جگہ اپنے علاقوں، اپنی بستی، اپنے محلوں میں بھی مدارس اسلامیہ اور مکاتیب قرآنی قائم کریں اور مسلمانوں کے بچے اور بچیوں کے لئے دینی تعلیم کا بہتر سے بہتر انتظام کریں اور اس کے ساتھ ساتھ بچوں کے والدین، اراکین و اہل بیت سے بھی عرض ہے کہ اپنے بچوں کی دینی تعلیم کی پوری نگرانی کریں، بچہ کو پابندی کے ساتھ درس پڑھائیں، بچے کے سنت پر یاد کیا جائے یا نہیں اس کی بھی فکر کریں، ہم اسکول کی تعلیم کے لئے کس قدر متفکر رہتے ہیں جس میں کسی بچہ کو سواراقت ہے کہ بچہ اسکول گیا یا نہیں؟ اس نے اسکول کا سبق (لکھن) یاد کیا یا نہیں؟ اس کو لانے سے جانے کا پورا انتظام، بلکہ اسکول کے ساتھ ساتھ ٹیوشن کا بھی انتظام کوثر آتی نگر اور توجہ قرآن مجید، دینی تعلیم کی طرف ہوتی جو ہماری اصل اور بنیادی چیز ہے۔

یاد رکھئے! ہم اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم اور اسلامی آداب و جذبہ سے بہتر کوئی چیز نہیں دے سکتے، اس سے انشاء اللہ ان کی بنیاد آخرت بنے گی، آپ کے انتقال کے بعد ایسے بچے آپ کے لئے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کریں گی۔ حدیث میں ہے ما نسحق والدہ لکھ من فعل الفضل من ادب حسن، کسی باپ نے اپنے بچہ کو اچھے ادب سے بہتر کوئی تحفہ اور عطیہ نہیں دیا، ایک اور حدیث میں ہے لان یودب الرجل ولده، خیر لہ من ان یصلہ فی بضاع آدمی کا چاہی اور ادا و ادب سکھاتا ایک صالح خلد خیرات کرتے۔ سے بہتر ہے اس سلسلہ کی مزید تفصیل قادی دوم جلد سوم ص ۱۳۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں، ایمان پر استقامت اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہیں اور پوری بنی نسل کے ایمان کی حفاظت فرمائیں اور ہر ایک کو اپنے اپنے وقت و موقع پر سننے سے کہ نصیب فرمائیں، اپنی رضا عطا فرمائیں اور ہمارے دلوں میں دینی علوم کی عظمت اور اس کی حرک توجہ دینے اور جگہ جگہ منہج قرآنیت اور اسلامیت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین بحرمۃ صدہ المومنین صلی اللہ علیہ والہ وسلم تسلیماً کبیراً کبیراً فقط واللہ اعلم بالصواب

علما و ائمہ کی ذمہ داریاں:

(سوال ۱۵) حکم ہے: "مَنْ كُنْ ذَمًّا، بَانَ نِيَابَتِهِ، وَتَحَدَّرَ لَيْلُ تَقْوَاهُ بِانْخِرَافَتِهِ، يَنْوَادُوهُ بِرَبِّهِ"۔

(انجواب) (الحمد لله رب العالمين) والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعليرآله وصحبه  
احمدين، اما بعد۔

ہم دینی اسرار و اسرار اسلام کے قلعے میں اور احادیث و تعلیمات ہی کے ریح و فائدہ سمیٹے اور دیکھا۔ ہونے میں اور ہم  
ہی کی روشنی میں ہر شے کی صحیح و غلطی کی نگاہ سے اس کی تمام خباہت و معاصات کو دین و غیرہ و میر و غریبی کی روشنی  
میں سمیٹ کر اور سنت کے مطابق اور ہونے میں تعلیم و تعلم کے فضائل اور ان کی اہمیت اعلیٰ میں انھیں سمیٹ کر، بعد ازاں اس  
امانہ پر عطا کیا کہ ان میں جو غلطیاں و اصول غریبی و غرض سے ماضیہ کے ہیں اور جو علمین ان کی تعلیم و تربیت میں شب  
روز مصروف ہیں اور انھیں و غیرہ و غرضات یہ سب کے سب معاصات و معاد و بعد پار کا بل برابر کیا ہیں، کائنات کی ہر حقوق  
ان کے لئے عطا فرمائی ہے، اس لئے طلبہ و علوم کے لئے وچے پر بچھاتے ہیں اور بلاشبہ طلبہ و افاضیہ اس رسول (ﷺ) کہلاتے  
کے مستحق ہیں اور طلبہ کی غرضت و غرضت ان کے لئے ہے اور ان میں جو غلطیاں و اصول غریبی و غرض سے ماضیہ کے ہیں اور جو علمین ان کی تعلیم و تربیت میں شب  
روزی بہت زیادہ ہے ان کی اہمیت کے کسی ماں میں انکا نہیں کیا جاتا۔

علم کی یہ بات بھی، اور روشنی کی طرف واضح ہے نہ ہاں اور دارالعلوم میں امت کا بہت ہی مختصر سا جہد و کوشش  
بہت اثر و ثمرت دے گی، کیونکہ اس کے باوجود ہی ہے، انہی امت کا جو بہت بڑا طبقہ و مدارس و دارالعلوم سے کونوں و درجے ان کو دین  
و پچانے اور کام و مسائل سے آگاہ کرنے اور ان کی اصلاح کی فکر اور اس کا اظہار بھی ملے دے ہی ہے، ان تمام کاموں کی  
ذمہ داری نہ رہے، ان کی طرف متوجہ نہ رہے، ان کی امت کو آئندہ دور دین کی دولت، ان کا کس کسے نہ رہے؟

بہر حال، وہ یہ جواب بھی ہے کہ نہ ہاں کی بھی علم، امت پر ہے، العلماء و ذوالابیاء ائمہ و اہل  
المرجع علماء و ائمہ و اہل اسلام، یہ دارالعلوم سے طلبہ کی مہم، ان کی صلاحیت کرتے ہیں، انھیں کے زور سے ان کو راست  
جو و ست کرتے ہیں۔ ان کی طرف علم، امت کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام کتب و دین کو پچانے کا جو راستہ و طریقہ جو وہ  
راستہ اور طریقہ اختیار کر کے جو وہ کورس سے اور مسائل سے آگاہ کرنے دے دیں اور ان کے اہل و عیال میں دین اور  
شریعت کی معرفت پیدا کرنے کی کوشش کریں، چاہے وہ دوطرہ و ارشاد کے اہل و عیال ہو، یہ دعوت تبلیغ کے ذریعہ، اس اہم اور  
ضروری کام میں جو علماء امت کو اپنے وقت کا ناجائز ہے۔

ہم اس مسئلہ کے لئے مختصر ہدایت پر بھی لازم ہے کہ وہ دل کھول کر وہ تمام کام میں حصہ لیتے، ہر موقع  
فرصت کریں اور بروی و نشاطت کے ساتھ ان کو بہرہ دینے کی اجازت دیں تاکہ علماء و اہل علم کے مابین کے لئے مقرر  
اور ان میں علمی حصہ لینے میں کسی قسم کی جھجک اور کاٹ نہ ہو، ان کو ایسی تمام اچھی و باریکی دین کا بہت  
اہم کام ہے، اور علماء امت پر ذمہ داری بھی، علماء و اہل ذمہ داری کو انھیں و ان کے لئے تو دین کا یہ شیعہ و شیعہ علم و یقینہ جاری  
رہے گا۔

علم امت، علمت و اہل ان کے علم میں تعاونی مدد اور سرگرمی فرماتے ہیں۔



”علماء نے آج کل یہ کام بہ نکل چھوڑ دیا جو انبیاء شہم اسلام کا کام تھا اس لئے آج کل واحد جہلاً و زیادہ نکل آتے ہیں، علماء و ائمہ بہت کم ہیں تو آپ نے اصل مقصد کے علاوہ جس چیز کو مقصد بنایا تھا اس کی بھی تکمیل نہیں کی اس کا بھی ایک شعبہ لے لیا یعنی تعلیم و تربیت اور دوسرا شعبہ تعلیم عوام کا چھوڑ دیا۔“

صاحبزادہ مولانا کی تعلیم نہیں کریں گے تو کیا جہادِ علمی کریں گے؟ اگر جہادِ علمی کام کریں گے تو وہی ہوگا جو حدیث میں ائمہ و اولیاء مساجد لافوض و اخصوا کہ یہ جہادِ وقتہ و جہادِ شہر ہوں گے لوگ انہیں سے فوجی پوچھیں گے تو یہ جاں خود بھی کمرہا ہوں گے اور دوسروں کو بھی کمرہا کریں گے۔ اس لئے علماء کو تعلیم و تربیت کی طرح وعدہ و تحلف کا کام بھی کرنا چاہئے اور اس کا انتظار نہ کر کہ جہادِ علمی کا کاروبار ہوتا ہے یہ نہیں کیا ہے یہ نہیں؟ اور سننے والا کسے ہے ایک؟ (وعدہ و تعلیم والا یہ میں ۳۳ بحوالہ فتاویٰ رضویہ ص ۳۸۸) (جدید ترتیب میں ص ۱۱) باب کے بعد دیگر عالم کا وعدہ کیا، کے عنوان سے دیکھئے (ترتیب)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، چون لوگ اس دور میں گھر کے ہر چھوٹے بڑے تعلیم پہنچ رہے تھے ہدایت اور عمل صاف کے بارے میں کوئی کوتاہی نہ کر کے میں قاصر ہیں، جس پر تہجد گاہ ہیں کہ شہر میں اکثر لوگ نماز کے شرائط و احکام سے واقف ہیں تو پھر گاہوں کے باشندوں کی نماز و عبادت کی کیا بات ہوگی؟

لہذا شہر کی بریہ مسجد و محلہ میں ایک عالم ہونے کا ہونا ضروری ہے، ایسے ہی ہر ایک گاؤں میں بھی ایک عالم دین کا ہونا ضروری ہے، جو علم اپنے فرض و سنت سے قاصر نہ ہو اور فرض کی فرصت ہو تو اس پر لازم ہے کہ قرب و دور کی ہستی میں پا کر لوگوں کو دین سکھائے اور شرعی احکام سے واقف کرے، اپنا کھانا نہ کھائے، گھنٹے کا کھانا نہ کھائے کہ وہ مشیتِ ہستی پر قریب و دور میں کوئی چلا جاوے تو دوسرے سجدہ و شہادت نہیں کرے، اور نہ تہجد و غیر عالم سب پر واجب آئے گا، عالم پر تو اس لئے کہ باہر جا کر جاہلوں کو دین سکھایا اور غیر عالم پر اس لئے کہ دین سکھائے میں سستی کی، عوام جو شرائط و صلوٰۃ سے واقف ہیں مگر ضروری ہے کہ عادات و عادات لوگوں کو سکھائیں، دوسرے بھی گنہگار ہوں گے کہ وہ جانتے ہیں، نہ واقف عوام کو سکھانے کی، ان کو کافی فرصت ہوتی ہے، اور یہ لوگ اس خدمت کو بحسن و خوبی انجام دیتے سکتے ہیں، دوسرے لوگ زراعت، تجارت، ملازمت چھوڑ کر تبلیغ میں جائیں گے تو ان کا کاروبار بند ہو جائے گا، بدشکلی ہو جائے گی، جس کے سنبھالنے کے لئے مدد دینا، اقتصاد کی حالت کی اور عقلی بھی ضروری ہے، علم کی شان اور ان کا کام یہی ہے کہ انہیں نصرت و تحفہ سے جو کچھ ان تک پہنچا ہے وہ دوسروں تک پہنچا دیں کہ ملادو، نہ بٹا دینا۔

(احیاء العلوم ص ۱۶۳) ۲ بحوالہ فتاویٰ رضویہ ص ۹ (جدید ترتیب میں ص ۱۱) باب کے بعد دوسرے کی تعلیم ہم یہ بتا دیں، کے عنوان سے دیکھئے (ترتیب)

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ بعض کبار ائمہ کی کو ان مدرسوں کی فتوؤں کے جاری رہنے کے متعلق بعض اعتراضات اور شبہات ہیں، مسلمانوں کے ادارت و تعلیم صرف تعلیمی خدمات انجام دینے کے لئے نہیں بنائے گئے بلکہ مسلمانوں کی فزائی و فزائی دوسری ضروری خدمات بھی ان کے فرائض میں سے ہیں، لیکن وجہ ہے کہ جنگ و جدوجہد کے زمانہ میں حضرت انور قادیانی سربراہ القزح نے دورے کیے اور ایک عظیم الشان وفد چندہ کی فتح کر کے لڑکی کو



کو سنایا اور اصل دینی عقائد اور احکام کی تعلیم دی۔

امت محمدیہ ﷺ بھی نبی اسی بنیادی میں جملا ہو چکی ہے اس کی عبادات تک میں یہ رسمیت آچکی ہے حتیٰ کہ دین کی تعلیم بھی جو اس قسم کی ساری قرآنیوں کی اصلاح کا ذریعہ ہونی چاہئے تھی دو جہی بہت ہی جلد ایک ”رسم“ ہی بن گئی ہے۔ لیکن چونکہ سلسلہ نبوت اب قائم کیا جا چکا ہے اور اس قسم کے کاموں کی ذمہ داری امت کے ”علماء پروردہ“ ہی گئی ہے جو انہیں نہیں دیکھتے ہیں تو ان ہی کا یہ فرض ہے کہ وہ اس منہال اور نہاد حال کے اصلاح کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوں اور اس کا ذریعہ ہے صحیح نیت، کیونکہ اعمال میں ”رسمیت“ جب ہی آتی ہے جب کہ ان میں تقویت اور نشان عہدیت شمسِ دہش اور نیت کی تصحیح سے اعمال کا رخ صحیح ہو کر ہندوئی کی طرف مچر جاتا ہے اور ”رسمیت“ کے بجائے ان میں ”حقیقت“ پینے ا ہو جاتی ہے ہر کام عبرت اور خدا پرستی کے جذبہ سے ہوگا ہے۔ آخر غرض لوگوں کو صحیح نیت کی طرف متوجہ کر کے اس کے اعمال میں لکھتے اور حقیقت پیدا کرنے کی کوشش کرنا اہل علم و ادب اور جامعہ دین کا اس وقت ایک خاص فریضہ ہے۔ (موقوفات حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۳۱ میں ۱۵ موقوفہ نمبر ۱) (مرتب حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم)

نیز حضرت مولانا محمد الیاس صاحب فرماتے ہیں:

”ایک دن بعد نمازِ فجر جب کہ میں تحریک میں تھی کہ سینے والوں کا نظام الدین کی مسجد میں بڑا مجمع تھا اور حضرت مولانا کی طبیعت اس قدر خروخرو تھی کہ دست پر لیٹے لیٹے بھی دو بار لفظ ”آؤ لاؤ“ فرما سکتے تھے تو ہر نام سے ایک خاص خادم کو طلب فرمایا اور اس کے ہاتھ سے اس پوری جماعت کو کھولایا کہ وہ آپ کو ملوں گی یہ۔ دینی حلت و بھرت اور ساری حدود و حدود پر کار ہوئی اگر اس کے ساتھ ہم، میں اور ذکر اللہ کا پورا اہتمام آپ نے نہیں کیا (گویا یہ علم ہو کہ وہ یاد و ہیں جن کے بغیر اس فضا میں نہ وارنیں کی جاسکتی) بلکہ سخت خطرہ اور قوی اندیشہ ہے کہ اگر ان دو چیزوں کی طرف سے اتفاقاً بڑھ گیا تو یہ جہد و بہد مہیا ہوتے اور حالات کا ایک نیا دور وار نہ بن جاتے اور میں کا اگر علم ہی نہ ہو تو عام وہاں بعض دیکھ کر اور بھی ہیں اور اللہ کے ذکر کے بغیر اگر علم ہو بھی تو وہ سراسر غفلت ہے اور میں نے اگر ہم دین کے بغیر ذکر اللہ کی کثرت بھی بہت تو اس میں بھی جو خطرہ ہے انقرض علم میں خورد کر رہے آتا ہے اور بغیر علم دین کے ذکر کے حقیقی برکات و ثمرات حاصل نہیں ہوتے بلکہ بہانہ نکات ایسے جہاں صوفیوں کو شیطان اپنا کھڑکار بنا رہا ہے، اہل علم و ادب کو دیکھ کر ہی اہمیت کو اس سلسلہ میں کبھی فراموشی نہ کیا جائے اور اس کا ہمیشہ خاص اہتمام رکھا جائے اور نہ آپ کی یہ حلقہ تحریک بھی بس ایک آوارہ گردی ہو کر نہ جائے گی اور خدا بخیر وہ آپ لوگ سخت شمار و میں رہیں گے۔

(حضرت مولانا کا مطلب اس حدیث سے یہ تھا کہ اس راہ میں کام کرنے والے تبلیغ و دعوت کے سلسلہ کی محنت و مشقت، سفر و بھرت اور ایام و قربانی کی کو اصل کام نہ سمجھیں جیسا کہ آج کل کی عام ہول ہے، بلکہ دین کے تعلیم و تعلم اور ذکر اللہ کی عبادت ذائقے اور اس سے تعلق پیدا کرنے کو اپنا اہم فریضہ سمجھیں یا الفاظ دیگر ان کو صرف ”سپاہی“ اور ”داعیہ“ سمجھا نہیں ہے بلکہ طالب علم و دین اور ”مہند کا پیکر“ ہے والا بعد وہ بھی بنتا ہے۔)

(موقوفات حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۳۵ میں ۱۶ موقوفہ نمبر ۳۵) (مرتب حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم اور افاضات و بیانات دینی)

اللہ تعالیٰ دین اسلام کی اور امت کی ہر طرح حفاظت فرمائیں اور ہم سب کو دین کے ہر شعبہ کو افاضی اور نصرت کے ساتھ زور دے رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں اور دین کی فکر و راستہ کا ہر اذیہ و غیب فرمائیں۔ آمین بحمدہ  
الحی الامی صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً حفظہ و اللہ اعلم بالصواب احقر  
لاحم سید عبدالرحیم لا جپوری عفرلہ راجد بر ۱۳۰۱ ھ فی قعدۃ الحرام ۱۳۱۱ ھ ۱۹۶۶/۳/۳۱

بچوں کی تعلیم و تربیت کی اہمیت اور اس کا طریقہ:

(سوال ۶۶) اور اس کی تعلیم و تربیت کی کیا اہمیت ہے؟ کس طرح اس کی تربیت کی جائے گی؟ اس کی اول و بارگاہ میں اسلامی تعلیمات کی بنیاد سے رہنا پسند کریں قرآن و حدیث کی روشنی میں اس نیم مسئلہ پر تحریر فرمائیں جزاۃ اللہ خیر الجزاء ملتہ جیزہ قجروا۔

(الجواب) احادہ اوصالیہ و سلاویہ و اوراقیہ

ایک عربی شاعر نے بہت اچھا کہا ہے۔

ایس لبیم المی قد مات والدہ

ان البیم یبیم العلم والادب

یعنی بچہ صرف بچہ نہیں ہے جس کے والد انتقال ہو گیا (بلکہ) تعلیم وہ بھی ہے جو حضرات ادب و علم کے محروم ہو جائیں۔

نو۔

ہمارے ذہن میں صرف یہ بات ہے کہ بچپن میں جس بچہ کے والد کا انتقال ہو گیا ہو، وہ بچہ قریباً بہت بزرگ شاعر کی کتاب ہے کہ وہ بچہ بھی تعلیم ہے جس کا پہلا گھر ہے گھر وہ بچہ کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ نہیں دیتا اور اس کو گھر ادب سے محروم رکھ دیتا ہے، بچہ میں نماز کا شوق پیدا ہوتا تو قرآن پاں کی تلاوت کی طرف توجہ پیدا ہوتی، اچھا نہ رہتا ہے نہ دوسرے اسلامی آداب کا اسے علم ہے نہ اس کا عجب و احترام پاس ہے تو اس بچہ کے دل میں باپ کا جو نام ہوتا ہے وہ بچہ بھی شاعر کی نظر میں خیر ہے اس لئے نبی کو قرآن مجید کی تعلیم دینا اور علم دین رکھنا اور اسلامی آداب سے مزین کرنا بہت ضروری ہے والدین بچہ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے جس نے اپنی اولاد کو علم دین سے محروم رکھا رکھا اور ان کی دینی تربیت کی طرف توجہ نہیں دی اس نے اپنی اولاد کو دنیا اور آخرت کے بہت بڑے ختم سے محروم رکھا، قیامت میں باپ سے اولاد کے متعلق سوال ہوگا مالا علم منہ و ما لا ادب منہ تم نے بچہ کو کیا تعلیم دی اور کیا ادب سکھایا؟

قرآن مجید میں ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَهَبْكُمْ فِرَاقًا وَلَوْ دَعَا النَّاسُ

وَالْحَاوِلَةُ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھروں کو روزخ کی آگ سے بچو، جس کا دیندہ میں  
ہوئی اور پھر ہیں (مورخہ ترجمہ) بیت نمبر ۱۰۰۰ (پیر و نمبر ۱۸)

انہرے مقلد بھی صاحب اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں: انقلہ علیکم میں اہل و عیال سب اہل





حضرت عقی نقشبندی (رحمۃ اللہ علیہ)

ہذا اپنے ہمیں جو مرکبات بھی نکھائیں اور ان کی تعلیم و تربیت کے خاص توجہ دیں۔ ان کو اسلامی آداب نکھائیں۔ ایک ایک ادب سکھائے۔ پرائی، انداز و ثواب سے کا اور والدین کی طرف سے اپنی اولاد کو اسلامی آداب سکھانے سے بہتر اور افضل طریقہ کیا ہے۔

حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما محل رائد وندہ افضل من ادب حسن۔ ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر کوئی عیب (تقصیر) نہیں کیا (ترمذی شریف ص ۷۷ ج ۲، باب ماجاء فی ادب الولد، ابواب ما یرفعہ)۔

تخریج حدیث میں ہے عن جابر بن سمیرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یؤدب للرجل ولده حیر من ان تصدق بھ ع

ترجمہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مرد کو اپنے بچہ کو ادب سکھا کر (مقرر یا سارا) حق پر بیکو ہمارے خیرات کرنے سے بہتر ہے (ترمذی شریف ص ۷۷ ج ۲، باب ماجاء فی ادب الولد)

اللہ کی رحمت و فضل دیکھئے آپ نے اپنے ایک ایک ادب سکھائے اس پر بھی آپ کا اجر و ثواب ملتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے بچہ کو سکھایا، نام، شہ پر ہذا رکھا، یہ ایک ادب سکھانا ہوا اور یہ بچہ اپنے پروردگار سے جس کو غصہ خیرات کرنے کا ثواب ملے گا اور جیسے اس باپ نے بچہ کو سکھایا، جتنی پرانی پرکار تو ان سائنس میں جو وسیع ہے ہاتھ سے نکھاد ہاتھ دھو کر کھانا کھا، ماہی کے منہ سے کھاد، خرما، ان پر کمان کر پانے والے اٹھا کر کھا، ہر حق صاف کر یا کر، بیویوں کو سلا کر، ان کا ادب کر، ان کے سامنے زبان درازی نہ کرو، گھر میں داخل ہونے کے وقت سلام نہ کرو، وغیرہ وغیرہ۔ ایک ایک ادب سکھائے، سارا حق پر کھاد خیرات کرے گا ثواب ملے گا۔

اس طرح بچوں کو اسلامی ادب سکھائے جائیں، مادہ معاشرہ اور برہمنوں کے گھ کا ماحول اسی طرح ہو، چاہے سو گنہگار، کھانے پینے، لباس وغیرہ ہر چیز میں اسلامی طریقہ اور سنت کو اختیار کرنا پڑے، بچوں کی تربیت اسی انداز سے کرنا چاہئے، اس کے برعکس آج کل مسلمانوں میں عام کر اگر بڑی تعلیم یافتہ طبقہ میں غیرہوں کی تقلید کا طریقہ چل پڑا ہے۔ بچوں کی تربیت بھی اسی انداز کرتے ہیں جو غیرہوں میں رائج ہے۔ آج کل میں بچے چھوٹے وقت جو الفاظ اور مسلمات ان کے یہاں رائج ہیں جیسے کہ سود تک، گندہانت وغیرہ وہی الفاظ مسلمان بھی اپنے بچوں کو سکھاتی ہیں، جو لباس غیر اپنے بچوں کو پہنا دیتے ہیں اسی انداز کہ لباس مسلمان بھی اپنے بچوں کو پہنانے لگے ہیں قصور صاحب نے زمرہ میں جو ہے اس کی تربیت عموماً غیر اسلامی طریقہ پر ہوتی ہے، مسلمانوں کو اس پر غور و توجہ دینا چاہئے، چالی مرتبہ بیت تمیز کے اہل مذہبی طرز، معاشرہ و تمدن اور ملی شخص کا نام نہ رکھنے کا پورا حزم اور اس کے لئے بھاری توفیق برائی چاہئے، ورنہ بچوں کو رفتی فعل کی تربیت بھی بنیادوں پر کرنا چاہئے، جس طرح یہ مسلمان کا فقر و ہنر سکھ جائے ان کی مسند بھی ہے، اہل لغو اولیٰ حور پر بھی اپنے گھول کا ماحول اور طرز معاشرت، مذاک طریقہ پر جانے کی ضرورت ہے، اسی طرح وصالی علم پر بھی اس کی اکثر تر ضرورت ہے۔

بچوں کو ان بہت سارے فقہاء و ائمہ پر بھی اس کی بھی تربیت کی جائے گی اس کے مطابق بچوں کے ذہن

میں باقیہ حتیٰ جائیں گی، امر مسلمی، مقررہ تربیت کی گئی تو اسٹاء اللہ و بڑا ہو کر بھی اسی انداز پر رہے گا، پھر ان تیسراں کے طریقہ پر اس کی تربیت کی گئی تو وہی طرز زندگی اس کے اندر آئے گی، اس لئے بچے کے پندار، سنان، نظر، ان کی پوری ذمہ داری، اس باپ پر ہے، امدیٹ میں ہے، ماس سولہ الا بولد علی الفصرة فایہ یهود نہ او ینہوہ ابوہ حسابہ، حضور آرمہ کا کہنے ارشاد فرمایا، ہر بچہ فطرت میں پیدا ہوتا ہے، یعنی، میں اسلام اور حق بات قبول کر، لے گی اس کے اندر اپنی صلاحیت ہوتی ہے مگر اس کے والدین (خط علم و تربیت سے) اسے بدی بناتے ہیں یا صالحہ (یعنی خیر) بناتے ہیں یا خوی (مسکوتہ شریف ص ۱۸)

لہذا اگر ہم دینی اور اپنے اہل و عیال کی آخرت، دنیا اور ان کو جتنی آگ سے محفوظ رکھنا چاہے ہیں تو خیروں کے طور طریقہ پر خود کو نہ بھی چاہا، مسلمان بنانا ہوگا اور بچوں کو بھی بچپن سے ہی ضروری دینی تعلیم اور اسلامی تربیت و آداب سے روشناس کرانا ہوگا، اور نہ باعز و معارفہ اسلام اور سنت و حدیث کے مطابق بنانا ہوگا اور اپنے گھر میں ہی مسلمان بنانا ہوگا، اور اسلامی طرز زندگی کو اختیار نہ کرے گا، ملازمت کی پابندی، قرآن مجید کی تلاوت اور سیکھنے سکھانے، اولیٰ پیدا کرنا ہوگا، اور صاف بات یہ ہے کہ اپنے گھر میں خود ہی کائے، دینی دینی، دنیوی دنیوی، سے پاک نہ کرنا ہوگا، اس قدر انہوں کی بات ہے کہ حضور اقدس ﷺ جس بچے کا گھر سے بچے تشریف لائے تھے حج و عمرہ کا حق تھا۔ یہاں مسلمانوں کے گھر میں سے صحیح اور حق بات یہ ہے کہ دینی دینی، دنیوی دنیوی، اس قدر غرض رکھ کر اور کھلا دے کہ اس کی موجودگی میں کوئی تعلیم اور کوئی تربیت موخر نہیں ہو سکتی، مثلاً اس بچے کے گھر میں سے اس اہل بیت کو دور کر دینا جس نے اسلام دیا، یا جاننا، یا اہل گھر یا بے اس قدر بے حیائی کی بات ہے کہ گھر میں یہ باپ بیٹی، بیٹا، بھائی، بہن، ایک جگہ بند کر لی، وہی پر انتہائی نفرت اور حیا، مومن طرز دیکھتے ہیں، بچے کو نہیں دیکھتے، جب اس قسم کے منظر و مناظر دیکھیں گے تو ان کے اندر یہ پیدا ہوگی یہ کیا ہے؟ اللہ پاک تمام مسلمانوں کو صحیح بات سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مسئلہ یہ کہ بچوں کی تعلیم و تربیت از حد ضروری سے اور گھر میں عام احوال سنت طریقہ کے مطابق بنانا ضروری ہے، خیروں کی نقل کرنے کے لئے بچے کو اسلامی طرز زندگی کو نصیہ دیا جائے، ہم خیروں کے اگلا اور ان کی اصلاحات و مشعل کرتے ہیں، ان کے ہاں حضور اکرم ﷺ نے مختلف اوقات اور مختلف احوال کی جو دعائیں تعلیم فرمائی ہیں وہ دعائیں بچوں کو یاد کرانے اور ان پر عمل کرانے کا اہتمام کیا جائے ان دعاؤں میں بڑی برکتیں ہیں اور بہت جانتا دعائیں ہیں، چھینٹی سے بچوں کو اگر دعائیں یاد ہو جائیں گی، اور بچے ان کے پڑھنے کے عادی ہو جائیں گے تو بڑے ہو کر بھی انشاء اللہ اس پر عامل رہیں گے اور آپ کے لئے صدقہ ہو رہے ہو جائے گا۔

دعاؤں کے سلسلہ میں مختلف کتابیں، دینے مرتب فرمائی ہیں ان سے استفادہ کریں، سب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ دعائیں یہاں نہیں تھیں، یہ دعائیں ان روایتین و شعر کے ذریعہ یاد ہوں، تو وہ بھی یاد کریں اور بچوں کو بھی یاد کریں، وہ یاد کر کے پڑھنے پر ہر ایک کو واجب و ثواب ملے گا، اللہ اور آپ خود ہی برکتیں محسوس فرمائیں گے۔



## جب کھانا شروع کرے

بسم اللہ علیٰ برکتہ اللہ

میں نے اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت پر کھانا شروع کیا۔

اگر شروع میں بسم اللہ بھول گیا تو یاد آنے پر یہ پڑھے

بسم اللہ اولہ و آخرہ

ترجمہ: میں نے اس کے اول و آخر میں اللہ کا نام لیا۔

## جب کھانا کھا چکے

الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمانوں میں سے بنایا۔

## دعوت کا کھانا کھانے کے بعد

اللهم اطعم من مغمسی واسق من سقانی

اے اللہ جس نے مجھے کھلایا تو اسے کھا، اور جس نے مجھے پلایا تو اسے پلا۔

## جب کوئی نہ پاس ہو

الحمد لله الذی کفانی کما کفای بہ عورتی و جعلہ فی حیاتی

سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے کپڑا پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھ تاجوں اور اپنی زینتوں

میں اس کے زینتوں سمیت کافی بن گیا ہوں۔

## جب سوئے لے

(۱) اللھم فی عبادک یوم تبعث عبادک

(۲) اللھم باسمک اصوت و احیی

اے اللہ مجھے بے عذاب سے ہی جس دن کا آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے۔

اے اللہ حقیر! میرے لئے کریم مرتا اور جیتا ہوں۔

## جب سو کر اٹھے

الحمد لله الذی احیانا بعد ما نمائنا و البہ النشور

سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں جس نے ہمیں مائت زینتوں بخشی اور ہم لوگوں کو حریف کھڑا کیا ہے۔

## جب بیت الخلا جائے

اللهم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث.

اے اللہ تمہاری تیرکی پناہ چاہتا ہوں خبیث، خبیثوں سے مرد ہو یا عورت (گندے مرد و عورتوں میں سے) یعنی شیائین سے)

## جب بیت الخلا سے نکلے

غفر لک . الحمد لله الذی اذهب عني الادي وعلانی .

بخشش چاہتا ہوں سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھ سے گندہ دور کی اور مجھے عافیت عطا فرمائی۔

## جب گھر میں داخل ہو

اللهم انی استأذک خير المولج وخیر المخرج بسم الله ولنا و بسم الله خرجنا

وعلى الله ربنا فو کلما .

اے اللہ میں تجھ سے استعاذ کرتا ہوں اور اچھا پر جاننا لگتا ہوں بسم اللہ کا نام لے کر داخل ہوئے اور اللہ کا نام لے کر

نکلے اور ہم نے اپنے رب اللہ پر محمد (سکریا)۔

گھر میں داخل ہونے کے وقت سلام نہ کر دو ، بچوں کو بھی اس کا عادی بنا دو۔

## جب گھر سے نکلے

بسم الله فو کلت علی الله لا حول ولا قوۃ الا بالله .

میں اللہ کا نام لے کر نکلا میں نے اللہ پر محمد (سکریا) لگتا ہوں سے پہلے اور نیکیوں کی قوت دینا اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

## مسجد میں داخل ہونے کے وقت کی دعاء

جب مسجد میں داخل ہو تو پہلے حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف اور سلام بھیج کر یہ دعا پڑھو۔

اللهم افتح لی ابواب رحمتک .

اے اللہ میرے لئے اپنے رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔

## مسجد سے نکلنے کی دعاء

اللهم انی استأذک من فضلك .

اے اللہ میں تجھ سے حیرت کے لئے تیرے فضل سے استعاذ کرتا ہوں۔

جب کوئی تمہارے ساتھ احسان کرے

جزاک اللہ خیراً .

اللہ تعالیٰ تم کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

جب چھینک آئے تو کہے

الحمد لله

سب ترغیبیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔

اس کو سن کر دوسرے مسلمان یوں کہے

برحمت اللہ

اللہ تم پر رحم کرے۔

اس کے جواب میں چھینکنے والوں کہے

یصلیٰ علیکم اللہ ویصلح بآلائکم

اللہ تم کو برکت پر، کھلو تمہارا اہل سنوارے۔

فائدہ:

جسے چھینک آئی ہو اور عورت ہو تو جواب دینے والا یہ مرکب اللہ کاف کئے ہوئے کے ساتھ کہے اور اگر چھینکنے والا اللہ تعالیٰ کے کہے تو اس کے لئے یہ مرکب اللہ کون واجب نہیں ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے کہے تو واجب ہے۔ چھینکنے والے کو اثر زکام ہو یا اور کوئی تکلیف ہو جس سے چھینک آئی ہو اس کی جگہ پر تو روئیں دفعہ کے بعد جواب دینا ضروری نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۵ جس ۴۰۶ باب العطاس والعتناء پ)

جب کسی بچہ کی عیادت کرے تو اس سے یوں کہے

لا ماس طہور انشاء اللہ

کچھ ترن نہیں انشاء اللہ یہ باری تم کو تمناؤں سے پاک کرے گی۔

اور سات مرتبہ اس کے شفا یاب ہونے کی یوں دعا کرے

انشاء اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک

میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو بڑا ہے اور بڑے عرش کا مالک ہے کہ تجھے شفا دیوے۔

حضور اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سات مرتبہ اس دعا کے پڑھنے سے مریض کو شفا ہوگی ماں اگر اس کی

سوت کا وقت آ گیا ہو تو دوسری بات ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۳۵ باب عیادة المريض، فعل نمبر ۲)

### صبح کے وقت یہ دعا پڑھو

اللھم بک أصبحنا وبک أمسیا وبک نحی وبک نموت والیک المصیر  
اے اللہ تیری قدرت سے ہم صبح کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے ہم شام کے وقت میں  
خارج ہوئے اور تیری قدرت سے ہم جیتے ہیں اور تیری طرف جاتا ہے۔

### شام کے وقت یہ دعا پڑھو

اللھم بک أمسیا وبک أصبحنا وبک نحی وبک نموت والیک المصیر  
اے اللہ تیری قدرت سے ہم شام کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے ہم نے صبح کی اور تیری  
قدرت سے ہم جیتے ہیں اور تیری طرف لوٹ کر جاتا ہے۔

### صبح و شام یہ دعا پڑھو

(۲) بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یُصْرَعُ اسْمُهُ شَیْ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ  
اللہ کی نام سے (ہم نے صبح کی یا شام کی) جس کے نام کے ساتھ آسمان میں یا زمین میں کوئی چیز نقصان  
نہیں لے سکتی اور وہ سب سے زیادہ اعلیٰ ہے۔  
یہ صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھ لینے سے ناگہانی بلا سے حفاظت رہے گی۔ (مختصر پم ۲۰۹)  
(۳) بِاَلْحَمْدِ لِلّٰہِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَبِاَلْحَمْدِ لِلّٰہِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ  
وَبِاَلْحَمْدِ لِلّٰہِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔

راضی ہوں میں اللہ کو رب بن کر اور سلام کو دین میں کر اور محمد ﷺ کو نبی اور رسول بن کر اور قرآن کو انام بن کر  
اور اللہ کو تبارک بن کر۔

صبح و شام یہ تین تین مرتبہ پڑھ لیں اللہ یہ حقیقت کام آئے گا۔ (مجموعہ کنانات ص ۷۷)

(۴) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاَنَّکَ

اے اللہ مجھے روزِ قیامت کی آگ سے بچا۔

فجر اور مغرب کی نماز کے بعد سات سات مرتبہ پڑھے اگر اس دن یا رات کو مر جائے تو دوزخ سے حفاظت  
ہوگی۔ (مکتبہ شریف ص ۲۱)

صبح و شام آیت الکرسی، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس، قل هو اللہ احد تین  
تین بار پڑھنے کی عادت بنائیں۔ بچوں کو بھی سکھائیں۔

### سوار ہونے کی دعا

جب کسی سوار کی پر سوار ہونے لگے تو بسم اللہ کہے اور سوار ہو اور جب وہ فوراً پشت یا سین پر بیٹھ جائے تو

الحمد لله کج بکار یہ دعا ہے۔

سبحان الذي سحر لنا هذا وما كنا له عقرنين وانا انى ربنا المغفلون.

اللہ پاک ہے جس نے اس کو ہمارے قبضہ میں دے دیا اور ہم اس کی قدرت سے بغیر اسے مجھ میں کرنے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف چاہئے۔

بطور نمونہ چند دعائیں نقل کر دی گئیں، سچے اور ادھر کی بیکار چیزوں میں اپنا وقت نہ دوں اس کے بجائے گھر میں دن کو بٹھا کر پیار میت اور شفقت سے یہ دعائیں ان کو سکھائیں، اچھی اچھی کتابوں سے ایسے واقعات سنائیں جس سے ان کے اندر دُعا دینے کا جذبہ پیدا ہو، دین اسلام کی محبت اور اسی کے لئے ہر چیز قربان کر دینے کی تمنا پیدا ہو جائے۔

یہ سطریں تحریر کی بارہائی تھیں کہ حسن اخلاق سے حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی قابل قدر باتیں نظر سے گذریں، انھوں نے افادہ پیش کی جاتی ہیں فرماتے ہیں۔

### ذاتی عمل نجات کے لئے کافی نہیں

اس آیت دیکھنا اللہین آمرا ہو انفسکم وعلیکم نظر، میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ بات صرف یہاں تک ختم نہیں ہو جاتی کہ بس اپنے آپ کو تمک سے بچا کر بیٹھ جاؤ اور اس سے مطمئن ہو جاؤ کہ بس میرا کام ہو گیا جس کا اپنے اہل و عیال کو بھی آگ سے بچانا ضروری ہے، آج یہ منظر بکثرت نظر آتا ہے کہ دینی اپنی ذات میں بے ادبندار ہے، نمازوں کا اہتمام ہے، صاف اول میں حاضر ہو رہا ہے، روزہ سے کھم ہے، زکوٰۃ ادا کر رہا ہے، اللہ کے راستہ میں مال خرچ کر رہا ہے اور جتنے لوگ مرنا چاہتے ہیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن اس کے گھر کو کھجواں کی اولاد کو دیکھو، بوی بچوں کو، کھجور تو ان میں لو اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے، یہ کیسے جا رہا ہے وہ کیسے جا رہے ہیں، اس کا رخ مشرق کی طرف ہے، ان کا مغرب کی طرف ہے، ان میں نہ نماز کی فکر ہے نہ فرائض و بیچہ کو بھالانے کا احساس ہے، گناہوں کے سیلاب میں یہ وہی بچے بہہ رہے ہیں اور یہ صاحب اس پر مطمئن ہیں کہ میں صاف اول میں حاضر ہوتا ہوں اور باجماعت نماز ادا کرتا ہوں، خوب کچھ لیں جب اپنے گھر والوں کو تمک سے بچانے کی فکر نہ ہو، خود انسان کی اپنی نجات نہیں ہو سکتی، انسان یہ کہہ کر جان نہیں بچا سکتا کہ میں تو خود اپنے عمل کا مالک تھا، اولاد دوسری طرف جاری تھی تو میں کیا کرتا، اس لئے کہ ان کو بچا دے بھی تمہارے فرائض میں شامل تھا، جب تم نے اس میں کوئی سی کی تو اسے آخرت میں تم سے مواخذہ ہو گا۔ علی قول۔

### آج دین کے علاوہ ہر چیز کی فکر ہے

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی جرئت اٹھ دی جاتی ہے کہ ان کا بیٹا کو فرماؤ وہ اس کو آگ سے نہیں بچا سکے، یہ بات درست نہیں، بلائے کہ یہ بھی تو دیکھو کہ اس کو انہوں نے تو کھراست پر لانے کی نو سو سال تک لگا کر کوشش کی، اس کے باوجود جب وارد راست پر نہیں آیا تو اب ان کے لوہے کوئی مطالبہ اور کوئی مواخذہ نہیں۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ایک دوسرے کو کہا اور پھر غور نہ کر بیٹھ گئے کہ ہم تو کہہ دیا۔ حالانکہ ہمارے چاہئے کہ ان کو گناہوں سے اس طرح بچا دے



مرواوا لا تسم بالصلوة وھم اثناء سبع واصر یوھم وھم اثناء عشر منین وقر قوا بیھم فی الصلح جمع  
رواہ ابو ذر

محول غلط کرنے، متاخر مایا، تمہارے بچے سب سات سال کے ہو چکے ہیں تو ان کو نیز کی تائید وادارہ  
دب وی سال کے ہو چکے ہیں تو نماز میں کوتاہی کرنے پر ان کو مبراود اور ان کے لئے نیز بھی ایک اٹھ کروڑ (مسکتو  
شریف ص ۸۵) قراب السلوک

بچوں میں بچہ کی دینی تعلیم پر غاس توجہ دی جائے، مضاف قرآن یہ نیک جملہ قائم کریں یہاں قرآن مجید سے  
تجوید سے ساتھ نیا طہارت، نماز و غیرہ کے ضروری مسائل، بیاد عطا کما بھیجی کی تعلیم کا انتظام ہو۔  
اور اس کے ساتھ بچوں کے لئے انجیل سمیت کا انتریم روزی محبت سے اجتناب کی صرف بھی خصوصی توجہ  
دی جائے یہ بہت ہی ضروری ہے۔

محبت	صالح	نیک	صالح	کند
محبت	طالح	ت	حالح	کند

نیک شخص کی محبت تم کو نیک بنا دے گی۔ اسی طرح بد بخت کی محبت تم کو بھی بد بخت بنا دے گی۔ ملاحظہ  
عدنی الخیر فرماتے ہیں۔

و تو انی	اور	شہاد	یہ	یہ
یار	یہ	تر	بور	از
مار	چھا	بھیں	برہاں	زندہ
یار	یہ	برہاں	یہ	ایمان

(ترجمہ) جہاں تک تم سے ہونے یا رہنے کی دوست سے دور رہو (اور اپنی اولاد کو بھی دور رکھو) اس لئے  
کہ برا دوست صاحب سے بھی بدتر ہے (اس لئے کہ) صاحب کا تلوہ صرف یوں پہنچتا ہے لیکن سرے دوست کی  
محبت جان اور ایمان دونوں کے لئے خطرناک ہوتی ہے۔

اس لئے بچوں کو غلط محبت اور گندہ ماحول سے بچانے کی بھی فکر کی جائے اگر آپ مبراہ صلیح کے پاس  
قرآن و سنت دیکھتے ہیں اور انھیں پوچھتے ہیں تو آپ ان کو بھی سراج لے دیا کریں۔ بزرگوں سے ان کے لئے دعا  
کرائیں اور بچوں کو بزرگوں اور مبراہ کے پاس آمد و رفت کی تعلیم دیں۔

گھر میں غلط قسم کے نقش و نگار، مبراہوں کے بجائے مستند دینی رسائل اور کتابیں رکھ کر ان کی جانچ  
اور ان کے پڑھنے اور مطالعہ کا ماحول بنایا جائے۔ انکی دینی تحریروں اور مضامین، اس طرح بزرگوں کے موقوفات  
بستوں کا مطالعہ کرنے سے بڑھ چڑھ کر ان کے لئے اور ان کی تعلیم کرنے سے گھر والوں کو بڑا فائدہ ہوگا جس سے ان کے  
لئے نیک وقت مقرر کر دیا جائے۔ گھر میں انتشار، لغو دینی ماحول بنے گا اور ایمان کی طرف راہت پیدا ہوگی، یہ دینی  
دینی گھر میں رہے گی۔ حفاظت رہے گی اور گھر میں قرآن و حدیث اور دینی مضامین کی تعلیم اور مطالعہ۔ ان مضامین  
کی روشنی میں ان کی جانچ و نظر ہوگی۔ ان کے لئے بڑا فائدہ ہوگا اور ان کے لئے بڑا فائدہ ہوگا۔

نہادی کی تربیت میں بچوں کی نفسیات کا بہت زیادہ لحاظ کیا جاتا ہے نہایت عمدت اختیار کر لیں نہ بہت نرمی لادیں اور بزرگوں سے کمریں موقع کے شہادت مثنوی میں معنی ہوتی ہے۔ بزرگی و شفقت کا موقع ہو تو اس کا بھی اچھا تجربہ ہوا کرتا ہے۔ انہوں نے بچوں کی تربیت کے جو اصول اور طریقے بیان کرائے ہیں ان کو پیش نظر رکھیں ان کی ذیہ چھتے حصہ میں ۱۵۳ ص ۱۵۴ میں "تولاد کی پرورش کرنے کا طریقہ" نیز دوسری حصہ میں ۱۵۴ ص ۱۵۵ میں "بچوں کی احتیاط کا بیان" میں بہت عمدہ باتیں بیان فرمائی ہیں ان کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت تک آنے والی نسلوں کے دین و ایمان کی خدمت فرمائے، آمین بحرحمہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلمہ تسلیماً کثیراً کثیراً کثیراً۔ آمین و خدا ہم باصوب ہے۔

ظالمِ عظیم سے باز نہ آئے تو کیا تدبیر کی جائے:

(سوال ۶۷) ایک لفظ انہوں پر بہت ہی ظلم کرتا ہے۔ ان کو ان کے منع کرنے پر بھی برا نہیں آتا تو اس کے لئے شرفاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) ایسے شخص کے متعلق قرآنی تعصیب ہے کہ وہوں میں عدالت اور کرنے اور اتفاق دوم بھی محبت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور میں ان کا کامیابی نہ ہو اور ایک کرد ظلم زیادتی پر کمر کر لے تو دوسرے مسلمان خاموش نہ ہو کر قاتل نہ بنیں بلکہ جس کی زیادتی ہو تو ہم مسلمان متفق ہو کر اس کا مقابلہ کریں یہاں تک کہ ظالم مجبور ہو کر ظلم و زیادتی سے باز آ جائے جب یہ باز آ جائے تو عدل و انصاف کے تحت مضبوطی سے دھکے کران دیں اور ان میں صبر و صفا اور کمال طلب کراد۔ (۳۰ ترجمہ)

۱۔ عدالت شریف میں ہے کہ شخصیت خدا کے قلمو کر فرما دیں نہیں تو اس نے لکھی نامت ہے یہ کو ظالموں کو اپنے ظلم سے باز نہ آئے اور ایک راستہ میں ہے کیا ہے؟ جسے قسم ہا کر فرمایا تم ہمراہ معروفا کرتے رہو اور ظالمین کو ظلم سے روکتے رہو اور حق بات کی طرف متوجہ رہو اور شہادت قلوب بھی ان کے ساتھ نہ لے کر دیکھ جائیں گے جس طرح ان لوگوں کے کراہنے اور اسی طرح قرآن بھی امت کو یہی حکم جس طرح ان پر لکھی گئی اس میں پر ہوئی۔ (۱۱) اور ایک روایت میں ہے ان حضرات کو کہ جس نے فرمایا مصر احاک طالباً اور مظلوم مظلوماً اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنا ظالم کو یہ مظلوم مسلمان کیا کیا یہ مظلوم کی مدد تو ان کے بھائی ظالم کی مدد میں طرح کریں ۱۲۹ ص ۱۳۰ ہے لہذا یہ ظالم کی مدد نہ کرنا ہے ان کو ظلم سے روکتے۔ ایمانی ترجمہ ص ۱۳۰ ص ۱۳۱ ہے لفظ مظلوم و مظلوماً ہے ان کے ظالم اور مظلوماً۔

سربراہ مجلس جماعت

(سوال ۱۸) ایسے راستے پر چنان سر و حرکت کی آمد و رفت رہتی ہے کھسکتا ہے کہ اس سے عورتوں کو آمد و رفت

والفعل مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمہ وکان ملک فقال لاؤندی عیسیٰ مدعی منظر وہم اطوار وہا السعدی وسمی وادوی وادوی قال کلام اللہ تعالیٰ من المعروف و البہر عن السکر و لانا حقو عیسیٰ مدعی الظالم و لانا طرون علی النحل الطوار یقتصر مدعی الحق قدوا و لیس من مضطرب حکم علی معنی نہ لیس حکم کما لیسہم۔ مشکوٰۃ ماہ الامر بطریق المعروف الفصل الثانی ص ۲۲



میں حرج ہونا ہے تو اس طرح کھسک جاتے کہ ہر دھنسن کیسا ہے؟

(الحجرات ۱۱) ہر کھسک لے گا، یہ غلط آراء تو ان لوگوں کے اپنے ہیں، یہ تو نصرت کا شکار ہے کہ انہیں

تخلیف وہ چیزوں کا بنانا لیکن کافیہ جزء ہے اور عداوت لیکن میں سے ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۱۱)

راستہ سے تخلیف وہ چیزوں کو بنانے کے ہیں تو کافیہ وہ بنائیں کہ ہر برائے کو بھی عزت ہے۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے لا خیر فی حرم من اصرقت الا لعمى ہدی السبیل وہ تاحیجہ وعرض البصر

واعصر علی الجمولہ (مشکوٰۃ ص ۲۵۵) آج رادوں باب ۳۰۵ (۱۱) میں لکھی راستہ پر چلنا اچھے نہیں

کھڑاں کے لئے بدراستہ ہے اور سب کا تہذیب و عادات کا پتہ دینا اور ہر جگہ جانے میں مددگار ہے!

سیدنا حضرت پیر محمد غفری کی روایت کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جنت فریابی کے راستوں پر

بیٹھے تھے تو یہ آواز آ رہی تھی کہ کادینہ ہو کہ یہ کہ اس نے عرض کر دیا ہے، انہوں نے بھی چارہ نہیں ہے (ہو نہی

نعمیں اور نہ کادینہ ہے) ہم یہیں، ستوں پر بیٹھ کر اپنی باتیں کیا کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

نعمیں بیٹھی ہے وہ اس کے باوجود نہیں ہے تو تم، اگر تم سے کہ اس کا حال اور یہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول

اللہ! تو اس نے کہا ہے: ارشاد ہوا کہ: لکھا کہ: کسی کو تعریف نہ دینا۔ سلام کا جواب دینا۔ انہوں نے اس کی ہدایت کرنا۔

یہ بات سن کر: عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: انکم

والجلوس علی نظرات فتنو ومانا بعد ما ہر محالسا تحدث فیہ قال فاذا ایتمم لاجتماع

فاعطوا الطریق حقہا فانہ اوما حق الطریق قال عص البصر وکف الادی ورد السلام وامن

بالعبروف ونہی عن العسکر (بخاری شریف ج ۹ ص ۱۰۳) باب الفی الدور والجلوس

فیہا والجلوس علی التصعدات اور باب ۲۵ ج ۲ ص ۹۲۰ کتاب الاستاذان باب ینہا الذی اعموا

الح صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۲۱۳ باب من حق الجلوس علی الطریق وہ السلام

ظاہر ہے کہ ان حقوق کی: تخلیقی انسان ہیں اور ان میں کامیاب ہونا ہر کس کا کام اور ہر کس کی بات نہیں،

ان میں سے ایک حق میں اس سے گناہیں پڑتی ہیں انہی کے لئے عزت کو نہ لیکن دور حاضر میں ان میں کو گناہ دے سکتا

ہے؟

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

(۱) جاتے کہ بعدی فتنہ اصر علی الرجال عن النساء مضی عنہ (مشکوٰۃ ص ۲۰۵) باب

الرجال الفصل ۱۱ (۱) میں لکھے ہیں بعد میں کے لئے جو حق ہے جو ان کی تہذیب کا ہے!

(۲) اتفقوا النساء فان اول لفتہ بنی اسرائیل کانت فی النساء، مشکوٰۃ ص ۲۰۷ ایضاً

(۳) جو حق ہے اس کے لئے جو حق میں سب سے پہلے فتنہ ہوتا ہے کہ وہ ہے جو بیٹھا تھا۔

(۴) جس حائر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المرأة تغفل فی عبودۃ شیطان

وتدبر فی عبودۃ شیطان ویضاً ص ۲۰۸ ایضاً باب النظر لی المخطوبہ وسان لعودات الفصل الاول

والا لعمی مضی عنہ وفتنہا فتنہ لا لہ الا بعد الاصل الاول فی طریق کتاب الامور الخیر الاول

(موت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان ہی کی صورت میں وہاں لوثی ہے)

(۳) عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: المرأة عورة فان حرصت  
لنفسها الشیطان (المیزان ص ۲۶۶) (عورت کی طرح اس کو پر (در کھڑی ہے) (بہرہ باریگاہی ہے  
عرب شیطان ہی کا اتھاڑ میں جتا ہے)

(۵) عن الحسن مرسل قال: یعنی ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لعن الشیطان  
والمستظور الیہ دستکم فی ۳۰ (۳۰) (عالتی امت ہے اس پر جو چیز کو لوثی ہے اور اس پر جو بکھاتا ہے)  
(۷) معنی ابن تریخان و زناہم بظنہ۔ آنکھیں نہ آتی ہیں اور ان کا زنا کھاتا ہے ان احادیث پر غور کیجئے اور  
یاد رکھئے کہ جو کوئی شہر یا چیز درجست کی جیسے گا وہ بیحدین و آبرو کی حفاظت کرے گا اور رشک کی چیز میں  
پناہ کا دور حرام میں جتا ہو جائے گا۔ ان کے سامنے آنحضرت ﷺ کے یہ ارشادات ہیں اور اس کے دل میں خوف  
خداوندی ہے وہ بھی اس جگہ پہنچے گا کہ نہ کرے گا۔ ان کے علاوہ اور بھی قہقہے ہیں مثلاً: و کیرت فی کراہۃ ان  
المرأة ان کی طبیعت نہ آتا ہے نہ خطا محبت نہ آتا ہے ان کے راز فاش نہ ہوں گے وہ چاہے نہ سمجھتے ہیں دیکھو: ہذا کذا گاہ  
نہیں دیکھو۔ مگر کثرت اذیت نہیں ہے۔ منع اندکرو۔ ہے۔ (ابن حنبل میں علی الطریق روایا عامہ و فی شرح  
مسلم ج ۲ ص ۲۱۵ یعنی شرح بخاری ج ۳ ص ۳۳۳) اب القتیہ کہ روایات میں فیما و الجہنم علی بعضہ ان افظرو  
اللہ ام بالصواب۔

عورت خاوند کو ہمراہ نہ ہونے دے:

(مسوال ۹۹) کیا عورت اپنے شوہر کو باہر سے محل خدا اور زانی کی باہر ہم بستی کرتے ہے۔ ان کی عورت کے  
لئے شوہر کا یہ حکم ہے:

(الحواص) یہ ناشہ اور منافقان سے ناشہ کے لئے قرآن پاک کی حکیم بہریت ہے کہ وہ ان نصیحت کرے (نہ  
بجھے قرآن نہ ترجمہ کرے) (بجھی نہ بکھے تو) (دروغ کرے) (نہ نہ آتا کہ بدی بکلی نوت یا نہ اور خطا اور  
ہو جائے اور نہ پناہ دے کہ یہ صحت ہے) (صدیق مذکور و تدبیر مفید) نصیحت نہ ہو آسمان چو کے خدا ان میں سے  
ایک ایک عمل منتخب کر کے ان سے تہذیب لایا جائے (سورۃ نبا) (خدا پاک کے سرور و عورت پر بڑی نصیحت عین  
کی ہے ارشاد باری ہے کہ اگر مردان فراموش علی النساء یعنی مرد عورتوں کے حکم ہیں) (سورۃ نسا)

اور حدیث شریف میں ہے: عن ابن ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کتبہ امر  
احدا ان یسجد، لا حد لا عورت نعموا ان ان یسجد لزوجھا (رواہ الترمذی)

یعنی غیر خدا کو سجدہ کرنے کا حکم دینا میں ضرور عورتوں کو حکم دیتا ہوں۔ پتہ عورت کو سجدہ کریں۔ (بخاری ج ۲ ص ۲۸۱)  
کتاب الطلاق باب اثرہا و النکاح باب اثرہا و النکاح

خدا تعالیٰ نے شوہر کے لئے یہ حق رکھے ہیں۔ حدیث میں ہے: امر المؤمنین عورت نماز و صلاہ کے لئے  
نکھتہ نہ پہنچتے۔ وقت آیا کہ ہی اس اعطی خدا علی المرأة عورت پر سب سے زیادہ حق کسی کا ہے۔ آنحضرت



دوا۔ یہ حال یہ خداوند تعالیٰ کا فیصلہ ہے اس پر ہمہ ارشاد سند رہنا ضروری ہے۔ اسی کتاب میں ہے کہ ایک نہ بھورت عورت اپنے یہ صورت خاوند سے کتنی تھی کہ میں تم کو بشارت ملاتی ہوں کہ تم انہوں نے جنت میں جائیں گے۔ شہر کے کچھ تھیں کیا آخر عورت نے لکھا کہ آپ کو یہ صورتی میں میرا امتحان ہے جس پر میں نے صبر کیا اور صبر کرنے والے کا مقام آخرت میں جنت ہے اور میری خوبصورتی میں آپ کی آزمائش ہے آپ نعمت خداوندی کے شکر کہ اربعین اور شانہ کی بھلا بھی جنت ہے۔ لہذا یہ وہی جنتی سونے۔ (شرح شریعہ الاسلام ص ۳۳۱)

عورت پر دماغ یا سر کس نہ ہوئے تو خداوند اپنے ہاتھ کی پھلی عورت کے بدن کے نیچے دونوں ہاتھوں کے درمیان نیچے میں رکھ کر کہا الر جس العجبت العجبت اعز من حب و طیب کے۔

مخلصہ میں عورت سے ناشائستہ حرکت پر قطع تعلق کرے تو کیا قہم ہے؟

(معاون ۷۰) شادی کے موقع پر ہوتو اس کے مجمع میں میری عورت نے فاس کر کے مردوں کا لباس پہن کر قریع ہو جانا۔ مجھے یہ چلا تو اس کو ڈالنا جس سے وہ ناراض ہوئی وہ کہتی ہے کہ مجمع میں میری بے عزتی تھی۔ اس نے شہادت قلع کر دیے۔ اور یہ اس کی فہم نہ رہا ہے۔ بروقت میں اسے مٹا دیتا تھا۔ لیکن اب اس نے بے نظریا ہے کہ جب شک وہ بیکار نہ کرے جس بات نہ کر اس کی۔ چاہے کچھ بھی ہو۔ بچے چھوئے ہیں ان کا بھی اس کا احساس نہیں۔ اس بات میں شرعی قہم کیا ہے؟ بیوقوف و بڑا

(جواب)۔ بچے شک عورت کو اس کی باندھ دینی چاہیے کہ نہ دھکے نہ مناسب کارروائی کرنے اور مردانہ بچے کا شہدہ لائق ہے۔ قرآن میں ہے اگر چاہے تو وہاں ہی افسہ یعنی مرد عورت پر نمران۔

تبع میں ناپاؤ اور مردانہ لباس پہن کر ڈھونڈ کرنا بڑا کام ہے۔ اس بات کو بد اعتقاد نہ کرے۔ "عین حسن اسلام النساء" تو کہ مالا بعید۔ "عین حسن شخص کے اسلام کی خوبی میں سے بڑی خوبی یہ ہے کہ لائینی باتوں و ترک کرے۔ (حدیث)۔ ترمذی شریف۔ داؤد ص ۱۰۰۔ ابن ماجہ عین ذی ہریرۃ و الترمذی و المستحی فی تعجب

ایمان۔ تلو ذی باب حفظ اللسان و الخیر و آخر الفصل الاول ص ۲۱۳) حدیث شریف میں ہے۔ عین النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ یمن المنشہات من النساء یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الرجل یلبس لبسة العروۃ و السوۃ تنس لبسة الرجل (داؤد ص ۲۱۳) حدیثیں ابو ذیاب فی لباس الناس ص ۵۶۶ میں سناؤ۔ ہے ابو داؤد شریف ص ۲۱۴ ج ۲ یعنی خدا کی جنت ان مردوں پر جو عورتوں کا لباس پہنیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کا لباس پہنیں۔ حدیث شریف ص ۸۰۔ باب التمر بل الفصل الاول کا باب ۱۰ میں ہے۔ "اعوذ بالتسبیح من ذلک" و ذیاب و انتبہ من مردان و مسلم و انتبہ من کفار و فساق حرام است۔ "ص ۱۳۱) حدیث شریف میں ہے۔ رخصۃ اسماعیلین حق سے دریافت کیا کیا لیکن فی عورت اچھی ہے؟ ارشاد فرمایا۔ وہ جو اپنے شوہر کو پسند آئے۔ ذیاب و اس کی طرف دیکھے۔ وہ ذیاب قہم کرے تو اخلاص کرے۔ اور اپنی ذات و مال میں شوہر کی مرضی سے ناپاؤ نہ کرے۔ ختمی فاس نے عواما میں جو تحریر مردوں کا لباس نہ پہنیں اس سے احتراز لازم ہے تو بڑی



زیرِ حمک اللہ: کہنا (بخاری شریف وغیرہ) اور ایک حدیث میں ہے لا یحسن المسلمون ان یتھموا احاداً فوق ثلث لیلان مؤمن کے لئے گھارے نہیں ہے کہ تمہیں دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلق رکھو۔ اور ایک حدیث میں ہے المسلم من مسلم المسلمون من لسانہ ویدہ لانی مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان نکھو اور ہیں اسحاری شریف کتاب الایمان باب المسلم من مسلم المسلمون من لسانہ ویدہ ج. ۱ ص ۶) نیز ایک حدیث میں ہے لا تظاہروا ولا تذاہروا ولا یغضوا ولا یثمدوا وکونوا عداۃ اللہ عواۃ انہیں میں قص تعلق نہ کرو اور ایک دوسرے کے درپے آزاد نہ ہو اور انیس میں انفس نہ رحمہ اور حسد نہ کرو اور اے خدا کے بندو سب بھائی بھائی بن کر رہو۔ (بخاری شریف وغیرہ) ایک حدیث میں ہے لا بد عمل الحقة فاطع قطع رحمی کرنے وار (رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا) جسے میں داخل نہ دیکھا (بخاری شریف وغیرہ کتاب الادب باب ما یجہی عن التحاکم والتدبیر الخ ج. ۲ ص ۸۶۶)

بزرگان دین کا ارشاد ہے

و ظلم ذی القربىٰ اشد مظاہرۃ

علی المؤمن قطع الحسام المہد

یعنی اقارب اور رشتہ داروں کا ظلم مسلمان کے لئے تلوار کے زخموں سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔

ما یظاہر انہی فرماتے ہیں

ما یظاہر انہی فرماتے ہیں

کہ ہم شریعت یا غیر الہی گنہ گار نہیں

کسی کی بدکاری کے درپے نہ ہو اور جو چاہے کرو ہماری شریعت میں اس سے براہ کوئی گناہ نہیں

ہے۔

بناؤں میں شرکت کرنا کوئی گنہ گار نہیں کہ اس پر مواخذہ ہو اور معافی کا مطالبہ کیا جائے اور معافی ملو گی جائے معافی مانگنا جرم کا اقرار کرنا ہے حدیث میں ہے لا طاعة للمخلوق فی معصیۃ الخالق اللہ یا فرمان کیا توں میں کسی کی اطاعت نہ ہونی چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ۔

بیوی سے دوسری بیوی کو دیکھتے ہوئے ہم بستر ہونا۔

(سوانح ۲) ایک آدمی کی دو بیویاں ہیں اور دونوں کو ایک ہی مکان میں رکھتا ہے اور رات کو بھی ایک ہی بستر پر ملتا ہے اور گلاب ایک سے دوسرے کے دیکھتے ہوئے بستر پر بھی گلاب ہے تو یہ حرام ہے کہ ایک سے دوسرے کے دیکھتے ہوئے بستر پر ملے۔

(سبحان ربہ) امری بیوی کو دیکھتے ہوئے صحبت کرنا ہے حیائی ہے اور دوسری عورت کا دل دکھاتا ہے۔ ایک عورت کو دوسری عورت کا بستر دیکھنا بھی گناہ ہے لہذا یہ طریقہ واجب الشریعہ ہے۔ خودی عالمگیری میں ہے وطی دوجہ محضہ ضرر تھا اراۃ دیکھ کر عبد محمد رحمہ اللہ فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۲۰۵ کتاب









عزیز و عزیز سے گفتگو کی رکھ پائے۔ (قرآن مجید میں) یہ تفسیریں ہیں جو ایک ایسا نسخہ سحر  
الہیہ ہے۔ لہذا یہ تم اپنے خود کی طرف سے، اور اللہ کی طرف سے، ایک ایسا نسخہ ہے۔ (یہ واقعہ علامہ نے پھر  
میں) (قرآن مجید میں) (یہ نسخہ ہے) (یہ نسخہ ہے) (یہ نسخہ ہے)۔

اسٹراو کی جگہ پر بیٹھنا:

(سوال ۵۷) انا، کی عدم جدائی میں ان تھامے نشست پر بیٹھنے میں کوئی قیادت ہے؟ صحت جو اسے جواب  
میں ہے، انھوں نے فرمایا: میں اتور۔

(الجواب) شاکر رحمہ نے یہ کہتا ہے کہ اسلاف کی جگہ پر بیٹھے چاہے استغاثہ وجود نہ ہوں۔ البتہ ورنہ اسم کے خلاف ہے۔ خلاصۂ افکار دینی میں ہے، ولا یجوز لمسا مکانہ فی غایبہ، ص ۳۴۸، باقی ہے فقط واللہ اعلم بالصواب۔

۱. سانی عقول:

[illegible]

(الحيوان) کا تمام انسان یکساں ہے، یعنی حضرت آدم وحواء علیہما السلام کی اولاد میں اس اعتبار سے ہر انسان کا وہ سب انسان یکساں ہے جس کا خلق کیا گئے تو ہم مذہب سے وہ یہ حق ہے کہ اس کا تہہ اس کے اس کی توحید الخی کا نوعی بند ہے، یعنی انسان کے لئے کوئی تکلیف نہ کہنا ہے، اس کو ایسی حالت میں دیتے تو خوشی کا اظہار کرے اس پر تہلیل و معصیت اپنے آپ کو جس کی جائز ہے اس کے سامنے بھڑکی ہوئی کڑی کا سامنا کرنے پر انسانیت کے قاتل ہے۔ اور انسانیت انسان کا سب سے بڑا راز ہے جس کی اصل میں بھی خود کو کسی جوہر سے محروم کر کے حیوانیت کا روپ اختیار کر لینا انسانیت پر بدنامی کا باعث ہے پھر ایسا شخص انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں رہنا ایذا بخش اس نسبت سے کہ وہ انسانی مخلوق ہے اور ہم سب ایک۔ باپ کو الا ایں میں سے ساتھ میں ملے اور بھائی کا معاملہ کرنا چاہئے۔ انسان نے اس بارے میں بہت واضح مایات دی ہیں ہر موقع پر انسانیت کے احقر کم اور ایک دو سے ساتھ خیر نوای ہم اشقت کا غم دور ہے۔

آدم میں اور آدم بنی سے بنے ہوئے ہیں (رواد قرطبی) اور داؤد بنکھو کتاب اللہ پڑھ کر چھ ماہ میں اس قدر ترقی کر گیا کہ

۱۰: لا تترك مسجداً على سطح طحله بعد من الليل ولو لم تحضره بعد ولو حج أو غصصه دعي أو دعوته لا بد من صلاة  
سائر ما قال في المسجدة تحت قوله ولو لم تحضره عرواحاً أي متى طهرت بك، عسيرة وإن تكرور مع زوج أو محرم، فمحتاج مع  
النسبي كتاب الحجة والإضافة له أي لا بد من صلاة ۳۳

درست عالم رسول اکرم ﷺ کا اور ثابوت یہ ہے کہ عن جریر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرحم اللہ من لا یوحی الناس متفق علیہ حضرت جریر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتے (مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۱ باب الشفۃ وادبہ علی وخلق کثیرہ حدیث میں انسانوں کو دھڑی اور سن سلوک کا سبق دیا ہے اور ایک دوسرے پر ظلم اور زیادتی کرنے سے روکا گیا ہے، اللہ کی مخلوق پر رحم کرنا اور ان سے بچا ملوک کرنا ایسا عمل ہے کہ اللہ کی اس پر رحم فرماتے ہیں، حدیث میں ہے۔ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو اجمعون یرحمہم لو اجمعن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء، اور لو اوردوا ذرۃ الفزۃ فی حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو لوگ انسانوں پر رحم کرتے ہیں خداوند رحمن ان پر رحم کرتے ہیں۔ اسے لوگوں از میں والوں پر رحم کرنا مسلمان والا قرآن پر رحم کرنا (مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۱ باب الشفۃ وادبہ علی وخلق)

کہو میری تم اہل زمین پر  
خدا میرا ہاں ہوگا عرش پر

حدیث میں ہے عن انس وعبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلق عیال القضا حسب الخلق لی انفس احسن علی عیالہ یعنی حضرت انس اور حضرت حمید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مخلوق خدا کا تہ ہے، اس لئے خدا کے نزدیک محبوب ترین وہ شخص ہے جو خدا کے کلمہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے (مشکوٰۃ شریف باب الشفۃ وادبہ علی الخلق ص ۳۲۵)

حدیث میں ہے عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکرم شاب شیخاً من اجل سنہ الا قبض اللہ علیہ عند سنہ من یمکرمہ، روا الترمذی حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو نوجوان کسی بزرگے شخص کا شخص اس کے بڑھاپے کی وجہ سے احترام نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی میراث سالہ کے وقت ایسے شخص کو یہ دے گا کہ اس کا جو اس کی تعلیم کرے گا۔ (یہاں مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۲)

یہ ہیں "اسلامی تعلیمات" جن سے انسانیت کو اچا کر دیا ہے، وہ قوم و ملت کے فرق کو مٹا کر شخص انسانیت کے نام سے دوسرے شخص کے ساتھ رحم و شفقت اور حسن سلوک کا حکم دیا ہے، ہر مذہب والا اجابت میں غور کیجئے سب انسانوں کے ساتھ بھلائی کی تعلیم دی گئی ہے مسلمان ہونے کی چند چیزیں ہیں۔

مختار میں میں شمس مدنی علیہ الرحمۃ نے بڑی قیمتی نصیحتیں اور حکمت کی باتیں بیان فرمائی ہیں اس میں ہے

فی آدم اعضائے یکہ دیگر  
کہ در آفرینش ترکیب جو ہر اند  
چو عضوے جودہ آورد روزگار  
دگر عضو بارہ نماز قرار  
تو جز محنت و مگر اس ہے سعی  
نشانہ کہ نا مست نہند آدمی

یعنی جو اس کے لیے دلچسپی میں غوطہ کھائے، اس کے ہاتھ میں ایک چوڑی تکیہ پڑے گی۔ پانی، مٹی اور ہوا سے اس کی پیدائش ہے۔ پس ایک حضرات کو اس سے مراد یہ ہو جائے کہ ایک غوطہ کھانے کی طرح قرآن اور احکام (نہیں) آتا۔ اسے غوطہ کھانے کی طرح دوسروں کے درجہ الملوہ سے بہت کم ہے۔ یہ تکیہ تو آری ہی ہے کہنا۔ یہ نہیں ہے۔ (مستندین یا باطل) حکایت۔ بالآخر قرآن کی تکیہ میں غوطہ کھانے کا نام ہے)۔

انسان تو انسان جانور نہیں پر بھی رحم کرنے سے انسان کو اللہ عزوجل عظیم خدا قرار دیتے ہیں ایک حدیث میں ہے عن ابی ہریرۃ عن عیسیٰ اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یسارجل بعضی بطریق اسنہ علیہ العطنس جو جد بتر اظہر فیہا فشرم ثم خروج فلا اکلک یبھت یا اکل الثری من العطنس فقال الرجل لقد بلغ هذا الکلب من العطنس مثل الذی کان بلغ یی فنزل لیر فصلاً حقه ثم امسکہ بقیہ فسفی الکلب فتسکر انفسہ لہ قالوا یا رسول اللہ تنفوان لنا فی انہا ثم احرقا فقال فی کل ذلک کسد وطیۃ اجبر : حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک شخص راہستر پر چل رہا تھا اس کو سخت پیاس لگی ایک کنواں دیکھا وہ اس میں اتر اور پانی پی کر کنویں سے اٹھا تو ایک کتے کو دیکھا کہ زبان لٹکائے ہوئے ہے شدت پیاس کی وجہ سے مٹی چاٹ رہا ہے، اس نے (اپنے دل میں) کہا یا اس کی وجہ سے اس کتے کی بھی لنگی سی حالت ہو گئی ہے یہی میری حالت ہوئی تھی تو وہ کنویں میں اتر اور اپنے موزے کو پانی سے مگر پھر موزے کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر باہر آیا اور کتے کو پانی پیا۔ اللہ نے اس کے من کو پھر نہ فرمایا (قد فرغ) اور اس کی سفارش فرمادی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جانور اس پر رحم کرنے میں ہم کو جڑتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر ذی روح اور جانور پر رحم کرنے میں اجر ہے (بخاری شریف ص ۸۹۸ ج ۱ باب رحمۃ الناس و انہما رحم) (بخاری شریف ص ۸۹۸ ج ۱ باب فضل علی المہاجر)

جس شخص میں "نہایت" کا قیمتی جوہر ہوئے ہو تو اس میں اس کی قدر ہوتی ہے اولاً اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ثانی ہوتی ہے اور انتقال کے بعد بھی اس کا ذکر خیر ہوتا ہے بلکہ ان کی پاکیزہ زندگی گزارنے کے لیے اس کی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے کہ زندگی میں بھی یہی ہو اور انتقال کے بعد بھی لوگ ذکر خیر کریں

بد	باری	کہ	وقت	زاد	تو
بہر	خندہ	بوند	تو	گدین	
آفتاب	ذی	کہ	وقت	مران	تو
بہر	کر یا	بوند	تو	شد	

ترجمہ : تو اس وقت کو یاد رکھ کہ تیری پیدائش کے وقت تمام غمیں رہے تھے (خوش تھے) اور تیرا دور ہوا تھا تو اس طرح زندگی بسر کر کہ تیرے انتقال کے وقت سب دور رہے ہوں اور تو غمیں رہا ہو۔ فقط اللہ اعلم یا صاحب۔

## مسلمانوں کے حقوق اور اس کے مزاحمتی صلہ رحمی اہمیت اور اس سے متعلق چالیس احادیث:

(مسلمانوں کے) ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر کیا حق ہے؟ انہیں مٹا کر یا ملک اور کس قسم کے ہتھکڑیاں پہننے والے سر سے اسلامی تعلیمات کی بات کیا جائے؟ آپ (صلوات) نے تحریر فرمائی: "یہ وہاں ہے۔" (الصحاح) ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کیا حقوق ہیں؟ اس مسئلہ میں قرآن کریم میں ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اور احادیث مبارک میں بھی مختلف نوافذ میں یہ مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔ یہ بعد رسول صلا حفظ فرمائیے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ فَاصْلَحُوا مِنْهُمْ وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُ سُلُوكًا مِنْكُمْ وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُ سُلُوكًا مِنْكُمْ وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُ سُلُوكًا مِنْكُمْ

ترجمہ: اور ان مسلمانوں میں جو تم پر ایمان لائے، ان کے درمیان صلح کرو اور ان میں سے کسی ایک کو دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔ تو اس کو دوسرے کو زیادتی نہ کرو۔ یہ حد تک کہ وہ خدا کے تعجب کی طرف رجوع ہو جائے۔ اگر رجوع ہو جائے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرو اور اوصاف کا دنیاں رکھو۔

اما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين امويكم وانظروا الله لعلكم ترحمون

ترجمہ: مسلمان تو سب بھائی بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کرو اور اللہ سے دعا کرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

يا ايها الذين امنوا لا يخبر قوم من قوم عيسى ان يكونوا حيويا منهم ولا نساء من نساء عيسى ان يكن عجويا منهم ولا للمروا انفسكم ولا لئلا تروا اذ لا لثقاب ينس الامم العسوق بعد

عيسى ومن لم يصب فارقتك هم الظالمون

اے ایمان والوں! تم مردوں کو مردوں پر نہ پھانتے۔ کیا جب ہے کہ (جن پر مست ہے) کہ وہ ان (پسند والوں) سے (خدا کے نزدیک) بہتر ہوں، مرد مردوں اور عورتوں پر نہ پھانتا پھانتے کیا جب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور ایک دوسرے کو جھٹ دواؤں ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو، ایمان لانے کے بعد شاہ کا نام نہ لے (ی) برا ہے، اور ان خاتروں سے (بلا شاک) میں سے تو وہ ظلم کرنے والے ہیں۔

يا ايها الذين امنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا اوجب احمد كتم ان به كل لجه اجد ميتا ففكرهتموه، وانظروا الله ان الشنواب رحيم،

سایمان والوں، بہت سے خاتونیں، چھپا کر کہہ کر، بعض مٹا کر، گواہ۔ تم میں، سراغ ست لگا کر، دہ، کوئی کسی کی صحبت بھی نہ لایا کرے کیا تم میں سے کوئی ایسی ہے کہ وہ پسند کرتا ہے کہ اپنے سر سے ہوئے بھائی کا گوشت

اچھے اس وقت، برا بکھٹے خواہر اللہ سے رستہ ہو بہ تھیں اٹھ ٹوٹی بڑی تباہی رستے والا میرا ہے۔

بأبصار الناس إلا خلفكم من ذكر داني وجعلكم شعوباً وقبائل لتعارفوا إن أكرمكم عند الله أتقاكم إن الله على شيء حبير اقرأان معجده ياره نصير ﴿٢٦﴾ سورة حجرات آيت ٩

آواز سے ایک دوسرے سے گرونی کرتے چلو اور مکانِ خدا آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

(۳) عن اسی ہوید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن سوا عنی فسلہ فی المذنب منہ  
الغصہ فی اسبیا والا حرة و الفلی عور اعلمنا کان فعد فی عین اخیه  
”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پرہیزگاری  
کو دیکھے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پانچویں حصہ دے گا۔ اور اللہ اپنے بندہ کو مدد میں دیتا ہے وہ آپ کا بندہ  
ایکے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔“

(۵) عن اسی الطبرانی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من مسلم  
یرد عن عرص اخیه الا کان حقا عنی اللہ ان یرد عنہ نازحہم یوم القيمة ثم لا هذه الاية وکن حقا  
علین صر المؤمنین وہ فی شرح النسہ (مشکوٰۃ ص ۲۴۳ باب الشفقة الرحمة علی الخلق)  
”حضرت امیر ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان اپنے  
مسلمان بھائی کی عزت کی حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے چھٹی حصہ آگے اور فرمائے گا وہ پھر آپ  
ﷺ کے پیادے ہو کر رہے گا۔“

(۶) عن اسی ہوید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم للمؤمن علی لغو من ست  
حصان (۱) یعودہ اذا مر من (۲) و یسہلہ اذا مات و (۳) یحبہ اذا دنا و (۴) یسلم علیہ اذا لقیہ  
(۵) و یسبہ اذا غص (۶) و یصح لہ اذا غاب و یسہلہ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۹ باب السلام)  
(ہدایہ القرآن ص ۲۰۵ سورۃ عند یارہ نمبر ۱۳ دوسری قسط)

”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں  
(۱) جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرنا (۲) جب انتقال کر جائے تو کھن فتنے کے لئے حاضر نہ ہونا (۳) جب رحلت کرے  
تو تعزیت کرنا (۴) جب ملاقات ہو تو سلام کرنا (۵) جب اس کو چھینکا جائے (اور اللہ اللہ کہے) تو برکت اللہ بڑھ کر  
دے دینا (۶) اللہ اس کی قبر پر بھی فرما دے کہ وہ گناہگار نہ تھا۔“

(۷) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والنہی نفسی بسمہ لا یؤمن عبد  
حتی یحب لا خیر ما یحب لنفسہ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲ باب انشقة و الرحمة علی الخلق)  
”حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری  
جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک ایمان نہیں لایا کہ اس کے قابل نہیں کہ اس کی بیعت نہ کرے۔ پھر اس کو چاہئے کہ اپنے بھائی  
کے لئے اسی چیز کو چاہے جو اس کے لئے چاہئے۔“

(۸) عن عبد اللہ بن عمرو و عنی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ہم  
من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ وبعاری شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۲ کتاب الايمان  
”حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان تو ایسی شخص کی جان ہے جو  
(کی پیادہ ہے) مسلمان محفوظ رہے۔“

۹) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہذا النبی ان فطرت ان  
 یصبح ونحسی رئیس فیک عش لا حد فافعل ثم قال یا ایہذا النبی ان فطرت ان یسبی  
 سبیر ففعل وحسی کان معی فی الجنة رواہ الترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۳۰ باب  
 الاستصحاب ما یکتف بالسنہ)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ازل سے یہ فطرت ہے کہ صبح اگر تھوڑی دیر کے بعد اترے  
 اس نماز میں نہ کرے گا، اور میں کسی طرف سے ٹھوٹے (کینے پٹے) نہ ہوں تو ایسا کر لوں گا، پھر اگر صبح پھر  
 طے ہے اور میں نے میری حالت سے میت کی سرے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں  
 ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰)

دل کی رہنمائی اور کینے پٹے سے قال: ونا آتا، ایسا اور ظہیر میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے اجتماع کے ساتھ  
 اتر لی تعمیر فرمائی اور اسے اپنی سات فرمایا، اس سے اس بات کی پوری خوشی کر، یہ کہ یہ وہی کی طرف سے دل  
 سے دیا کہ یہ کینے پٹے سے مدد میں مدد سے یہ واقعہ ہے۔

### مؤمنین کی مثال

۱۰) عن النعمان بن سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تری الزمیں فی  
 نہ حبیب وتوا ذہم و نفا طعہم کما ن لجد اذا انشکی عسوا قد نعی لہ عاتر لجد سلسہ  
 والنحی . منظر علیہ مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۲ ماہ اشفاقہ ر لم حیا علی الحلق  
 حضرت نعمان بن سعیدؓ روایت: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ مسلمان یا مسلمانہ  
 محبت اور ہم کام نہ کرے کسی ایسا نہ کہ نہ میں جب ایک غلو کیا ہوتا ہے تو سارا بدن جاتے اور قہار  
 ہے اس کا، اور جاتا ہے۔

۱۱) عن النعمان بن سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمنون کر جل واحد  
 نہ انشکی عہ انشکی کلہ وان انشکی واحد انشکی کلہ رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۲  
 حضرت نعمان بن سعیدؓ روایت: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانین ایک شخص کے مان  
 ہیں اگر ان کے ساتھ سارا بدن نہ ہو، کہ وہ لکھتے کہ وہ ان کے  
 شیعہ مدنی علیہ السلام کے ان مضمون کو بیان فرمایا ہے۔

مؤمنین

نہ	نہ	نہ	نہ	نہ	نہ
نہ	نہ	نہ	نہ	نہ	نہ
نہ	نہ	نہ	نہ	نہ	نہ
نہ	نہ	نہ	نہ	نہ	نہ
نہ	نہ	نہ	نہ	نہ	نہ



تو نہ سنت و عبادت کے لئے نہ ہی  
نہایت کر مانت نہند آدمی

یعنی آدمی کے لئے اپنے آپ میں اعضاء کے مانند ہیں کیونکہ ایک جو برائی کرتا ہے وہ پانی پانی اور ہوا سے سب کی بدافشاں ہے۔ ایسا ایک عضو میں حیوانیت زمانہ سے درو پیدا ہو جائے تو دیگر اعضاء کو بھی اسی طرح قرار دے سکتے ہیں۔  
اسے صاحب فکر و دہروں نے لکھا ہے کہ انسان سے سب سے بڑا نقصان تو یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو انسان ہی سمجھتا ہے۔  
(مکھنٹاں، باب اول، کاکایت یا لیکن تربیت کی ذمہ داری و مسلمان)

ہذا لایقانی تفسیر ہے کہ وہ اپنا کوئی مسلمان سمجھتا ہے، عیسیت و پریشانی میں مبتلا ہے تو دوسرے مسلمان اس کا تعاون کریں اس کے ساتھ بدکاری و غم خواری کا معاملہ کریں اس کی تکلیف کو اپنی تکلیف محسوس کریں۔ یہی ایمانی تفسیر اور ایمانی تربیت ہے اور امام ربیع میں اسی چیز کا ذکر سے مطالبہ ہے۔

(۱۲) عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المؤمن المؤمن من  
کتابہاد یشد بعضہ بعضاً نہ شک ہیں اصابعہ متفق علیہ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۲ باب  
الشفقة والرحمة علی الخلق)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک مسلمان  
دوسرے مسلمان کے لئے عمارت ہے مانند ہے ایک دوسرے کو تورت و پیچا ہے پھر آپ علیہ وسلم نے اسلام کے  
پہلے انگلیں دوسری انگلیوں میں داخل ہیں (اور تشبیہ کر کے بھجایا)

عمارت کا حال یہ ہے کہ ہر حصہ دوسرے حصہ کی تقویت پہنچتا ہے کہ ایک حصہ کمزور ہو جائے تو آہستہ آہستہ  
ساری عمارت کمزور ہو جاتی ہے یا ایک حصہ کمزور جائے تو پوری عمارت گر جاتی ہے ایسی ہی طرح مسلمان مسلمان کے  
ایک دوسرے کے لئے ہیں کہ ان میں سے ایک کو تقویت دینا تو پھر جس کو وہ بھٹکا جائے کہ یہ کمزوری نہ تھی تو لاحق ہوئی، ایسی اس کی  
انسانیت کرے یہاں تک کہ اس کی کمزوری دور ہو کر اس کو قوت حاصل ہو جائے۔

(۱۳) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المؤمن  
احواء المسلم لا یظلم ولا یسملہ ومن کان فی حاجة احیہ کان اللہ فی حاجتہ (مشکوٰۃ شریف  
ص ۳۲۲ باب الشفقة والرحمة علی الخلق)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تو خود  
اس پر ظلم کرے اور نہ اس کے کسی ظلم کے جواب کرے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پورا کرنے میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ  
اس کی حاجت پوری کرنے میں دیتے ہیں۔

(۱۴) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ید من الجنة من لا یأمن جارہ  
بوائفہ (رواہ مسلم (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۲ باب الشفقة والرحمة علی الخلق)  
حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی  
اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔



کا ماحی ہوگا مگر وہ اس میں دو قائل ہے ائمہ ہونا کیلئے قائل کا عذاب سخت اور طویل ہوگا (تفسیر مظہری ص ۳۳۶ ج ۳، سورہ کدہ پارہ نمبر ۶ سورہ نمبر ۹)

بائبل اور قائل ابوا بشر حضرت اہم علیہ السلام کے بیٹے ہیں وہ قائل نے بائبل کو قائل کر دیا تھا یہ وہ زمانہ  
برسب سے پہلا قائل ہے ان دونوں کا واقعہ قرآن مجید میں سورہ مائدہ پارہ نمبر ۱۵ میں بیان کیا گیا ہے قائل کرنے کی وجہ  
سے قیامت کے دن قائل کو سخت عذاب ہوگا۔ چنانچہ تفسیر مظہری میں روایت ہے کہ حضرت امین معبود کی روایت ہے  
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص علم سے عمل کیا جاتا ہے اس کے ذہن کا ایک حصہ اہم کے پہلے بیٹے کی گردن پر جوتا  
ہو چلے گا جس کا حصہ سب سے پہلے اسی نے ایجاد کیا جس کو اللہ بخاری و عجمیہ

تکلی نے شعبہ ایمان میں حضرت ابن عمر کا قول لکھا ہے کہ آدم کا قائل بیٹا (دوسرے اور زنیوں کے  
عذاب کا آدھا حصہ صحیح طور پر تقسیم) کے اپنے لے سے لے گا (سنن ساریت و ترمذیوں کا ترجمہ عذاب امین پر ہوگا)  
(تفسیر مظہری ص ۳۳۶ ج ۳)

نور بخیر کئی سخت وعید ہے آج اہم لوگوں و برسوں مذہب جانتے ہیں کہ ان میں سے انتہائی بے ایمان سے ملنے کا  
امکان نہیں لینے اگر کوئی درمیان میں مسامحت کی کوشش کرتا ہے تو اس کو بھی روئے کر دیتے ہیں اور ملنے میں عار و خوار  
کرتے ہیں وہ لاکھ ڈالر قطع تعلقی سی سر شرقی کی وجہ سے نہیں ہے تو قین دن سے زائد سزا دہنی سے قطع تعلقی حاصل  
نہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۱۲ میں بیان ہوا اور ایک ایک مغفرت سے بھی خرم رہتے ہیں حدیث میں ہے۔

(۱۹) وعن اسی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصح  
ارباب الحجۃ یوم الاثنین و یوم الحبس فیہر لکل عبد لا یشترک ما فیہ الا رجلا کتاب یہ وہین  
اعنه شعباء فسق فی النظر و ہذا من حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم (مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۷ ج ۳)  
ص ۳۷۸ باب ما یجہی عنہ من النہا جروا لفظاً

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جیسا اور تہرات و اجتناب کے اور عذاب  
کھول دیے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو خدا کے ساتھ شریک نہ کرنا ہو مگر اس شخص کی  
مغفرت نہیں ہوتی جس کے درمیان اور اس کے بھائی کے درمیان کین ہو اور ارشاد ہوتا ہے کہ ان انہوں کو بھی رہنے اور  
یہاں تک کہ ان میں صلح کر لیں۔

(۲۰) عن ابی جکر الصدیق رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ملعون من ہلک مؤمناً او مکرمہ، رواہ الترمذی و مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۸ باب ما یجہی عنہ من النہا جروا  
حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا  
اس کو فریب دے وہ ملعون ہے۔

(۲۱) عن واثلہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تطہر النساء  
واحدک فیہ حصہ اللہ ویتطہرک، رواہ الترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۴ باب حفظ اللسان والعیہ و التہن)  
حضرت واثلہ بن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت رسول ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی تکلیف نہ

خوشی مست ظاہر کرو گئے ہیں ہے خدا پاک اس پر فرما دے اور تجھے اس (تکلیف و مصیبت میں) مبتلا کر دے۔

(۲۲) عن اسی الحدیث، رسی انصحنالی عندہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا  
اخرکم بافضل من درجة الصیوم والصلوة قال قلنا بلی، قال اصلاح ذات البین وفساد  
ذات البین ہی الحافضہ واداء ابو دائود و الترمذی و مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۸ باب ما ینہی عنہ، من  
انہا حو و الخ طبع و التبع العرواۃ الفصل الثانی )

حضرت ابو الدرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم میں سے کسی چیز نہ بتاؤں جو روزہ  
صدق اور نماز کے درجہ سے بہتر ہے، ہم نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمایا مابقی تعلقات کی درستگی اور باہمی فساد (ریزنا)  
موتلے والے ہے۔

(۲۳) عن اسی رسی انصحنالی عندہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصر اخاک ضالماً  
او مظلوماً فاضال و جلی یا رسول اللہ انصرہ مظلوماً تکف انصرہ ظالماً لال تمنعہ من الظلم  
ھذاک مصرک ابانہ مطلق علیہ (مشکوٰۃ شریف باب ان الشفقة و الرحمة علی الخلق ص ۴۲۱)  
حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو اپنے بھائی کی مدد کر دو تو تم ہو یا مظلوم،  
ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ظلمہ کی توبہ نہ کرتا ہوں، ظالم کی کس طرح توبہ کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا  
اس کو ظلم کرنے سے روک دے یہ اس کی مدد ہے۔

(۲۴) یقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبس ما من کم یرحم صغیراً و لہ یزحر کبیراً  
(ترمذی شریف ص ۱۳ ج ۲ باب ما جاء فی رحمة الصبا)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص یتیموں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں  
ہے۔

(۲۵) عن انس بن مالک رسی عندہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکرم شاب  
حبھا لسنہ الا فیص قلہ من یکرہ عند سنہ ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۳ باب ما جاء فی احوال الکبیر  
حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس جوان نے بڑھکے کی اس کی سن (عمر) کی وجہ  
سے عزت کی تو خدا اس کے بڑھاپے کے وقت ضرور یہاں شخص مقرر کرے گا جو اس کی عزت کرے گا۔

(۲۶) عمر علی رسی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من مسلم یعود  
مسلماً عیوفاً الا صلی علیہ سبعون الف مالک حتی یمسی وان علاہ عشیۃ الا صلی علیہ سبعون الف  
ملک حتی یصبح وکان لہ حریف فی الحنفی ترمذی شریف ص ۱۱۱ ج ۱ ابواب الاحقر باب ما جاء  
فی عبدة العریض) ابو دائود شریف ج ۱ ص ۱۶ کتاب الاحقر باب فی فضل العیوفا

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو مسلمان صبح کے وقت کسی  
مسلمان کی عیادت (یا وپرسی) کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور  
اگر شام کے وقت کسی کی عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اس

کے لئے بہت میں ایک باغ ہوگا۔

(۲۷) عن ثوبان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المسلم اذا عاهد اتحاد المسلم بہ یزول فی حرفة الجنة حتی یرجع ورواہ مسلم بہ مشکوٰۃ شریف ص ۳۳ کتاب الجنائز باب عیادة المریض و حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ ایسی جگہ پر جاتا جہاں بہشت کے چھپے میوے ہیں جتنا پہلے جاتا اس کی عیادت جتنا دیر کے چھوڑتا ہے اتنی جگہ پر جاتا ہے۔

(۲۸) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فاحسن الوضوء و عاهد اتحاد المسلم محسناً یؤخذ من حوض میسرة منہن خیراً (ابو داؤد) مشکوٰۃ شریف باب عیادة المریض و ثوبان عن النبی ص ۱۳۵

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنی طرح سے وضو کرے اور محسن ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرے تو درخت سے سائچہ برسی کی مانند ہو کر رہ جائے گا۔

(۲۹) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عاهد اتحاداً یسراً او یارحاً لہ فی اللہ عہدہ ہذا ان طئ و طاب مصناک ربوب من الجنة منزلاً بہ و مذی شریف ج ۲ ص ۲۲ باب ماجاء فی زیادۃ الایمان

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے کسی سربراہ کی عیادت کی یا اپنے بھائی کی عیادت کی جس نے اللہ کے واسطے آقاؐ سے ایک نادی نہایت ہے تو اسے پھر کبھی کیا اور تیر چلتا بہت ایمان سے آواز دے گا۔

صوفیہ کے طور پر چند احادیث فقہاء کی نہیں بلکہ کائنات کا تعلق عام مسلمانوں کے عقائد سے ہے قرابت اور رشتہ داری کا معاملہ اس سے اہم ہے، صحت بھی یعنی اپنے رشتہ داروں سے ایک ٹھوک کرنا مکمل بہت سے چیزیں ہیں۔ ہر وہ ثواب کا کام ہے جو خدا کی محبت و رزق میں برکت کا سبب ہے قرآن مجید اور احادیث میں کہ جس کی بہت تائید آئی ہے قرآن مجید میں ہے۔

(۱) اوت ذالقبوسی حلفہ و لمسکین و ابن السبیل و لا یغیر یتغیر ان الصلین کما انہما انہما و کان الشیطان لیرہ کھو و اذ ان معہ یارہ معہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۵) اور قرابت و رشتہ داری کا حق (مالی و غیر مالی) دینے رہنا اور حق و مسافر کو بھی دینے رہنا۔ (۲) اپنے موقع سے امان (کیونکہ) ہے کہ یہ موقع اراے والے شیطانوں کے بھائی بنائیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بہت شکر ہے۔

یعنی قرابت و رشتہ داری کے مالی و اخلاقی برکت کے حقوق اور کھانا و مسافر کی ضرورت کی برکت اور خدا کا یہ بدلہ انصاف سے موازنہ کرنا ان امور کی برکت ہے کہ حاکم اور رعایا میں فریق کی برکت یا ماحول میں برکت کیجئے اور خرچ کر دے جو آئے چل کر تعذیب و تعرق اور تکلیف جو کام کا سبب بنے (۱) و عثمانی از غفر قرآن طہر شیعہ اور

عربی ۱۵)

(۲) واعلموا ان الله لا ينشر كوا به شيئاً الا بالحقين احساناً وبلى القريبين والبعين والمسكين والجار ذي القربى والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبيل وما ملكت ايمانكم ان الله لا يحب من كان مختالاً فخوراً۔ (قرآن مجید پارہ ۵ سورہ نساء آیت نمبر ۳۶)

اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا معاملہ کرو اور اہل قربات کے ساتھ بھی اور وہ والے چڑی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکاتہ قبضہ میں ہیں سب شک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے ہوں۔ (۳) ہبات ذالقریبی حلف والمسکین ولین المسین فلک خیر للعبین ہریدوں وجد

الله وولک هم المملعون (قرآن مجید پارہ نمبر ۲۱ سورہ روم آیت نمبر ۳۸)

پھر قربات دار کو اس کا حق دیا کرو اور مسکین اور مسافروں کی یہ ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور ایسے ہی لوگ نکاح پانے والے ہیں۔

(۴) یسئلونک ماذا یفقیون لک ما انتقم من خیر فلول المین والافریقین والیحیی والمسکین وابن السبیل وما تفعلوا من خیر فین الله به عظیم۔ (قرآن مجید پارہ نمبر ۲ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۱۵)

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز فریخ کیا کریں آپ فرما دیجئے کہ جو کچھ مال تم کو صرف کرا ہو سواں باپ کا حق ہے، قربات داروں کا اور بے باپ کے بچوں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا اور جو تک کام کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کی خوب خبر ہے۔ (۵) اس پر فرمایا گئے)

(۵) ان الله یامر بالعدل والاحسان وابتاء ذی القربى وینبہی عن الفحشاء والمنکر والبھی یعظکم لعلکم تذکرون۔ (قرآن مجید پارہ نمبر ۱۳ سورہ نحل آیت نمبر ۸۹)

بے شک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور اہل قربات کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو۔

فوائد عثمانی میں ہے، القارب کا حق اجانب سے کچھ اللہ ہے جو تعلقات قربات ودرت نے باہم رکھ دیئے ہیں انہیں نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ قارب کی ہمدردی اور ان کے ساتھ مردت و احسان اجانب سے کچھ بڑھ کر ہونا چاہئے صلہ رحم ایک مستقل شغل ہے جو قارب اور ذی الارحام کے لئے دعوہ بدرجہ استعمال ہونی چاہئے۔ (فوائد عثمانی ص ۱۲ سورہ غفر)

احادیث میں بھی اس کی بہت تاکید آئی ہے

(۱) یحیی اسی ہریرہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم..... ان صلة الرحم محبة فی الاہل متراة فی المال منساة فی الاثر رواہ الترمذی (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۰ باب البر والصلة،

ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۹۹ باب ماجاء فی تعلیم النسب

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا خاندان میں محبت مال میں برکت و موت میں فضیلت کا سبب ہے۔

(۲) عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب ابیہ و امیہ لہ فی ورقہ و نسائه فی اقرہ فلیکن رحمہ (مستطاب علیہ) مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۹ باب البر و الصلۃ حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص روزوں میں رحمت اور عمر میں برکت چاہتا ہو اس کو چاہئے کہ رشتہ داروں سے محبت کرے (نیک سلوک) کرے۔

(۳) عن عبد اللہ بن حمص عن عوف قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قل اللہ تعالیٰ ان اللہ و انزل الرحمن خلفت الرحم و شغفت لہا من اسمی و من و صلوا و سلفہ و من قطع یتہ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۳۰ باب ماجاء فی قطیعة الرحم) مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۰ باب البر و الصلۃ حضرت عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتا دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اللہ ہوں اور میں ہی رحمان ہوں۔ میں نے رشتہ پیدا کیا اور اپنے نام سے اس کا نام نکالا پس جس نے اس کو جوڑا میں نے اس سے قطع کر دیا اور جس نے اس سے قطع کیا میں نے اس سے رحمت کا قطع کر لیا۔

(۴) عن حمیر بن مطع عن ابيہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ید حل الجنة فاطع (مستطاب علیہ) مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۹ باب البر و الصلۃ حضرت حمیر بن مطع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قطع نہ کرے، جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(۵) عن عبد اللہ بن ابی اوفی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تنزل الرحمۃ علی قومہ فیہ فاطع رحمہ (ابی یساعدونہ و لا یسکرون علیہ) رواہ البیہقی فی شعب الیمان (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۰ باب البر و الصلۃ) حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں قطع کر کے دیا ہو (اور تو اس کا خون کرتی ہو) اس پر کچھ نہ کرتی ہو (اس قوم) (جمعہ صحت) اللہ تعالیٰ رحمت مازل نہیں دیتی۔

(۶) عن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ذنب اخری ان یعجز اللہ صاحبہ العقرۃ فی الدنیا مع ما یدخر لہ فی الآخرة عن ابیہ فی القطیعة الرحم و رواہ الترمذی و ابو داؤد (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۰ باب البر و الصلۃ)

حضرت ابو بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا علم اور قطع رحم سے زیادہ کوئی گناہ دنیا میں نہیں جس کے مرتکب کو جلد دنیا میں مزید ہی باقی ہے اور آخرت میں بھی عذاب کا خیرہ اس کے لئے رکھنا ہے۔





پر طاعت، پہلی تہجد پر ساتھ حق تعالیٰ کی طرف۔ ۱۰۸۔ یہ مقابلہ کی فتح فرشتہ کا دور ہے۔

(۱۱) میں مدھمک: بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق اکبر الامور

عنی صہرہم حق الوالد عنی ولداً مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۔ باب کبر والقصہ، آخری حدیث

حضرت سید بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو کسی کا حق چھوئے  
جہانیں پر ایسا ہے جیسا کہ آپ کا حق ادا نہ ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ چالیس حدیثیں بھی جمع کر گئیں، آیات آئینہ اماریت ہو۔ میں فوراً خیر پانچ لے اور خود بھی ملے گی  
بوشاش کی جائے اور وہاں وہ بھی ملے گی ترفیع ملی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو عمل کی خوشی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اعلم  
بصواب۔

وہاں الہی کے سیلاب اور ان کا علاج

(سوال ۷۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ سلطان آج کل پریشوں جیسا معائب اور ملامت آ رہے  
ہیں، قصبات کا سلسلہ جاری ہے، دین کی تضحیک یہ کہ نہ ملتی ہے اور مل کا کیا علاج ہے، وہاں رہنمائی فرمائیں،  
بیوقوفو جزا۔

(الجواب) اس کی صحیح سچہ ہماری براہِ اقتداء ہے، جدا ملی، انہوں کی کثرت، بڑوں، دینی کی بہت، قانون اسلام اور  
سنہ رسول اللہ ﷺ سے اخراج اور خوب تر دست و رسالت کی پابندی، اور شیخ اور نبوی کریمؐ کی، خلیفہ و مصلیٰ کو مافیٰ مطلق  
امداد، حقوقی العبادتیں پائی ہو سکتی ہے، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: وما اعصا حکم من مصلیٰ فمسا کسست  
ابذینکم ویعصوا عن کثیر (ترجمہ) وہم کو ادا نہ کر دے، انہوں کو مصلحت پہنچتی ہے، وہاں وہاں سے ملے، انہوں کے  
کے ہونے کا سبب سے (بہتر ملتی ہے) اور بہتر ہی باتوں سے تہذیب و تہذیب (قرآن مجید سورہ شوریٰ چ ۲۰) وہاں  
۲۵ کووریٰ چ ۲ پوری وہاں سے کے ساتھ فرمایا: تیاظہر الفساد فی الدن والسحر، کسست امدی  
المن لیلہ بفہم بعض امدی عملو لعہم برجعوا۔

ترجمہ: فتنی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب! میں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال  
کا جزا دے، پتلا ہے تاکہ وہاں آپ (قرآن مجید چ ۲۰) برآمد ہو۔

بعض سنا ہوں۔ کے مخصوص اثرات:

۱۔ عیسے و عام طور پر ہر گناہ اللہ تعالیٰ کی برائیوں اور معاصی و حواشی کا سبب ہے مگر بعض گناہوں کے ارتکاب  
سے بعض مخصوص نتائج برآمد ہوتے ہیں اور ان گناہوں سے بھڑکے مخصوص معاصی، نزل ہوتے ہیں۔

جزا، اعمال میں ہے

(۱) ناجائز فیصلہ کرنے اور بدگمانی کرنے پر دین میں گناہ کا پانچ (۲) گناہ توں میں کسی گناہ سے توبہ،  
فتنی اور دھام کے ظلم میں جتنا کیا جاوے۔ (۳) ان خیالات کرنے سے دشمن کا رعب افسانہ ہو جاتا ہے (۴) اپنی کی محبت اور  
دوست سے نصرت کرنے پر چڑی پیدا ہوتی ہے، دشمن کے دل سے رعب جوڑ دیا جاتا ہے (۵) (۱۱) (۱۲)



[illegible]

فنا دہی رہے یہ میں نے حضرت خاتمہ ضی اللہ العالیہؑ کے تعلق پر پھاؤ فرمایا کہ نہ شریعہ برکس و سرور (کا جانا) لوگوں کا خالق بن جائیں تو خیرات حق و بھی جوئی آتے ہے اگر مصلحتیہ یہ تو ہے کہ برکس تو پہنچا دے کہ برکس منہم اور عانی شانِ تعمیرات خاتمہ کے تو اسے کر دینے جاتے ہیں (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۳۳) (۱)

ہم اپنی زندگی میں کچھ ایسے امور سمجھاؤں گے معاشرہ کی نظر میں گتے تو یہ سب گتے اور ہر میں میں نہیں نظر آئیں گے۔ لیکن ان کا کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ جیتے جیتے معاشرہ میں بے نوازی ہیں۔ شعائر اسلام کی کوئی عقلمند نہیں سمجھتا کہ معاشرہ کے ساتھ ہمارے خود میں خود کو نہیں بے حیائی ہے۔ ہر پرہیزگار اپنی اختیار ہے۔ یہ سب نادانوں کی باتیں ہیں۔ کیا تم جیسا کہ کہی ہوئی آری عیسویہ اور ایمان ساز صحیحہ کے کارکنوں کی طرح یہ کیا جا رہا ہے۔ اے خداوند! اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ بڑی سخت وعید ہے ایمان کی کمی ہیں۔

آپ حدیث میں ہے عن عمران بن حصین بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی ہذہ الامۃ حسف وفسخ وفساد فغان ورجل من مسلمین یارسول اللہ منی ذلک قال اذا طهرت القلوب والمعارف ونشیت الحصور یعنی حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس امت میں بھی زمین میں اٹھنے، بھڑکنے، بھڑکنے کی بات ہوگی اور پھر خدا کی بارش کے واقعات ہوں گے مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے، تو انہوں نے فرمایا جب کبھی وہ لوگ جو ایمان کا نام رکھتے ہوئے گاؤں، شہر سے شریعت میں جا کر رہیں (ترجمہ شریف) ابواب التفسیر باب ماجاء فی الفرقۃ (جلد ۱ ص ۱۴۲)

مسند ابن ابی الدینہ میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارادت فرمایا آخر زمانہ میں اس امت میں سے ایک قوم ہندو اور غزیر میں جانے لگی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان دو لالہ، لا اللہ محمد و رسول اللہ ونبیہم کے ہوں گے؟ فرمایا: ہاں! میں نے صحابہ کے عرض کیا مجھ اس سزا کی کیا حید؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ چھ جہنم کے دروازے کا پتھر تھا کہ اس کے لئے (بخاری و ترمذی میں ۹۵۰)۔

ہمارے زمانہ کی جو حالت ہے کسی شاعر نے اس کا خوب نقش کھینچا ہے اس کے اندر اشعار یہ ہیں: موقوفیں  
کے حارے ہیں۔

خیر صدیق مر بنس کی آئی  
وی زب اب آ رہا ہے



کریں اور اللہ تعالیٰ ہی سے رفع مصائب کی دعا کریں۔ بیشاقت نہ زوں کا اہتمام کریں، ہر شخص اس بات کی خوش کمرے کے اس کے گھر میں کوئی فرد بھی بے نمازی نہ رہے، مرد و عباد میں نماز پابجاعت کا اہتمام کریں اور جو شخص گھروں میں پورے اہتمام سے نماز پڑھ کر رہے ہوں وہ بھی نماز کی تاکید کی جائے اور شاہد خداوندی ہے۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ المستعینون بالصبر والصلوہ والجمع الصبرین۔ اسے ایمان والوں دعا حاضر کرے اور نماز سے بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (قرآن مجید سورہ بقرہ، پارہ نمبر ۲)

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی دسر اللہ فرماتے ہیں۔

انتم فی غفلة کسلة عن ملحق مسجده تعالیٰ علیکم بالیظة نہ علیکم بالروم المساجد و کسرة الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ ذل علیہ الصلوہ والسلام لو نزل من السماء نار لما نجا منها الا اهل المساجد اذا نواہم فی الصلوہ انقطعت صلاتکم بالحق عرو وجل ولهذا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقرب ما یكون العبد من ربه اذا کان مساجداً (الفتح الربانی ص ۱۸ مجلس نمبر ۲)

ترجمہ: حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے چوکی غفلت میں ہوا اس کے لئے یہ بار ہو جائے تو اپنے اوپر لازم سمجھو اور مسجدوں سے تعلق قائم کرنے پر بنیاد رسول اللہ ﷺ پر بکثرت درود بھیجے کہ ضروری قبلی کر دو، یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے (اگر ماں سے آگ نازل ہوتی تو اس سے کوئی نبی نہ پڑے جو مسجد والوں کے درجہ تک کامل بن جاؤ گے نماز کے بارے میں تو تمہارے تعلقات حق تعالیٰ سے منقطع ہو جائیں گے اور اسی لئے جب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب سے زیادہ قرب بندہ کو اپنے رب سے اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ وہ مسجد میں ہو۔ لہذا اس بات کی خوش کمرے کی جائے کہ اپنے گھر، پڑوس، محلہ اور چوکی ہستی میں سوا بعد لوگ نمازوں کا اہتمام کریں۔

(۲) استفادہ لوگنا ہوں سے تو یکا خصوصاً اہتمام درہ استفادہ کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد فرمایا و ما کان افعلمہم و ہم یستغفرون۔ قرآن اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ کریں گے جس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے رہتے ہیں (قرآن مجید ۹ سورہ اخلاص)

اس قرآن میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے عربی فرمایا ہے مفسرین نے یہاں لکھا ہے کہ جب کافر کی استفادہ دنیا میں عذاب سے مانع ہو سکتی ہے تو مسلمان کی استفادہ تو پہلی نزول عذاب سے مانع ہوتی چاہئے تو مذکور شریف میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے میری امت کے لئے دو انیمز (ان کی چیزیں) بالائے ان چیزیں، ایک میرا وجود دوسرا استغفار جب میں ان میں سے اٹھ جاؤں گا تو استغفاران کے لئے قیامت تک مجھ کو عذاب و آگ کا بھی قیامت تک استفادہ لوگوں کو عذاب سے بچاتا رہے گا ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان نے کہا اے خدا میری عزت کی قسم جب تک میرے بندوں کے میسوس میں روئیں ہیں میں انہیں برباد کر دوں گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، مجھے میری عزت کی قسم جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے میں انہیں عذابوں کا ایک مطہر ماکان اللہ علیہم و ہم یستغفرون کا یہ بیان کیا ہے





سفارہ دیں گے (۲) قہر سالی ہو جائے گی (۳) با اشدان طرف سے ملام ہوئے نہیں گئے (۴) حکام مذہب تک کرنے لگے گئے (۵) دشمنوں کے بے در پے حملے ہوں گے (حاکم) آؤ کل ان مذاہبوں میں کوئی سزا عذاب نہیں ہے جو امت پر مسلمانوں کی جو دینی فوجی سے ان کے اسباب کو اختیار کریں تو پھر شکایت کی (۱۱۵۳) (۱۱۵۴)

لہذا مسلمانوں کو یہاں سے دل سے علماء کی عزت کریں، ان کی صحبت سے فیض حاصل کریں، اس کی شان میں کوئی کلمہ سب اہل دور کوئی کلمہ کس اور انہی سے انتہائی اور بے ادبی ہو گئی ہو تو اپنے اس کتاب پر اللہ تعالیٰ سے جانی طلب کرے، استغفار کرے، ایک زمانہ سے اس حاملہ میں بڑی کوسبی اور علماء سے بے اعتنائی رہی جا رہی ہے، اور خطابی، امامہ اللہ اپنے زہر کا حاکم بیان فرماتے ہیں۔

وقد قال ابو سليمان الخطابي في الرعي في صحبتك واعلم انك فليس لك منهم صلوة ولا رفيق اخوان الصلوة واعداءك شر اذا شوك مدح حوك واذا عبت عنهم معان بوك من انك منهم كان عليك رقيباً واذا خرج من عندك كان عليك خطيباً ولا تعتبر باجتماعهم ليدبك وتسلطهم بين يدك فما غرهم ان يتحدواك مسلماً الى ان طارهم حماراً في حاتمهم وان فصررت في عرص من اعراضهم يكون اعداءك وبغضون ترددهم اليك .  
عنيك لا يروند واجبا ليدبك وبغضون عنيك ان نذل لهم غرضك وديك ويكون لهم مدحاً حسناً بعد ان كنت متراً عادياً . (مجلس الاثر ص ۸-۵ مجلس نمبر ۸۷)

ترجمہ: اور ابو سلیمان خطابی فرماتے ہیں کہ یہی صحبت اور یہی شاکر کی کی برکت کرنے والوں کو چھوڑ دے کیونکہ ان میں تیرا کوئی دوست نہیں ہے اور نہ دشمن ہے، غلاب کے بھائی ہیں باطن کے دشمن ہیں جب قریب سے قریب کرتے ہیں اور جب ہم ان سے جدا ہو جاتے ہو تو بغیبت کرتے ہیں، جو کوئی ان میں سے تمہارے پاس آتا ہے وہ تمہارا دشمن ہوتا ہے اور جب تمہارے پاس سے چلا جاتا ہے تو تمہاری بدگواہی کرتا ہے، لہذا اپنے اس ان کے منع کرنے اور تمہارے سامنے خوشامد کرنے سے بچو کہ نہ کہنا کیونکہ ان کی غرض ہم دشمن سے بللہ ان کی غرض یہ ہے کہ تم کو اپنی ساجات کا زینت اور اپنے منہ صد کا کدو جا رہا ہیں اور اگر تم نے ان کی کسی غرض میں ذرا کوتاہی کی تو پھر وہ تمہارے بڑے غصہ دشمن ہیں اور تمہارے پاس اپنی آند اور لذت کو تم پر حملہ کر کے ہیں اور اس کو تمہارے ہو پرائے واجب حق سمجھتے ہیں اور خواہش کرتے ہیں کہ تم اپنی آرزو اور ہوا میں ان کے لئے غور و دور ان کا ادنیٰ فرما کر وہ ان جاؤ اس کے حد کو تم راق میں حاکم اور سردار تھے۔

لہذا علماء کی عظمت کو ہمیں اور ان کی صحبت و نصیحت جو ہمیں اور اسباب فیض کی نیت سے ضرر ہو انہیں اور کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جس سے ان کو نفیہ پہنچے وہ ان کو سناے اور بدام کرنے کا تو دل میں خیال بھی نہ لائیں، یہ بہت خطرناک ہے، حدیث قدسی میں ہے جس لذیسی ولینا فقد اذنت بالحرب اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جو میرے کسی مقبول بندے کو سناے گا میں نے اس کے لئے اعلان جنگ کر دیا۔

(۱۱) ہمیں چاہیے کہ ماحول پر اثر کرنے کی کوشش کریں، انسانیت کے حقوق و احرام کی بنیاد پر اس کو فروغ دیا جائے اور دوسری قوموں کے ساتھ اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کیا جائے اور ہر ایسے کام سے بچنے کی کوشش کی جائے جس



سے فتنہ پیدا ہو، جھگڑوں سے دور رہنے کی سعی کی جائے، اگر کوئی تمہارے ساتھ ناحق جھگڑا کرے تو اول اسے سمجھاؤ اگر وہ نہ مانے اور مقابلہ پر تل جائے اور بادل ناخواستہ اس کے ساتھ مقابلہ کرنا ہی پڑے تو پھر بزدلی کا مظاہرہ نہ کریں، جرأت مندانہ مقابلہ کریں مگر ان اصول کی پابندی کی جائے۔

(۱) بوڑھوں کو نہ ماریں (جب کہ وہ مقابلہ نہ کریں)

(۲) مورتوں کو نہ ماریں (جب کہ وہ مقابلہ پر نہ آئیں)

(۳) بچوں کو نہ ماریں۔

(۴) ان کی عبادت گاہوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔

(۵) ان کا مشن نہ کیا جائے (یعنی ناک کاں نہ کائیں)

(۶) پھلدار درخت نہ کا جائے۔

(۷) کسی چاند آر کو آگ میں نہ جلائیں۔

(۸) کھیتی بر باد نہ کی جائے۔

(۹) جانوروں کو نہ مارے، بیل، بھینس بکریوں وغیرہ کو تباہ نہ کیا جائے۔

(۱۰) برداران وطن کو اسلامی تعلیمات سے واقف کرنے کی کوشش کرتے رہیں، توحید و رسالت کی حقیقت

سمجھائیں اور اس بات کی فکر کریں کہ وہ بھی ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جائیں اور ابدی عذاب سے نجات پائیں ان کا بھی ہم پر حق ہے حضور اکرم ﷺ کی بعثت دنیائے کمال تمام انسانوں کے لئے ہے، لہذا اس کی بھی فکر کریں۔

”تلك عشرة كاملة“

اللہ تعالیٰ امت کے لئے خیر کے فیصلے فرمائے، امت میں اتحاد و اتفاق اور رجوع الی اللہ کی توفیق عطا

فرمائے، اور ہر قسم کے شرف و فساد سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

بحرمة النبی الامی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم تسليماً كثيراً كثيراً فقط و

اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں رشتے داروں سے صلہ رحمی کی برکت و فضیلت

اور قطع رحمی کی مذمت اور وعید شدید:

(سوال ۷۹) رشتے داروں اور عزیزوں کے ساتھ تعلقات کیسے رکھنے چاہئیں قرآن وحدیث میں اس کے حقائق کیا ہدایات ہیں تفصیل سے ان کو تحریر فرمائیں، آج کل عموماً رشتے داروں میں تعلقات اچھے نہیں ہیں، معمولی معمولی باتوں پر تعلقات توڑ دیئے جاتے ہیں، ہفتوں نہیں برسوں تک سلام کلام تک بند رکھتے ہیں، کیا شرعاً بات چیت اور سلام کلام بند رکھنا جائز ہے رشتے داروں کی آپسی نا اتفاق کی وجہ سے آج گھر گھر فتنہ ہے، گھروں کا جین و سکون ختم ہو گیا ہے، ہر ایک دوسرے کی غلطی کا نشانہ ہے کوئی چھوٹا بن کر پھیل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا (اللہ ما شاء اللہ) امید ہے کہ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس اہم مسئلہ پر تفصیلی روشنی ڈال کر امت کی رہنمائی فرمائیں





اللہ اس پر شاہد ہیں اور رحم کا اختصاص مذکور اور تعلق کی طرف مشیر ہیں اس (خود اللہ تعالیٰ یعنی تفسیر عثمانی اول سورۃ نساء) تفسیر معارف القرآن میں ہے۔ واللہ اعلم: یعنی قرابت کے تعلقات خواہ باپ کی طرف سے ہوں خواہ ماں کی طرف سے ان کی نگہداشت اور ادائیگی میں کوتاہی کرنے سے بچو۔

صلہ رحمی کے معنی اور اس کے فضائل:

لفظ ارحام جمع ہے رحم کی، رحم بچہ دانی کو کہتے ہیں جس میں ولادت سے پہلے ماں کے پیٹ میں بچہ رہتا ہے، پونہ تین ریوڑ قرابت یہ رحم ہی ہے اس لئے اس سلسلہ کے تعلقات وابستہ رکھنے کو صلہ رحمی اور رشتہ داری کی بنیاد پر جو فطری طور پر تعلقات پیدا ہو گئے ان کی طرف سے بے توجہی و بے اتفاقی برتنے کو قطع رحمی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ احادیث شریفہ میں صلہ رحمی پر بہت زور دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

من احب ان یسطلہ فی رزقہ وینسألہ فی اثرہ فیصل رحمہ (مشکوٰۃ، ص ۳۱۹ باب البر والصلة الفصل الاول)

یعنی جس کو یہ بات پسند ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی پیدا ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔ اس حدیث سے صلہ رحمی کے دو بڑے اہم فائدے معلوم ہو گئے کہ آخرت کا ثواب تو ہے ہی دنیا میں بھی صلہ رحمی کا فائدہ یہ ہے کہ رزق کی تنگی دور ہوتی ہے اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔

عبداللہ بن ملام قمر ماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے اور میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کے دو مبارک کلمات جو سب سے پہلے میرے کانوں میں پڑے یہ تھے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

یا ایہا الناس افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا باللیل والناس لیام تداخلوا الصلۃ بسلام (مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۸) (باب فضل الصدقة الفصل الثانی)

لوگو ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کیا کرو، اللہ کی رضا جوئی کے لئے لوگوں کو کھانا کھلایا کرو صلہ رحمی کیا کرو، اور ایسے وقت میں نماز کی طرف سبقت کیا کرو جب کہ عام نوک خند کے مزے میں ہوں، یاد رکھو ان امور پر عمل کر کے تم خفاقت اور سلامتی کے ساتھ بغیر کسی رکاوٹ کے جنت میں پہنچ جاؤ گے۔

ایک اور حدیث میں ذکر ہے کہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک باندی کو آزاد کر دیا تھا، جب نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لو اعطیتھا احوالک کان اعظم اجرک (مشکوٰۃ، ص ۱۷۱) (باب فضل الصدقة الفصل الاول ص ۱۷۱)

اگر تم اپنے ماموں کو دے دینا تو زیادہ ثواب ہوتا۔ اسلام میں غلام باندی آزاد کرنے کی بہت ترغیب ہے اور اسے بہترین کارثواب قرار دیا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود صلہ رحمی کا مرتبہ ہر حال اس سے اعلیٰ ہے۔

اسی مضمون کی ایک اور روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

الصدقة على المسكين صدقة وهي على ذی الرحم لنتان صدقة وصله (مشکوٰۃ ص ۱۷۱) (ایضاً الفصل الثانی)

یعنی کسی محتاج کی مدد کرنا صرف صدقہ ہی ہے اور اپنے کسی عزیزِ قریب کی مدد کرنا دو اموروں پر مشتمل ہے ایک صدقہ دوسرا صلہ رحمی۔

صرف مصرف کے تبدیل کرنے سے دو طرح کا ثواب مل جاتا ہے۔

اس کے مقابلہ میں قطع رحمی کے حق میں جو شدید وعیدیں روایات حدیث میں مذکور ہیں، اس کا اندازہ دو چیزوں سے بخوبی ہو سکتا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

(۱) لا یدخل الجنة قاطع (باب البر والصلة الفصل الاول مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۹)  
”جو آدمی حقوقِ قرابت کی رعایت نہیں کرتا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔“

(۲) لا تنزل الرحمة علی قوم فیہ قاطع رحم (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۰)  
”اس قوم پر اللہ کی رحمت نہیں اترے گی جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا موجود ہو۔“

اخیر میں پھر دلوں میں ادا حقوق کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے فرمایا۔

ان الله كان علیکم رقیباً: یعنی اللہ تعالیٰ تم پر نگراں ہے جو تمہاری دلوں اور ارادوں سے پاخیز ہے اگر رزی طور پر بشرِ ماضی، بے دلی سے کوئی کام کر بھی دیا مگر دل میں جذبہ یا آثارِ وحدت نہ ہو تو قابلِ قبول نہیں ہے، اس سے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی چیز بھی معلوم ہو گئی کہ وہ سب پر ہمیشہ نگراں ہے مگر آن کریم کا یہ عام اسلوب ہے کہ قانون کو محض دنیا کی حکومتوں کے قانون کی طرح بیان نہیں کرتا بلکہ تربیت و شفقت کے انداز میں بیان کرتا ہے، قانون کے بیان کے ساتھ ساتھ ذہنوں اور دلوں کی تربیت بھی کرتا ہے۔ (معارف القرآن ص ۲۸۰ ص ۲۸۱ ص ۲۸۲ جلد دوم، مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ)

تفسیر ماجدی میں ہے: واتقوا الله الذی تساءلون به والارحام۔ الارحام رحم کی جمع ہے اور اس کا اطلاق بڑا وسیع ہے، سارے عزیز و اقارب، اہل خاندان اس کے اندر آ جاتے ہیں۔

الرحم اسم لكافة الاقارب من غیر فوق بین المرحوم و غیرہ (قرطبی) من المجاز الرحم القرابة و بينهما رحم ای قرابة قریبة (ناج)

الارحام: کا عطف، آیت میں خوب غور کر لیا جائے، اللہ پر ہے، یہ ہے قرابت یا رشتہ داری کی اہمیت اسلام میں، اور حقیقت امت کے نظامِ اجتماعی کا سنگ بنیاد ہی شریعت نے قرابت یا رحم کو قرار دیا ہے، عزیزوں، اقربوں، خاندان اور برادری والوں کے ساتھ حسن سلوک اسلام میں کوئی دوسرے درجہ کی چیز نہیں اول درجہ کی اہمیت رکھنے والی ہے۔

وفی عطف الارحام علی اسم الله دلالة علی عظم ذنب قطع الرحم (بحر) وقد نبه سبحانه تعالیٰ اذا قرن الارحام باسمه الکریم علی ان صہا بمکان منه (بہضائی) فیہ تعظیم لحق الرحم و تاکید لنمیع عن قطعہا (جصاص)۔

اور اسی معنی میں یہ حدیث بھی آئی ہے **طرحہ حلقۃ العرش تقول الا من وصلنی وصلہ اللہ ومن لم یصلنی قطعہ اللہ** (مجموعہ شریعی، لکھی سے نقل)؛ اگر تار ہٹا دے کہ جو مجھے جوڑے رکھے اللہ اسے جوڑے دے گا اور جو نہ بچھکے اللہ اسے کاٹے۔

فقہاء میں یہ متفق ہیں کہ قرابت کا لفظ واجب ہے اور قطع کرنا جرم ہے **انقصت الصلۃ علی ان صلیہ الرحمہ واجبہ وان قطعہا محرمہ** (قرطبی) **ان افکک عفیکم رفیعاً** ہے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر نازل ہے جس ۳۶ (تمہارے ذاتی، خانگی، اجتماعی سارے ہی معاملات میں) اللہ تعالیٰ تمہارا ہے؛ اگر اس کو استحضار ہے تو آج افراد امت کی خانگی زندگیاں اس قدر غفلتور ہو چکی ہیں۔ (تفسیر: جلد ۱ ص ۳۳، جلد دوم، مولانا عبد المجید ریاضی پادری)

(۲) دوسری آیت: **واعبدوا للہ ولا تشربوا من شربا وبالوالدین احساناً وذی القربین** **والیسمی والممسکین والجار الحب والجار القربی والجار الحب والمحب من کان محتلاً فخوراً** (سورۃ نساء آیت ۷۳-۷۴) بارہ ممبر ۵، ترجمہ: اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور والدین کے ساتھ چھامدہ کرو اور اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غریبا کے ساتھ بھی اور پاس والے چڑھی کے ساتھ بھی اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور بھائی بھائی کے ساتھ بھی اور ادا کیر کے ساتھ بھی اور ان کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں یہ شک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے مثبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں۔ یعنی ان کی باتیں کرتے ہوں (ترجمہ حضرت تھانوی)

یہ آیت مبارکہ بھی بیان حقوق میں دی ہوئی ہے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا حق بیان فرمایا پھر ماں باپ کا پھر بھائی بہن سب رشتہ داروں اور حاجت مندوں کا۔

تفسیر: جدی میں ہے ص ۵۸، پہلی کر کے دیکھا جائے کہ حسن سلوک کی تاکید احادیث سے لے کر قرآنوں اور باتوں میں بے غرض معاشرہ کے ہر طبقہ کے ساتھ پوری ہے پھر اس قسم کا عطف تو میدانی پر یونیا کی کسی آسانی کتاب میں ہے بغیر تعلیم کی نظیر ملے گی؟ اور اس کے ساتھ محققین کی یہ تصریح بھی ملانی جائے کہ "اہل متوق" اگر کافروں حب بھی ان کے ساتھ ایمان کرنے والے مسلمان کائنات میں ہیں تو ان سے زائد ہوگا۔ (تھانوی) (تفسیر: جدی ص ۵۸)

معارف القرآن میں ہے: "حقوق کی تفصیل سے پہلے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت پور تو حید کا مضمون اس طرح اور شان فرمایا: **واعبدوا للہ ولا تشربوا من شربا** یعنی اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو عبادت میں شریک نہ سمجھاؤ۔ اہل قول: اس کے بعد تمام رشتہ داروں اور تعلق والوں میں سب سے پہلے والدین کے حقوق کا بیان فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور اپنے حقوق کے متضمن والدین کے حقوق کو بیان فرمایا اس کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ حقوق اور اصل کے اعتبار سے تو سب سے احسانات و انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن خارجی اسباب کے اعتبار سے دیکھ جائے تو اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ احسانات و انعامات انسان پر اس نے والدین کے ہیں، لیکن عالم اسباب میں وہی اس کے وجود کا سبب ہیں اور آخر غرض سے لے کر اس کے جوان



(۳۱) یسایہ بن یسایہ اور احوالہم حکم قبل المشرق والمغرب ولكن لکبر من امم ب  
الفلو انیوج للاحر والمملکة والکعب والیسین واقسی المال علی حبه دوی والقوی والسنی  
والمسکین وایس لمبیل والما نلیس وفي الرقاب ج واقع الصلوة وانی الرکوة والمواوی بهلهم  
اذ عهلو والصاویس فی لیساء وانضواء وحين الیاس او ننگ الذین صلوا واولئک هم  
المتقون. (قرآن مجید، سورہ غفرہ آیت نمبر ۱۰۷ تا ۱۱۰)

ترجمہ۔ کچھ سارا نکال لیں ای میں تمہیں (آئیے) کہ تم اپنا مشرق و مغرب کو لیکن (یعنی) کمال تو یہ  
ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (سب) کتب (ہادیہ) پر اور پیغمبروں  
پر اور اہل ایمان ہو اللہ تعالیٰ محبت میں بڑھادے اور تمہیں اور حق میں کو (وہ بے غرضی) میں قبول کو اور سوائے کرنے  
لوں کو اور تمہیں چھڑانے میں اور تمہاری پابندی رکھ کر اور زکوٰۃ بھی اور کرتے ہو اور خواہش (ان سے خدا تعالیٰ کے  
ساتھ یہ خلاق بھی رکھتے ہوں کہ) ایسے تمہارا کو جو ماننے والے ہوں جب تمہیں لوگ اور وہ لوگ مستحق رہتے  
ہے میں اللہ تعالیٰ میں اور یہی میں اور قتال میں یہ لوگ ہیں جو سچے لوگ کے ساتھ مصروف ہیں اور یہی لوگ جو  
(سچے) واقعی (کے) کہانتے ہیں۔

تفسیر باب فی میں ہے۔ روحی القوی الخ معارف خیر فی عدم نے یہی معنی سب اور علی مانند قریب قرار  
اے وہی ہے تاہم نے اس تجاویز امت کا یہ انکسار و عیش ایک خلاصہ کی شکل میں آ گیا ہے۔ مالی امانت سب سے  
پہلے ہے جن میں اس آیت کی گہرائی چاہتے ہیں وہ کہ اللہ تعالیٰ کی تیار ہوتی ہیں اور لیکن مجموعہ اسے دیکھیں یہی ہے  
پیش کے پاس ہواریں ہوں اور کچھ لوگ ان کے پیش بھی بھرتے ہوں۔ اور ان کو سب سے پہلے گیری و اپنے کاروبار میں ہوں۔  
کلیہ اہل ان میں کہ بہتوں کی ہوتی ہیں۔ بجا لیں اور دوسرے قریب کی کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد شہر خجستہ کے کبھی کے شہر  
نے خیمہ بچوں کیجیوں کا آیت میں کا کوئی دانی دولت ہر پرست باقی نہیں رہا ہے جس کے بعد اسے پانچ ہزار امت کے  
عام مصلوب ہوتا ہوں اور پھر میں۔ مافروں وہ گیریوں کا آیت ہے جو ان لوگوں سے خرم ہیں۔ اور اس نے اپنے ضروری  
مفروں سے خرم ہوتے ہیں یا کبھی میں کبھی باہر۔ اور ان کے ہیں وہ کوئی میں کبھی خیمہ کے اٹھانے پانے کا اور  
اور ان میں ہوں۔ عام طور آفر میں اہل حاجت حوالہ دے۔ تھیں اس پر۔ دعوتی یہ امر یہ اگر بعد سے عمل ہونے  
تھو امت میں نہیں فلسفہ اللہ تعالیٰ اب معاشی ہے۔ اور ان کا جو آیت۔ مسکاتے اور تفسیر: جلدی میں ۳۰۶ ج ۱  
سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۲۸ (۱۲۸)

(۳۲) یسئلونک ماذا یفتنون قل ما یفتنون من حیر فللوالس والافرس والسنی  
والمسکین وابن السبیل وما تفتنوا من غیر فان اللہ علیہم اسرہ بطورہ آیت ص ۲۱۵ پ ۴  
ترجمہ۔ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز فریاد لیا کریں آپ فرمادیجئے کہ جو کچھ مالی کمزور فکرم  
سوا باپ فتن ہے اور قریب دروں کا دوسرے باپ نے جو ان کا لکھا ہوں کا اور مسافر کا اور جو مالیک کام کرو گے  
سو اللہ تعالیٰ ان کی آزمائش کرے۔ (وہی پروردگار ہے)

فوائد جن میں ہے۔ بعض صحابہ جو ملہاتے انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ مال مجھ سے



کیا خرچ کریں؟ اور کس پر خرچ کریں، اس پر یہ حکم ہوا کہ قبل خولہ کثیر جو کچھ نہ کے لئے خرچ کر دو و ولدین اور اقارب اور عقیقہ اور محتاج اور مسافروں کے لئے ہے۔ یعنی حصول ثواب کے لئے خرچ کرنا چاہیو تو جتنا چاہو کرو اس کی کوئی تعین وقفہ یہ نہیں، البتہ یہ ضرور ہے جو مواقع ہم نے بتائے ان میں صرف کرو۔ (نوائہ عثمانی)

۵۱) اَنْفَابُ مَرِّ بِالْمَعْدِلِ وَالْاِحْسَانِ وَابْتِغَاءُ ذِي الْقُرْبَىٰ وَبِهِیْ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَابِیْعِیْ بِعَظْمِکُمْ لِعِلْمِکُمْ فَذَکَرُوْنِ۔ (سورۃ نحل آیت نمبر ۹۰ پارہ نمبر ۲۴ و مکرخ ۱۸)

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اختیار اور احسان اور اہل قربت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور مکمل برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو۔

خواتین میں سے قرآن کو نبھانا بالکل شہی نر لیا تھا، یہ آیت اس کا ایک نمونہ ہے، ان مسوئہ گرامیہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک خیر و شر کے بیان کو اس آیت میں دکھا کر دیا ہے، گویا کوئی عقیدہ و عقلانیت، عمل، معاملہ اچھا برا ایسا نہیں جو صرف نبی اس کے تحت میں داخل نہ ہو گیا ہو بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر قرآن میں کوئی دوسری آیت نہ ہوتی تو حجاب کی آیت ”تبیانا لکل شیء“ کا ثبوت دینے کے لئے کافی تھی، شاید اسی لئے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز نے خلیفہ بعد کے آخر میں ارج کر کے امت کے لئے اسوۂ حسنہ قائم کر، یا اس آیت کی جامعیت سمجھانے کے لئے تو ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے، ہم محض اسامہ انداز دیوں کیا جاسکتا ہے کہ آیت میں تین چیزوں کا امر فرمایا غیر اہل احسان نمبر ۱۳، اذ ذی القربی۔

عمر کا مطلب یہ ہے کہ ذی کے تمام عقائد، اعمال، اخلاق، معاملات، جذبات، اعتدال و انصاف کے توازن میں ملے ہوئے ہوں، افراد و تقریباً سے کوئی بدل چکے یا ٹھنڈے نہ پائے، سخت سے سخت دشمن کے ساتھ بھی معاملہ کیے تو انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے، اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو، جو بات اپنے لئے پسند نہ کرنا ہو اپنے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرے۔

احسان کے معنی یہ ہیں کہ انسان بذات خود نیکی اور بھلائی کا پتھر بن کر دوسروں کا بھلا چاہے، مثلاً عدل و انصاف سے ڈرا اور بلند ہو کر فضل و محمود و تعلق و رحم کی خواہش اور کرنے پر غرض ادا کرنے کے بعد تقویٰ و عروج کی طرف قدم بڑھائے، انصاف کے ساتھ مروت کو جمع کرے اور یقین رکھے کہ جو کچھ بھلائی کرے گا خدا اسے اکٹھا کرے، احر سے بھلائی کا جراب ضرور بھلائی کی صورت میں ملے گا، ”الا احسان ان تعبد الله کلک فتراه فان لم تکن تره فانه یو اک“ (صحیح بخاری) اھل جزاء الا احسان الا الاحسان (رحمن، رکوع نمبر ۳) یہ دونوں فضیلتیں (یعنی عدل و انصاف یا الفاظ دیگر انصاف و مروت) اتنا ہی ہے نفس اور ہر ایک خوش و پرگاہ اور دوست و دشمن سے متعلق تمہیں لیکن اقارب کا حق اجانب سے کچھ زیادہ ہے، جو تعلقات قربت قدرت نے قائم رکھے ہیں، انہیں نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ اقارب کی ہمدردی اور ان کے ساتھ مروت و احسان اجانب سے کچھ بڑھ کر ہونا چاہئے، صلہ رحمی ایک مستقل نیکی ہے جو اقارب و ذوی الارحام کے لئے درجہ بدرجہ استعلا ہوتی چاہئے، گویا احسان کے بعد ذی القربی کا ہاتھ دھونے کا کر کے متبہ فرما دیا کہ عدل و انصاف تو سب کے لئے یکساں ہے لیکن مروت و احسان کے وقت بعض مواقع بعض سے زیادہ رعایت و احترام کے قابل ہیں فرق مراتب کو فراموش نہ کر، ایک طرح قدرت کے قائم کئے ہوئے



خاہری سبب ہیں، ماں باپ اولاد کے ساتھ جو کچھ احسان کرتے ہیں وہ کسی غرض اور غرض کے لئے نہیں۔ اولاد کی تربیت سے ماں باپ کسی وقت ملوث نہیں ہوتے اولاد کے لئے جو کچھ ممکن ہو والدین دلی وجہ سے اس کی آرزو کرتے ہیں، اولاد کی ترقی اور عروج پر کبھی حسد نہیں کرتے، ہمیشہ اپنے سے زیادہ اولاد کو ترقی دینا، مروجہ پر دیکھنے کے خواہش مند ہونا، آرزو مند رہنے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ سے اپنی عبادت کے بعد تقسیم والدین کا حکم دیا ہوا نہیں، جو کوئی ماں پر والدین کی تقسیم تمام شریعتوں میں واجب رہی اور چونکہ یہ حق بخش ماں باپ ہونے کی وجہ سے ہے اس لئے والدین میں ایسا کی شہ نہیں لگائی گئی، اشرار اس طرف سے والدین کی تقسیم والدین ہونے کی حیثیت سے ہر جانب میں دلائی اور لازم ہے والدین خواہ کافر یا مسلمان یا منافق یا کافر یا مسلمان ہو، اسی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام نے آذر کی دعوت، تعلق میں ہمیشہ تعلق اور زنی کو طہر رکھا، جیسا کہ سورہ مریم میں مفصل ذکر ہے، اور قرآن وحدیث میں بابہ کا فرد شریک، اس باپ کے ساتھ بھی سلوک اور احسان کا حکم دیا گیا ہے۔

فائدہ دوم:

محتاج تو تیرا اور مسکین دونوں ہی ہیں مگر تیرا حق ہونے کی وجہ سے سمانے کی حالت نہیں رہتا اس لئے تقسیم کو مسکین پر مقدم فرمایا۔

فائدہ سوم:

بائی طرف اور احسان زیادہ تر اکابر کے ساتھ ہوتا ہے، ماں احسان ہر ایک کے ساتھ ممکن نہیں اس لئے قول اللہ تعالیٰ میں احسان کے ساتھ تولی احسان کا ذکر فرمایا اس لئے رتبات اور حسن خلق کا معاملہ ہر ایک کے ساتھ ممکن ہے۔

فائدہ چہارم:

رحمت اور تہ کی برکتی دعا اور نصیحت کے موقع پر نرمی اور مہربانی ہے، کما قال تعالیٰ: "وقولوا لا حول ولا قیۃ لعلہ یذکر او یحسب"۔ وقال تعالیٰ ادفع الی سبیل ربک بالحق والبر عظیمۃ الحسنۃ، وقال تعالیٰ فیما رحمة من الملائکات لعلہ۔ وقال تعالیٰ ادفع الی ہی احسن عرض یہ کہ خدا اور نصیحت اور تبلیغ اور مہربانی میں تعلق اور نیک مناسب ہے، چہرہ کران نیا سے صاف ظاہر ہے، ہفتہ چہارم اور قرآن میں غافلت اور غفلت نہ سب ہے، کما قال تعالیٰ یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنافقین واعلم انہم معہم (کیونکہ جہاد اسلام اور اہل اسلام کو کھانے والوں سے کرنا ہے) یہاں اور نصیحت کے فرق کو خوب سمجھ لو۔

فائدہ پنجم:

در بیان فرق مدارقہ و مدافعت بہت سے لوگ مدارقہ و مدافعت میں فرق نہیں سمجھتے، حالانکہ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے، اپنی دنیاوی اور جسمانی راحت اور منفعت کو دوسرے کی دنیاوی راحت اور منفعت کے خیال سے

چھوڑ دینے اس کا نام مدارا ہے اور کسی دنیوی ملکی طاقت کے خاطر اپنے دین کو چھوڑنا یا اور اس میں سستی کرنا اس کا نام مدھست ہے، مدارا و شریعت میں متفقین اور پابند یہ ہے اور مدھست یعنی اور نہ سوم ہے، مکافئ علی کا لفظ لفظاً قرآن میں نہیں ملتا۔  
 خلاصہ یہ کہ یہ وہی حکایت اور نثری کا نام مدھست ہے اور دنیوی امور میں نثری اور سستی کا نام مدارات ہے۔ (معارف القرآن ص ۶۹ ص ۷۰، ابن ابی شیبہ اور میں کا مذہب طبری)

تفسیر ماہدی میں ہے: فلولو الناس حساً یعنی، حضور پر فوٹوں سے حسن گفتار کو قائم رکھو۔

ای فوا و للنا من مخالفة حسنة (بحر) فلولو النعم القلوب انطب (بحر عن اسی العالیہ) بات چیت میں اچھی طرح پیش آتے رہنا سب سے اچھا اور دینی ترین فریضہ انسانیت ہے اس لئے یہ تعلیم عام ہے یعنی خوش خلقی سے سب ہی کے ساتھ پیش آتے رہنا چاہئے، چاہے وہ کف و بد فاسق و صالح، کیسا اسی انسان ہو، جسے حیاط اتنی رہے کہ اس خوش خلقی و خند و روئی سے ہمیں مطالب کی بددلت یا بددلی کی تائید نہ پیدا ہو جائے۔

وهذا كله حضی علی مکارم الاخلاقی فینبی للاحسان ان یكون فوله للناس لینا و وجهه متبسلاً طلقاً مع البر و القادر و السی و المبتدع من غیر مذاهبة و من غیر ان یتکلم معہ بکلام یظن انه بر صی، مذہبہ (قرطبی)

و یقولون ان احسن ما دا این کے ساتھ حسن سلوک یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کیا جائے ان سے یہ ادب پیش کیا جائے ان کے احکام کی تعمیل کی جائے اور ان کی وفات کے بعد ان کے حق میں دعائے خیر کی جائے اور ان کے دوستوں سے یہ حسن سلوک پیش آیا جائے۔

الا احسان الی القوالین معاشر لهما بالمعروف و بالتواضع لهما و امتثال امرهما و اندعاه لهما بعد ما نهما رحلة اهل و دھما (قرطبی)

تکلیف تو یہ کہ معاشر بعد ان کے ساتھ حسن سلوک و حسن معاشرت کو لے کر ان کی دیکھ لے کہ خدا کے ان حقوق العباد (بندوں کے حقوق) کی اہمیت کتنی زیادہ ہے۔ (تفسیر ماہدی ص ۱۵۵ جلد اول)

(یہ کلمات ڈالفریبی حقہ و الممسکین و ان السبیل و لا تملوا تہنوا Q ان العبدین کانوا اخوان السبیلین و کان الشیطان لربہ کفورا) سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۶، ۲۷ پارہ نمبر ۱۵ رکوع نمبر ۱۱

ترجمہ: اور قربات دار کو اس کا حق (مال وغیرہ مال) دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی دیتے رہنا اور (مال) کو بے موقع مت اڑنا (کیونکہ) بے شک بے سواغ اڑانے والے شیطان کے بھائی بند ہیں اور شیطان اپنے پرورگار کا بڑا ناشکر ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

معارف القرآن میں ہے اس آیت میں نہ صرف مسکین و غریبوں کے حقوق کا بیان ہے کہ ہر رشتہ دار کا حق ادا کیا جائے جو کم سے کم ان کے ساتھ حسن معاشرت اور عمدہ سلوک ہے، اگر وہ حاجت مند ہو تو ان کی مالی امداد بھی اپنی وصیت کے مطابق اس میں داخل ہے اس آیت سے اتنی بات تو ظاہر ہو گئی کہ ہر شخص پر اس کے عام رشتہ دار، عزیزوں کا بھی حق ہے وہ کیا اور کتنا ہے اس کی تفصیل نہ کر رہیں مگر عام صلہ رحمی اور حسن معاشرت کا اس میں دخل ہونا



معروفاً (۱) مسورہ و ساء آیت مسرہ بارہ مصرعہ اور کج سہ ۱۰

نہیں اور جیسا کہ توہمیں لکھا کہ آیت مسرہ و ساء آیت مسرہ بارہ مصرعہ اور کج سہ ۱۰ (۲) در شیم و غریب لکھ تو ان کو بھی ان (۳) میں سے (۴) جس قدر کہ لکھا ہے اس میں اس کے آگے آگے کے اور ان کے ساتھ توہمیں سے بات کرو (۵) انصاف تو توہمیں سے (۶)

تو ان جہلی میں ہے (۷) شیم و ساء آیت مسرہ و ساء آیت مسرہ بارہ مصرعہ اور کج سہ ۱۰ (۸) در شیم و غریب لکھ تو ان کو بھی ان (۹) میں سے (۱۰) جس قدر کہ لکھا ہے اس میں اس کے آگے آگے کے اور ان کے ساتھ توہمیں سے بات کرو (۱۱) انصاف تو توہمیں سے (۱۲)

۱۰ بارہ ان عسیرہ ان توہمیں ان نفسہ ان فی الادھ و یقنعوا لا حاکمکم (سورہ محمد)

آیت معروفہ ۲۲ اور کج سہ ۱۰ (۱۳) در شیم و غریب لکھ تو ان کو بھی ان (۱۴) میں سے (۱۵) جس قدر کہ لکھا ہے اس میں اس کے آگے آگے کے اور ان کے ساتھ توہمیں سے بات کرو (۱۶) انصاف تو توہمیں سے (۱۷)

توقی و صفی (۱) مسورہ و ساء آیت مسرہ بارہ مصرعہ اور کج سہ ۱۰ (۲) در شیم و غریب لکھ تو ان کو بھی ان (۳) میں سے (۴) جس قدر کہ لکھا ہے اس میں اس کے آگے آگے کے اور ان کے ساتھ توہمیں سے بات کرو (۵) انصاف تو توہمیں سے (۶)

صلوہ کی سخت کہیں

مرغورہ ہر شخص سے جان کے پتے میں انان کی فکرت کو مست ہے چونکہ عامہ رشتوں پر اتواں کی







معارف لکھتے ہیں: "حضرت سوانح محمد مصطفیٰ نعمانی صاحب رحمہ اللہ اعلیٰ خداوندی کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا: تمہیں

اللہ تعالیٰ کی قربت قرآن پاک اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں چار بنیادی حقیقتیں بیان فرمائی گئی ہیں کہ بعض ایک احسان کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی بڑی قوت سے مداخلت ہے اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان کی کبھی قربت کے حقوق کی ادائیگی دوران کی ساتھ ساتھ اس سوگ و مبارک عمل ہے جس کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزی میں رحمت اور عجز میں زیادتی اور برکت ہوتی ہے۔ صلہ کی یہ دو ہی صورتیں ہیں ایک یہ کہ آدمی اپنی کائنات سے بڑی قربت کی حالت میں خدمت کرے، دوسرے یہ کہ بڑے وقت اور اپنی زندگی کا پچھلے حصہ اس کے کاموں میں لگائے، اس کے سلسلے میں روزی و ملائمت رحمت اور زندگی کی مدت میں اضافہ اور برکت ہوا، ہاں قرین اینس اور اللہ تعالیٰ کی نعمت و رحمت کے عین مطابق ہے۔

اس بنیاد پر نظر سے بھی یہ بات سمجھ میں آئے گی ہے یہ واقعہ عام تجربہ ہے کہ خدا تعالیٰ مجھ سے اور ان کی انجمنیں جو زیادہ تر حقوق قربت ادا کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں آدمی کے لئے الی پریشانی اور اندرونی کوششیں اور تکلیفیں کا باعث بنتی ہیں اور کاروبار اور صحت پر پرچہ کو متاثر کرتی ہیں لیکن جو لوگ اصل خاندان اور اقارب کے ساتھ ملکی اور صلہ رحمی کا پورا کرتے اور ان کے ساتھ چھ سرفروں رکھتے ہیں ان کی زندگی انشراح و ممانعت اور خوشحالی سے ساتھ ساتھ تندرستی ہے اور یہ غلط فہمی کے حالات بہتر رہتے ہیں اور فیصلہ خداوندی ان کے شامل حال رہتا ہے۔ (معارف اللہ ص ۶۳، ۶۴، ۶۵، جلد نمبر ۶)

(۳) عن عبد الرحمن بن عوف وحی اللہ تعالیٰ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ عز وجل وتعالیٰ انا اقبیٰ ابا الریحی صلی اللہ علیہ وسلم وشفعت لہ فی اسی فی صلہ و صلہ (ابو النبی وحمیٰ او محل کرامتی) ومن قطعہا بترہ (ترمذی شریف ص ۱۳، جلد نمبر ۲) (مشکوٰۃ شریف ص ۲۰ باب البر والصلۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عوف سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تبارک و تعالیٰ اقبیٰ ابا الریحی صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ اور میں رحمتوں میں نے رشتہ پیدا کیا اور آپ نام لے لیا کہ ان کا نام نکالا جس کو اس وجہ سے نکالیں (ابو النبی وحمیٰ) اور جو اسے گائے کا نام لے گا میں اس کو (پنجا رحمت خاصہ) اللہ کر دوں گا۔

ترجمہ: شرح مشکوٰۃ میں ہے: ولا خلاف ان صلۃ الرحم واجبۃ فی الجملة وفضیلتها معصیۃ کسرۃ وللصلۃ درجات بعضہا ارفع من بعضہ وادناہا ترکہا علیہا جرمہ وصلیٰ علیہا کلام وکرمہا ملام فی ائمہ صلہ رحمی داؤد ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور قطع رحمی گناہ کبیرہ ہے۔ صلہ رحمی کے درجات ہیں: بعض بعض سے ارفع ہیں۔ صلہ رحمی کا کوئی درجہ یہ ہے کہ بات چیت نہ نہ کرے (کسی وجہ سے بات چیت بند ہو جائے تو) صلہ رحمی یہ ہے کہ آپس میں بات چیت شروع نہ کر دے، اگرچہ سامعین سے ہو (ترجمہ مشکوٰۃ ص ۹۶، ۹۷، ج ۶)

(۳) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تنزل الوحى على قوم فيه فطع (رحم) رواه البيهقي في شعب الايمان (مشكوة شريف ص ۳۴۰ باب الروا الفصلا)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ابی ہاشم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ فرمایا کہ میں نے نہیں سنا کہ کوئی قوم جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔

مرآۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۴۰ قال التوريشى يحتمل انه اوله بالقوم الذين يساعدونه على فطبعة الرحم ولا ينكروا عليه ويحتمل ان يراد بالرحمة المنظر اى يحسن عنهم المنظر بشوم الفاطم

عاصم بن عتباتی نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نہیں سنا کہ کوئی قوم جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔ یہ بھی اہل بیت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے نہیں سنا کہ کوئی قوم جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۴۰)

فوریہ: اہل بیت و میرے تابع جو نبی ہوئے ہیں وہ تو نبی ہی ہیں جو لوگ اس پر اس کی رحمت نازل ہوتی ہے وہ بھی رحمت خداوندی سے محروم ہو جاتے ہیں اذنا اللہ۔

(۵) عن جابر بن مطعم رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا بد حل الجنة فاطم معنى عليه (مشكوة شريف ايضا ص ۳۱۹)

ترجمہ: حضرت جابر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۱۹)

(۶) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا بد حل الجنة فان ولا عاق ولا مد من عمر (امی شاربها من غير قربة ايضا رواه المسائي والداومي) (مشكوة شريف ص ۳۴۰)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۴۰)

قال التوريشى محتمل جدا انه لا بد حل مع القانين اولاه حل حتى يعاقب بما احب حل من الاثم بكل واحد من الاحمال الثلاثة فقلت لا بد من تقيده بالمشيئة لعله تعالى وبغض مادون ذلك نعم يشاء بشفاعة او بغيرها.

علامہ توریشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مسند اہل بیت ہے کہ یہ شخص فاجرین (کافرانہ) والوں میں کو ابتدا میں سے جنت میں داخل ہوئے، لیکن ان کے ساتھ داخل نہ ہوگا یا اسے اس میں سے ہٹا دیا جائے گا۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۴۰)

(۱) عن ابن مسکوة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من دین احقر من یجعل اللہ ساجد العقریۃ فی الدنیا مع ما ینزلہ فی الاخرۃ من البخی (قطبۃ الرحیم و رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۰ ایضاً)

ترجمہ: آخرت اور دنیا کے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اور قطع رحمی سے زیادہ کوئی کفر نہیں ہے کہ اس کی تائید کرنے والے کو جہنم دینا میں سزا دی جاتی ہو۔ اس عذاب کے لئے تمہارا اس لئے آخرت میں بخور و خیرہ رکھا گیا ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مبارک دینی اور شہرہ دار تفسیر فرماتے ہیں۔

ف۔ یعنی یہ وہ کلمہ اور قطع رحمی ایسی چیز ہے کہ آخرت میں تو اس پر جو نیچو پاؤں ہو گا وہ تو دنیا کی آخرت کے علاوہ دین میں بھی انسان کی سزا بہت جلد ملے گی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ہر شاہ فیہب جو ہے بہت آخرت فرماتے ہیں مگر والدین کی قطع رحمی کی سزا مر۔ نہ۔ نہ کیسے پڑا۔ دے دیتے ہیں (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ہے کہ اگر والدین کی سزا قصاص شانہ آخرت پر جو خوار و سبت ہیں لیکن والدین کی نافرمانی کی سزا تو بہت جلد دینا میں دے دیتے ہیں (جامع السعیر) بہت سی احادیث میں یہ بھی تصدیق ہے کہ حق تعالیٰ شانہ تیر مت کے دن (میرا) قراوت کا ذکر نہیں مٹاتا، میں گئے وہ عزت ملی کو کرنا اور خواست کرتا رہے گا سب اللہ جس نے مجھے لایا تو اس کو ملے اور جس نے مجھے قطع کیا تو اس کو قطع کر۔ بہت سی احادیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ تم کا قطع اللہ تعالیٰ کے پاک نام میں سے نکالا گیا ہے جو اس کو ہر کام میں دے گا۔ اس کا جو اس کو قطع کرے گا، جس سے قطع کرے گا، ایک حدیث میں ہے کہ اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہو، ایک حدیث میں ہے کہ ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کے یہی امان پیش ہو۔ تے ہیں، قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا (در مشیخہ)۔

تفسیر ابواللیث فرماتے ہیں کہ قطع رحمی اس قدر بدترین آگاہ ہے کہ پاس بیٹھے والوں کو بھی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر شخص اس سے بہت جلد توبہ کرے اور صلہ رحمی کا اہتمام کرے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ صلہ رحمی کے علاوہ کوئی ایسی شے نہیں ہے کہ جس کا بہرہ بہت جلد ملے اور قطع رحمی اور قطع رحم کے علاوہ کوئی شے نہیں ہے جس کا وبال آخرت میں باقی رہنے کے ساتھ ساتھ دنیا میں طہری نہ ملے جاتا ہو (تفسیر الخلفین) حضرت عبداللہ بن مسعود ایک مرتبہ جمع کی نماز کے بعد ایک مجمع میں تشریف فرما تھے، فرمایا: تمہیں اللہ تعالیٰ کو قسم دیتا ہوں کہ اس مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا نہ ہو، وہ جہانم میں جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے ایک دعا نازل جاتی ہے جس میں اس سال کے دروازے قطع رحمی کرنے والے کے لئے بند ہو جاتے ہیں (ترغیب کہ یعنی اس کی دعا آسمان پر نہیں جاتی، اس سے پیسے نہ دروازہ بند نہ ہو جاتا ہے، اور جب اس کے ساتھ طہری دینا ہوگی تو وہ دروازہ بند ہونے کی وجہ سے روک جائے گا، ان کے علاوہ بہت سی روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے اور دنیا کے واقعات بہت کثرت سے اس کی تائید دیتے ہیں کہ قطع رحمی کرنے والا دنیا میں بھی ایسے مصائب میں مبتلا ہے کہ پھر رحمت ہی پھر ہے، اور اپنی حاکمیت اور جہالت سے اس کو یہ خبر بھی نہیں ہوتی کہ اس نے اس گناہ سے توبہ نہ کرے، اس کی طہری نہ کرے، اس کا بدل نہ کرے، اس لئے اس آفت اور







میں آپس میں تعلقات اچھے ہوں ایک دوسرے کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہوں تو دہاں میں الفت و محبت اور ایک دوسرے کی ہمدردی، غم خواری پیدا ہوتی ہے، ضرورت کے وقت ایک دوسرے کا تعاون کرنے اور ہاتھ بٹانے کا موقع ملتا ہے اور بڑے بڑے مشکل کام اور اہم امور آسانی سے پورے ہو جاتے ہیں، اور قطع رحمی اور تعلقات کی کشیدگی کی وجہ سے پریشانیوں پر چڑچڑاہٹ اور بے اطمینانی کی صورت ہے وہ ختم ہو سکتی ہے، مسلمانوں کو ایسی پاکیزہ تعلیم کی قدر کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت سمجھ کر دل و جان سے عمل کرنا چاہیے کہ آخرت کا اجر و ثواب بھی ملتا ہے اور دنیوی زندگی میں بھی سکون حاصل ہوتا ہے اور سب سے بڑا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور اگر کبھی خدا نخواستہ آپس میں رنجش ہو جائے تو جلد از جلد اسے ختم کر کے تعلقات استوار کر لینا چاہئے اور آپس میں بات چیت، صلہ رحمی اور حسن سلوک شروع کر دینا چاہیے، یہی اسلامی تعلیم ہے اور اسی میں ہماری کامیابی اور نجات ہے، اس کے برعکس رنجش قائم رکھنا اور تین دن سے زیادہ بات چیت اور سلام کلام بند رکھنا بالکل ناجائز اور حرام ہے اور خود کو رمت خداوندی اور مغفرت الہی سے محروم کرنا ہے، احادیث میں بات چیت بند کر دینے سے سخت وعیدیں آئی ہیں۔

حدیث میں ہے۔

(۱۲) عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل للرجل ان یمجر احاه لفرق ثلث لیل بالیقین فیمعرض هذا ویعرض هذا وخریما الذی یدأ بالسلام متفق علیہ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۷ باب ما ینہی عنہ من النہا جروا للقاطع) ترجمہ: حضرت ابوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کے لئے حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے (یعنی بات چیت بند کر دے) کہ دونوں کا آمنا سامنا (ملاقات) ہو تو ایک دوسرے کو نہ پیچھے کرے اور دوسرا دوسرے کو نہ پیچھے کرے اور دونوں میں بہترین شخص وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

حکیم امت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں: یہ جو حدیث میں ہے کہ تین روز سے زیادہ کسی سے قطع تعلق نہ کرے یہ مطلقاً نہیں اگر فساد سے بعد فساد کے احتراز کرے تو کوئی حرج نہیں یعنی دین کے واسطے دینا بھی بغض فی اللہ جائز ہے، البتہ دنیاوی معاملات میں کسی سے رنجش رکھنا اس کے لئے تین دن کی حد ہے، اگر احتراز وقار کے واسطے ہو کہ کسی سے تعلق رکھنا شان کے خلاف ہے تو اس میں کبر کا شائبہ ہے۔

(ملفوظات معروف: ”کلمۃ الحق“ جلد ہشتم ص ۱۲۷)

(۱۳) عن ابی خیراش السلمی انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من ہجر احاه سنۃ فہو کسفک دعوہ رواہ ابو داؤد (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۸ باب ما ینہی عنہ من النہا جرو) ترجمہ: حضرت ابو خراش سلمیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑ رکھا، (بات چیت بند اور تعلقات توڑے رکھے) تو اس نے گویا اپنے بھائی کا خون کر دیا۔

نور کیجئے! اپنی قبر اور آخرت کی فکر کیجئے، ایک سال تک بات چیت بند رکھنے اور تعلقات منقطع کرنے پر کتنی

تخت و عید ہے، اتنی سخت وعیدوں کے بعد بھی ہم اس پر عمل نہ کریں تو ہمارے گھروں میں کہاں سے جین و سکون آئے گا۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

(۱۳) عن امی حیرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يفتح ابواب الجنة يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل عبد لا يشرك بالله شيئاً الا كانت بينه وبين اخيه شحاء فيقول انظر واعلم ان حتى يصطلحوا رواه مسلم (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۷، ص ۳۲۸ باب ما ينهى عنه من التناحر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اوشا و فریلا کہ ہر روز اور بحرات کو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو مگر اس شخص کی مشقت نہیں ہوتی کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان کینہ ہو اور شاد ہوتا ہے کہ ان دونوں کو انکی موت ہو، یہاں تک کہ آپس میں صلہ نہ کر لیں۔

کون سا مسلمان ہو جو اپنے گناہوں کی مغفرت اور بخشش کا خواہش مند نہ ہو، یہ یقیناً ہر مسلمان کی یہی خواہش ہوتی ہے خود بھی دعا کرتا رہتا ہے اور دوسروں سے بھی دعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ آپ کا رستہ کھلا دے اور آپ کو معاف فرما دیں، ہمارے مغفرت فرمائیں، اب حدیث بالا کو عبرت کی نگاہ سے پڑھئے، آیات حیدت بندہ کرنے اور دل میں اپنے بھائی کی طرف سے کینہ رکھنے کی بنیاد پر یہ شخص اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے محروم رہتا ہے بلکہ ہمارے اور بڑی باتوں میں بھی اس کی مغفرت نہیں ہوتی (حدیث نمبر ملاحظہ کیجئے) اتنی سخت وعیدوں کے باوجود ہم بات حیدت سلام کل شروع کرنے اور صلہ کی کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں تو ہم سے زیادہ یہ نصیب اور رحمت کون کون ہوگا، ایسی وعیدوں کو سن کر ہمارے دل نرم ہونے چاہئے اور اپنی قبر اور آخرت کی فکر پیدا ہونی چاہئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم بات حیدت کی ابتدا کر لیں گے تو ہماری ناک نیچے ہو جائے گی، ہماری ناک کٹ جائے گی، ہمارے آپ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت سے ابتدا کر کے دیکھو، ناک نیچے ہوگی، ناک کٹے گی، بلکہ اللہ تعالیٰ مزید عزت اور سر بلندی عطا فرمائے گا، انشاء اللہ حدیث میں ہے حسب کو وضع لله وضعه اللہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتے ہیں، ہمارے پر یقین کر کے رضا الہی کے لئے آگے بڑھئے انشاء اللہ بہترین نتائج سامنے آئیں گے، اگر آپ قصود وار ہیں، حق اور کر دینا بہت آسان ہے آخرت کا حاملہ بہت سخت ہے، ہمارے آپ بے قصور ہیں تب بھی اللہ کو راضی کرنے کے لئے اپنے نفس کو درگزر میں جو اہل سمجھئے انشاء اللہ دنیا اور آخرت بن جائے گی۔

کسی سے خوب کہا ہے

ملا دے اپنی ہنسی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہو جائے

کسی اور نے بھی خوب کہا ہے

سایہ تر شاہک با آواز دل غراں

آرزووں یک زمانہ خاک پاش



در بہاروں کے شہر سر سبز ملک  
خاک شہر گلی ہدیہ رنگ رنگ

یعنی: تو بہار میں تک دل فراش، پھر بخار، کم از کم آزما۔ نے کے لئے اب تھوڑی دیر کے لئے مٹی ہو جا  
(یعنی قرض اختیار کر لو اور اپنا کلچر اور رنگ دلی چھوڑ دے) موسم بہار میں پھر سرسبز شاہد اب کیسے ہو سکتا ہے (سر سبز اور  
شاہد ابی کے لئے تو مٹی کی ضرورت ہے لہذا تو مٹی) مٹی بن جا تا کہ اس پر رنگ پر رنگ کے پھول کھلیں۔

لہذا اگر کسی پر ظلم کیا تو یا کسی کا کوئی باقی حق دیا نہ گیا ہو تو اولین فرصت میں سوائے ناگہ لین چاہئے ہر حق اور  
نرویا چاہئے ہر دنیا میں معاملہ صاف کر لینا چاہئے اور مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا چاہئے، اللہ تعالیٰ مظلوم کی  
بددعا کو نہیں فرماتے، حدیث میں ہے۔

(۱۵) عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماک ودعوة المظلوم  
فما یسأل اللہ تعالیٰ حقہ وان اللہ یمنع صاحب حقہ مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۵ باب المظلوم  
ترجمہ: حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مظلوم کی بددعا سے بچو وہ اللہ تعالیٰ  
سے اپنا حق مانگا جاوے اور اللہ تعالیٰ کسی حق والے کا حق نہیں روکتا۔  
ایک اور حدیث میں ہے:

(۱۶) عن اسی ہر بوقہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثہ لا ترد  
دعوتہن النصارى حين یفطر والامام العدل ودعوة المظلوم یرفعھا الشفوق الضمام ویفتح لہا ابواب  
السماء ویقول الرب وعزنی لا نصیر نکت ولو بعد حین (ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۹۹ ابواب  
المنکرات) (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۵ کتاب الدعوات)

ترجمہ: حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تین آدمیوں کی دعائیں نہیں ہوتی ایک  
روزہ دہری افکار کے وقت دوسرے عادل بادشاہ کی دعا، تیسرے مظلوم کی جس کو حق تعالیٰ شانہ پادلوں سے اوپر اٹھا لیتے  
ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرورت دیکھوں گا تو  
(کسی مصلحت سے) یکجہ دیر ہو جائے۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: اذ آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن

اجابت از در حق بر استقبال می آید

یعنی: مظلوم کی آہ سے ذرت رو جب وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد (بددعا) کرتا ہے تو حق تعالیٰ کے دربار سے  
قبولیت اس کے استقبال کے لئے آتی ہے (یعنی اس کی بددعا رد نہیں ہوتی)

یہ ہے مظلوم کی بددعا کا مقام، و بذا الہی میں لہذا مظلوم کی بددعا کو معصومی نہیں سمجھنا چاہئے ظلم و ستم سے باز  
آ کر جس کی بددعا سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

الغرض آپ جس صلح میں اور جسے تعینات رکھنے سے دیا اور آخرت کی کامیابی نصیب ہوتی ہے اور بڑے

اور ثواب کا حق و روزانہ ہے اور اپنی امانتِ حق سے بے خبر یا اور اس مرتبہ پر اپنی اپنی ہے اور ثواب اور دین  
پر ۱۰۰ روپے کا حق ہے۔

(۱) میں ابی البرداء رضی اللہ عنہ قائل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اجر کم  
ما جعل من درجۃ الصیام والصدقة والصلوة قال قلنا فی قال اصلاح ذات دین ورفد ذات  
النفس فی الحالۃ (ابی السریۃ للنجاشی) روایت ابو داؤد والنسائی (مشکوٰۃ مشرف باب دینیہ عبد  
من التہاجر والمقاطع والنازع العودات الفصل الثانی ص ۲۸)۔

ترجمہ: آخرت اور اللہ روزانہ دین ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا میں آپس میں آپس  
توں پر روزانہ حق اور اللہ کے حق سے بہت ہے۔ تم نے عرض کیا سر، ارشاد فرمایا میں حقانہ علی درستی اور باقی  
وہ (ثواب اور دین) کو اللہ نے اپنا ہے۔

لہذا جو حدیث سے اصلاح ذات دین کا بیان ہے اور اس کی فضیلت معلوم ہوئی اس سے اندر و لایا جاتا ہے  
کہ آج کل کی تعلیمات کی روشنی میں قدرتی و دینی سے اور اصلاح ذات دین (اپنی فساد) سر نہ نقصان دے کہ اس میں  
صرف دنیا کی زندگی نہیں ہے۔ تم نے کہا کہ اللہ کی طرف سے اللہ کے ثواب کو ختم کر دیا ہے۔  
اصلاح ذات دین کے متعلق ارشاد اللہ تعالیٰ ہے۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ أَصْحَابَ أَنْفُسِكُمْ وَأَطِيعُوا أَهْلَ الْبَيْتِ كَسَمِ مَوْحِشٍ وَسُورَةِ الْأَنْعَامِ  
نہ نصیر ۱ بارہ نمبر ۹

ترجمہ: تم اللہ سے ڈرو اور اپنے آپ کی حقیقت میں اسطاعت را (کہ آج کل میں خدا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور  
اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے اطاعت کرو اور  
نصیر اللہ تعالیٰ کے رسول کے اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے اطاعت کرو اور

وخرج من ابی شیبۃ والبیہدی فی الادب المفرد وابن مردودۃ والسنن فی شعب  
لا یمن عن ابن عباس فی لایۃ تعالیٰ فقیہوا اللہ واصلحو ذات بینکم قال هذا تخرج من اللہ علی  
الموعظ ان یقول الحق وان یصلحو ذات بینکم الخ۔ البرکات ص ۱۶۱ ج ۱

ترجمہ: ابن ابی شیبہ نے امر بخیر سے اللہ کے ثواب میں اور ابن مردودہ اور سنن میں اللہ تعالیٰ کے ثواب میں  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فقیہوا اللہ واصلحو ذات بینکم" کی تفسیر میں حضرت ابو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے  
روایت کی ہے آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مومن کو مکلف کیا ہے کہ وہ حق کو اختیار کریں اور باقی کے  
حققت میں اسطاعت کریں۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میں توفیق فرمادے۔

لوگوں کے ہاتھ میں اتفاق و اتحی کی بنیاد تقویٰ اور خوفِ خدا ہے:

وَأَنِتَّ لَعَنَ الْغَیْبِ بَلَدِیْں۔ ارشاد فرمایا فقیہوا اللہ واصلحو ذات بینکم و اطیعوا اللہ و اطیعوا رسولہ



نہیں دوسرے سے غیر مطمئن ہو جائے ہر عداوت میں یہ قسم کے لئے رکھا ہوا ہے کہ جو شخص طیف فی ذہن۔ قال  
ہدی

انی کہ چاہتا ہوں کہ میں ہر قسم کے  
دشمنوں سے محفوظ رہوں

یعنی جو شخص کو کبھی نہ سمجھنا چاہئے اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ ان قوموں کی عداوت میں جو ہوشیاری  
ہے وہ اس کی فکر میں رہتا ہے اور یہ اس کی نفس کی ایک بات ہے اور یہ شخص کا ہر وقت ہوشیار ہونا چاہئے اور جو اس کے  
دل کو نہیں تک ہوتی ہے پھر آئے عداوت کا واسطہ بہت دور تک چھوڑ دیا جائے اور اس کو چاہئے کہ اس سے ہوشیار رہے کہ اس کا  
مال اور جان نقصان کو پہنچا جاتا ہے اور یہ اس کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کی دیر میں تک کہ جائز ناجائز کا بھی  
خیال

نہیں رہتا اب اگر کسی سے یہ کہ بھائی یہ طریقہ غلط ہے کہ چاہئے تو کہتے ہیں کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہر قسم کے  
دشمنوں سے محفوظ رہیں تو اس کا یہ ہے کہ وہ اس کی ہر بات کو سمجھ لے اور اس کی ہر بات کو سمجھ لے اور اس کی ہر بات کو  
سمجھ لے۔ لیکن یہ کہ یہ طریقہ ہی۔ لیکن اس شخص سے بہت خوش ہوتا ہے جو میں لی لی میں لڑائی لڑا۔ اس سے  
میں آئے ہے کہ شیطان شہ کو پہنچا دے اور یہ بہت گنت چھوڑے اور وقت سارے بھٹکے اور اپنی کارروائی کر لیں اور اسے  
ہیں فیکٹ ہے کہ میں نے خود میں لی نماز آقا کر دی ایک کتاب ہے کہ میں نے ایک آدمی سے کہہ کر کہ وہ شیطان  
سب سے کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کیا (کیونکہ ان کا دور کا دور ایک قوم بہ مستغفار سے ہوسکتا ہے) پھر ایک کتاب سے  
کہ میں نے میان لی لی میں لڑائی لڑا اور یہاں سے نماز میں رہا تک کہ شہ سے نبی لی کو طلاق لی دے وہ شیطان  
اس کے گلے سے لگا لیتا ہے اور بہت کتاب لیا دیتا ہے کہ میں تو نے کیا کام کیا۔ اس میں راز یہ ہے کہ اگر وہ دوسروں میں  
عداوت ہے اس کا اثر دوسرے میں پھیلتا ہے اور میں لی لی میں لڑائی اور طلاق اور جو نے خود دوسروں کے ساتھ ان میں ہنگام  
ہو جاتی ہے۔ ۱۰۰ کی عداوت ہے۔ ۱۰۰ میں عداوت قائم ہو جاتی ہے۔ شیطان کو اتنی فرصت کہان جو ۱۰۰ آدمیوں میں  
ایک ایک عداوت پیدا کرتے ہیں دو آدمیوں لی لی میں عداوت کرنا دیتا ہے اس سے خود خود دو دو تک سلسلہ بنتی جاتا  
ہے۔ (الشیطان کا وہ سب سے اچھا بہ صراط الہی)

شیطان کی عداوت سے اس کا نام نہ کرنا عداوت ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میں نے تمہاری عداوت سے تمہاری عداوت سے تمہاری عداوت سے۔

(۱۹) عن عاصم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبحرنا بلبلد القصر  
فتلا حی رجلا من المسلمین فقال خرجت لا حیر کہ بلیغہ العذر فتلا حی قال وفلان فرفعت  
وعسی ان یکون خیراً انک فالتمسوا فی الذمعة والساعة والحامسة (ممشکو فی البخاری)  
ترجمہ حضرت عاصم کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس لئے باہر تشریف لائے کہ میں شب قدر کی اطلاع  
فرمادیں مگر وہ مسلمانوں میں جھگڑا اور تھا حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس لئے آیا تھا کہ میں شب قدر کی خبر  
کروں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا کہ اس کی وجہ سے اس کی قمیص نکال دی گئی اور یہ کہ یہ فلاں  
اللہ کے فضل میں پھر جو بہت ناہب اس رات کو نہیں دے گا تو اس اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔

ف۔ اس حدیث میں تین مضمون شامل غور ہیں مامول جو سب سے اہم ہے وہ جھگڑا ہے، جو ان قدر سخت  
 بری چیز ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے شب قدر کی عین اٹھائی گئی، اور صرف یہی نہیں بلکہ جھگڑا ہیجہ کائنات سے  
 محرومی کا سبب ہو سکتا ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہیں نماز، روزہ و صدقہ وغیرہ سب سے افضل چیز عطا ہو سکے  
 رہتی، اللہ عنہم! جو عین نے عرض کیا ضرور حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپس کا سوک سب سے افضل ہے، اور آپس کی لڑائی  
 دین کو سونڈنے والی ہے، لگتی جیسے سترے سے سر کے بال ایک دم صاف ہو جاتے ہیں، آپس کی جڑائی سے دین بھی  
 اسی طرح صاف ہو جاتا ہے، دنیا داروں سے بے خبر لوگوں کا کیا ذکر جب کہ بہت سے ایسی ہیجہیں پڑھنے والے  
 دین کے دلوں پر بھی ہر وقت آپس کی لڑائی میں جھگڑا رہتی ہیں، اول حضور ﷺ کے ارشاد غور سے انکھیں اور بھراپنے  
 اس دین کی فکر کریں، جس کے گھمنڈ میں صبح کے لئے چمکنے کی توفیق نہیں ہوتی، افضل بول میں روزہ کے آداب میں  
 گنہگار چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کی آبروریزی کو بدترین سود اور ضیعت ترین سود ارشاد فرمایا ہے، لیکن ہم لوگ  
 لڑائی کے دور میں یہ مسلمان کی آبرو کی پرہیز کرتے ہیں، نہ اللہ تعالیٰ کے نئے رسول ﷺ کے ارشادات کے خیال، خود  
 اللہ جس جلال کا ارشاد ہے ولا تقاتلوا فی سبیل اللہ الا بقرآن مت کرو، ورنہ تم جیت ہو جاؤ گے اور تباہی ہو جاؤ گے  
 جانے گی (یعنی القرآن) آج دو لوگ جو ہر وقت دوسروں کا وقار گھٹانے کی فکر میں رہتے ہیں تو پہلی میں جتنے زور کر رہے  
 کہ نہ وہ اپنے اقا کو کتنا حد سے بیچارہ ہے، پس اور اپنی امن ٹاپا کہ ہر کبیرہ حرکتوں سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کتنے نہیں  
 ہو رہے ہیں، اور پھر نہ یہ ذات بدیہی نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ  
 جھوٹ چھٹا کر رکھے اس کی حالت میں مر گیا تو سیدھا جہنم میں جاوے گا، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ہر پیر، ہر صراف  
 کے دن اللہ کی حضور کی میں بندوں کے احوال پیش ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ شانہ کی رحمت سے نیک اہل کی بدولت  
 مشرکوں کے عطا و اور ان کی مغفرت ہوتی رہتی ہے مگر جن دو میں جھگڑا ہوتا ہے ان کی مغفرت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے  
 کہ ان کو چھوڑے رکھو، سب تک صلہ نہ ہو، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ہر پیر اور ہر صراف کو اعمال کی ڈنکی ہوتی ہے اسے  
 میں تو یہ کرنے والوں کی تو یہ قبول ہوتی ہے اور استغفار کرنے والوں کی استغفار قبول کی جاتی ہے مگر آپس میں کرنے  
 والوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے کہ شب برأت میں اللہ کی رحمت عامہ خلقت کی طرف متوجہ  
 ہوتی ہے (اور روزہ اسے یہاں سے نکلتی ہے) مخلوق کی مغفرت فرمائی جاتی ہے عمرو و فحصول کی مغفرت قبول ہوتی ایک کارفرما  
 وہ جو کسی سے کینہ رکھے، ایک جگہ ارشاد ہے کہ شش شخص ہیں جن کی نماز قبولیت کے لئے ان کے سر سے ایک پالشت بھی  
 دہریں نہیں جاتی، جن میں آپس کے لئے بھی فرماتے ہیں۔ یہ جگہ ان روایات کے معاملہ کی نہیں ہے مگر چند روایات  
 اس لئے لکھ دی ہیں کہ ہم لوگوں میں عوام کا ذکر نہیں خواہ میں اور ان لوگوں میں جو شرفاء کہلاتے ہیں، وہ ہمارے کچھ  
 جانتے ہیں ان کی جاکس مان کے مجامع ان کی تقریبات اس کی حرکت سے لبریز ہیں، فانی اللہ تعالیٰ عنہ  
 اللہ تعالیٰ عنہ! لیکن ان سب کے بعد یہ بھی معلوم ہوا کہ ضروری ہے کہ یہ سب ایسی دشمنی اور عدالت پر ہے، اگر کسی  
 شخص کے فتنے کی وجہ سے یا کسی دینی سرگرمی کی وجہ سے ترک فعل کرے تو جائز ہے، حضرت ابن عمرؓ نے ایک  
 مرتبہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا ان کے بچے نے اس پر ایسا لفظ کہہ دیا جو صورتاً حدیث پر اعتراض تھا، حضرت ابن عمرؓ  
 رضی اللہ عنہما نے دم تک ان سے نہیں بولے، اور بھی اس قسم کے واقعات تک کہ امام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہیں،

مذہب اللہ تعالیٰ شانہ کی وجہ سے غلو ہے۔ حاکم کو ایسی باتوں سے روکنے والے ہیں وہ۔۔۔ غلو و افراط ہے نہ اعتدال۔  
 اسے حق تعالیٰ نے خالق ہونے والی مادی و مادیات اور آسمانی اور ارضی ہونے والے۔۔۔ ہر شے کو جو انھیں اپنے ہونے والے  
 انھیں ان دونوں میں سے ایک مصلوب کر دیا ہے۔ اس لئے کہ انھیں ان میں سے کسی ایک میں سے کسی ایک کو نہ لے سکیں۔ بلکہ ان میں سے  
 حد بہت کم ہے۔

حضرت سید محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں کہ الاموال فی حروف الطرح والیہ امور ہوتی ہیں۔ اس میں  
 یہ بات بھی اس کے متعلق بہت مفید شخصوں کی طرف سے لکھی گئی ہے۔ یہاں یہاں سے لکھی گئی ہے۔ یہاں یہاں سے لکھی گئی ہے۔  
 لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔

یہی اور بھی کار کا رہا ہے کہ انھیں مسلمانوں کی عیب پوشی کرتا ہے۔ حق تعالیٰ تعالیٰ کی رحمت میں اس کی عیب پوشی  
 اس کے لئے اور انھیں مسلمانوں کی عیب پوشی کرتا ہے۔ حق تعالیٰ تعالیٰ کی رحمت میں اس کی عیب پوشی  
 اس کے لئے اور انھیں مسلمانوں کی عیب پوشی کرتا ہے۔ حق تعالیٰ تعالیٰ کی رحمت میں اس کی عیب پوشی

حضرت سید محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔  
 لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔ لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔  
 لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔ لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔  
 لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔ لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔

یہ حد بہت کم ہے۔ (ترغیب)  
 حق تعالیٰ شانہ اس کے خلاف فرماتے ہیں کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔

لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔ لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔  
 لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔ لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔  
 لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔ لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔  
 لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔ لکھا ہے کہ ہم سے کوئی بات نہیں کی تو اس کے خلاف ہم میں سے لکھا ہے۔

معلوم کا اشارہ ہے کہ ان کوئی شخص بھی ایسے عیب سے مراد نہ ہو کہ جو حق تعالیٰ کے جواب میں  
 بھی ایسے عیب سے مراد نہ ہو کہ جو حق تعالیٰ کے جواب میں بھی ایسے عیب سے مراد نہ ہو کہ جو حق تعالیٰ کے جواب میں  
 بھی ایسے عیب سے مراد نہ ہو کہ جو حق تعالیٰ کے جواب میں بھی ایسے عیب سے مراد نہ ہو کہ جو حق تعالیٰ کے جواب میں

معلوم کا اشارہ ہے کہ ان کوئی شخص بھی ایسے عیب سے مراد نہ ہو کہ جو حق تعالیٰ کے جواب میں  
 بھی ایسے عیب سے مراد نہ ہو کہ جو حق تعالیٰ کے جواب میں بھی ایسے عیب سے مراد نہ ہو کہ جو حق تعالیٰ کے جواب میں  
 بھی ایسے عیب سے مراد نہ ہو کہ جو حق تعالیٰ کے جواب میں بھی ایسے عیب سے مراد نہ ہو کہ جو حق تعالیٰ کے جواب میں

معلوم ہے کہ اگر اس وقت کہ کئی معانی تائید کے یہاں ضرورت نہ ہو، پھر یہ واقعہ الٰہی نہیں ہوتا، جو کہ اس شخص کے لئے سفارت کی جاتی ہے، جو شرک نہ کرے، مولا کی جہنم و آسمانوں میں کہنے اور عداوت جو ان کے ہارنے میں آتا ہے، تائید الٰہی دیکھ کر، یہاں تک کہ اس میں شک نہ کرے، اور یہی تائید ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی کو افراتفراف میں نہ کرے، جو کہ اس کے لئے عداوت ہو، وہ اس کے لئے تائید ہے۔ (ابو داؤد، ترمذی، تہذیب)

حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کو اپنی رشتہ کی بات نہ کرے، اور نہ ہی اس کی بات نہ کرے، کہ مسلمان کو اپنی رشتہ کی بات نہ کرے، اور نہ ہی اس کی بات نہ کرے۔ (ترمذی)

حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی کو اپنی بات سے متاثر نہ کرے، وہ اس کے لئے تائید ہے۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ نے نبیؐ کو اپنی بات سے متاثر نہ کرنے کے لئے تائید دی، اور نہ ہی اس کی بات نہ کرنے کے لئے تائید دی، اور نہ ہی اس کی بات نہ کرنے کے لئے تائید دی۔ (ترمذی)

معلوم واقعہ میں ہے کہ جو شخص کسی کو اپنی بات سے متاثر نہ کرے، وہ اس کے لئے تائید ہے۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان کو اپنی بات سے متاثر نہ کرنے کے لئے تائید دی، اور نہ ہی اس کی بات نہ کرنے کے لئے تائید دی۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان کو اپنی بات سے متاثر نہ کرنے کے لئے تائید دی، اور نہ ہی اس کی بات نہ کرنے کے لئے تائید دی۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان کو اپنی بات سے متاثر نہ کرنے کے لئے تائید دی، اور نہ ہی اس کی بات نہ کرنے کے لئے تائید دی۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان کو اپنی بات سے متاثر نہ کرنے کے لئے تائید دی، اور نہ ہی اس کی بات نہ کرنے کے لئے تائید دی۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان کو اپنی بات سے متاثر نہ کرنے کے لئے تائید دی، اور نہ ہی اس کی بات نہ کرنے کے لئے تائید دی۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان کو اپنی بات سے متاثر نہ کرنے کے لئے تائید دی، اور نہ ہی اس کی بات نہ کرنے کے لئے تائید دی۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان کو اپنی بات سے متاثر نہ کرنے کے لئے تائید دی، اور نہ ہی اس کی بات نہ کرنے کے لئے تائید دی۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان کو اپنی بات سے متاثر نہ کرنے کے لئے تائید دی، اور نہ ہی اس کی بات نہ کرنے کے لئے تائید دی۔ (ترمذی)





تحصل ہونگے تو ان کے ذمہ الزام تراشی ہے اگر نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کو غور سے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو جائے کہ ان الزامات سے بھانپ بھی نقصان کرتے ہیں کہ جس قسم کا معاملہ یہ دوسروں کے ساتھ کرتے ہیں دیکھنا ان کے ماتھے بھی کیا ہائے گا، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تین قندان (مقامہ حسد) جیسا کرو گے ویسا بھرا گے، ایک حدیث میں وارد ہے کہ بھائی اور نسل پرانی نہیں ہوتی اور نہ بھائی یا نہیں جانا اور دین (بدلہ دینے والی ذات یعنی حق تعالیٰ شانہ) کے لئے موت نہیں (دو جی و دو قوم سے ہر شخص کے بر نفس کو کھتا ہے) جیسے چاہیں گے لو جیسا کرو گے، ایسا ہی بھرو گے، ایک حدیث میں تو روات سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے کہ جیسا کرو گے ویسا ہی بدلہ پاؤ گے اور میں یہاں سے اور سے کو پھاؤں گے اس پر اس سے جو ہے (مقامہ حسد) ایک حدیث میں انجیل سے نقل کیا گیا ہے کہ جیسا کرو گے ویسا ہی بھرو گے اور جس ترادو سے قول کرو گے اس ترادو سے قول کر تم کو دیا جائے گا (بمعنی مضمر)

مضمون القدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مسلمان یا مادے سے ایسے وقت میں دست برداری کرتا ہے جس وقت اس کی امانت کی جارہی ہو اس کی آبروریزی کی جارہی ہو تو حق تعالیٰ شانہ ایسے وقت میں اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دیتے جس وقت یہ خود کو ضرورت سے مدد ہوگا اور کوئی مسلمان کی مدد ایسے وقت میں کرے گا جب کہ اس کی آبروریزی کی جارہی ہو اور اس کی امانت کی جارہی ہو تو حق تعالیٰ شانہ اس شخص کی ایسے وقت میں مدد فرما نہیں گئے جس وقت کہ اس کو مدد کی ضرورت ہو (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ذر غفاریؓ کی مشہور حدیث میں ان کا ایک موقعی قسم حدیث کی کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے جس کے غیر میں یہ مضمون ہے کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمادیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں، یہ تمام چیزوں کے لئے زینت ہے (اور حقیقت میں جو شخص ہر امر میں اللہ سے ڈرتا ہے تو جہود و کمی عیب یا معصیت میں گرفتار نہ ہوگی نہیں سکتا) انہوں نے عرض کیا کوئی اور بات بھی بتائیجئے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طاہرہٗ قرآن اور اللہ کے ذکر کی کثرت، کھا کر روک پے آؤں میں تمہارے بھائی نہ کرے گا عیب ہے اور زمین میں تمہارے لئے انوار کی کثرت کا سبب ہے انہوں نے اور اضافہ فرمایا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخر چپ ہا کر دو کہ یہ شیطان کے دفعیہ کا سبب ہے (کہہ بان کی بدولت وہ بہت سے جاگت کے مواقع میں چھٹا دیتا ہے) اور چپ رہنا دینی کاموں کے استقامت میں معین ہے (کہ جس شخص کو فضول کوئی کام مرض ہوتا ہے بہت سے دینی کاموں سے محروم رہتا ہے) انہوں نے اور اضافہ فرمایا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زیادہ بولنے سے احتراز کیا کرو کہ اس سے دل مرچا سا ہے اور چہرے کی روشنی ناکل ہو جاتی ہے۔ انہوں نے اور زیادتی چاہی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق بات کہو چاہے کڑی ہی معصوم ہو، انہوں نے اور اضافہ فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت کی پروا نہ کرو اور پھر اضافہ کی درخواست پر ارشاد فرمایا کہ اپنے محبوب پر غصہ کرنا تمہیں دوسروں کے محبوب پر نظر کرنے سے روک دے۔ (مشکوٰۃ)

یہ اخیر حکم میرا اس جگہ مقرر ہے کہ ہم لوگ ہر وقت دوسروں کے محبوب کی غمخیزی رہتے ہیں اگر ہمیں اپنے محبوب پر نظر کاچھٹے ہو جائے تو نہ دوسروں کے محبوب دیکھنے کی فرصت ملے نہ ان کو پھیلانے کی ہمت چلے۔ ہر ہر وقت اپنے محبوب کا فکر نہ کرے، ہے





وہ ہمیں کان میں اقامت دینی چاہتی تھی، یہ جرات نہ رکھتا تھا کہ وہ اس کا اثر سب سے پہلے  
شربت سے پہلے ہی سمجھ لے گا۔ چنانچہ اس کے دل میں اللہ رب العزت کی اخصت و سیرانی تو یہی  
ساتھ رہا اور انہی فکر کے ذریعے وہ کسی شے کے لیے آواز نہ پھیلانے کی حالت میں نہ رہا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ  
اس کی اس پیش قدمی پر شوکانہ اس میں نہایت دلچسپی نہ لے گا۔ وہ اس کے لیے ایک نیا عالم  
پیش کرتا تھا۔ اس کے اندر پہلی بار بھی اس کے خیالی سے دور رکھنے کا نظم مارا۔ اس نے ہر گوشہ میں  
کوئی نہ دیکھنے سے پہلے ہی اس کا رخ بدل دیا۔ اس نے اس کے لیے ایک نیا عالم پیش کیا۔ اس نے ہر گوشہ میں  
کوئی نہ دیکھنے سے پہلے ہی اس کا رخ بدل دیا۔ اس نے اس کے لیے ایک نیا عالم پیش کیا۔ اس نے ہر گوشہ میں

مورتوں کو لے کر تیسری جماعت میں جانا۔

(۱۰) سوال کیا کہ یہ ہے جس مقام پر اس صندھ میں کہ میں اپنی اہلیہ کو نے کچھ سی بیعت میں یہ لکھا ہوا۔  
موجودہ دیہات میں ہے یہ لکھا ہے کہ میں نے لکھا ہے۔

(احزاب) کہ انہیں صلیبیوں سے لڑنا تھا جس کے لیے راجہ سلطانیہ پتہ دے دیں تھے۔ اور انھیں  
خبر میں پہنچا کہ اسلام آباد ہے، جو انہیں غیبی خبر تھی۔ انھوں نے اطمینان حاصل کیا

شیخ وادین کے ساتھ سلام و کلام اور ان کے لئے رہائے منفرد ہے :

۱۔ سوال :۔ انیس اور بیسویں صدی میں سنائی گئی شیعہ تھے۔ احمدیہ کتاب، پورے غرض سے لکھی ہوئی ہے کہ  
 عالم بنی۔ عرب کے لئے فقرت لی۔ اور ان کو۔ انوں طریق کے مطابق سلام کرنا، ان کے سر مبارک کو بوسہ دینا  
 اور شیعہ و انیسویں صدی کے تمام عرب کتب کا یہ مضمون ہے کہ ”پچھلے زمانہ کی اللہ مایاں تھے اور اب سیدنا میں  
 وجود نہ رہا کا کتاب ہے۔“ انیسویں صدی کے لئے ان کے لئے اور ان کے لئے ہیں۔ شیخ ابو الو

[illegible]

ترتیب میں کتاب الزکات میں دیکھ لیا جائے۔ از مرتب۔

ان کے علاوہ اور بھی کفریہ عقائد ہیں مثلاً: (۱) قریب قرآن کا قائل ہونا (۲) حضور اکرمؐ کی وفات کے بعد چار شخصوں کے سوا سارے صحابہؓ کو مرتد قرار دینا (۳) اہل بیتؑ کی کفر کی طرف پست گئے تھے اور ان کو اللہ اور اللہ کے رسولؐ اور محمدؐ پر جھڑپوں سے ملنے والے تھے اور ان کی عزت میں ان کی وفات ہوئی تو یہی تو فتنے کا بیج ہے۔ (۴) امام موصوم و مفتوحؑ کے ساتھ اس پر وہی بات کہ جی آتی ہے اس کو حال و مراہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ (۵) تمام کلمات و شرائط و صفات میں انبیاءؑ کا نام لیا جاتا ہے ان میں اور بیہودہ کئی فرق نہیں ہوتا لہذا مسلمانوں کا مرتبہ بیہودگی سے بھی بالاتر ہے (۶) امام مارا لفرقان خصوصاً شاعت "نہی اور واث" عربیہ کے بارے میں علم و کرام کا متفق فیض۔ "انتورج" سہریہ۔

سوال میں آپ نے ان کے عقائد کے متعلق جن کا جو عقیدہ تحریر کیا ہے اس کے لغو اور شرک ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے اس لئے اس قسم کے عقائد کے درمیان شیعوں کو منوں طریقہ کہ مطابق اسلام کرنا مسنون طریقہ ہے۔ مطابق ان کے اسلام کا جواب یہ ہاں کی معذرت کی دعا کرنا چاہئے نہیں ہے ہاں ان کے لئے بدعت کی دعا کرنا بالکل جائز ہے باقی والدین کے ساتھ جن سلوک و رسلہ میں کہ یہ الگ مسئلہ ہے۔ حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ والدین کافروں کی بھی ان کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کی وجہ سے حدیث میں ہے۔ عن انسؓ جب امی بکسر قالت قدمت علی امی وہی مشرکۃ فی عہد قریش فقمت بارسولی اللہ ان امی قدمہ علی وہی راغیۃ فلما صلبھا قال ھو صلیبھا۔ متفق علیہ۔ اہل بیتؑ اہل بیت الی محمدؐ فرمائی ہیں کہ میری والدہ جو مشرک تھیں قریش کے ساتھ مسیح کے زمانہ میں (جس میں حدیث سے زعم) میرے پاس آئیں۔ میں نے اللہ کے رسولؐ سے عرض کیا میری والدہ آئی ہیں اور مجھ سے اس کی امید رکھتی ہے لہذا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کروں۔ "آب نے اشارہ فرمایا قرآن کے ساتھ صلہ رحمی کرو (بخاری و مسلم) بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۶۸۹ ج ۳۱۹ باب لہ و صلۃ (لفظ اللہ علم یا جواب۔

# خواتین کے لئے دلچسپ لوماتی اور مستند اسلامی کتب

حضرت تھانویؒ	انگریزی	اردو	تحفہ زوجین
• • •			بہشتی زیور
• • •			اسلام خواتین
• • •			اسلامی شادی
• • •			پردہ اور حقوق زوجین
مفتی خفیر الدین	"	"	اسلام کا نظام عفت و عصیت
حضرت تھانویؒ	"	"	جیلہ ناجرہ یعنی عورتوں کا حق
ابیدلطیف تھانوی	"	"	خواتین کے لئے شرعی احکام
نیسہ سیدان ندوی	"	"	سیر الصالحات مع اسوۂ صالحات
مفتی عبدالرؤف صاحب	"	"	چھ گناہ گار عورتیں
• • •	"	"	خواتین کا حج
• • •	"	"	خواتین کا طلاق نماز
ڈاکٹر حفصہ فی مہین			ازواج مطہرات
امجد حنیل حبیب			ازواج الانبیاء
عبدالعزیز تھانوی			ازواج صحابہ کرام
ڈاکٹر حفصہ فی مہین			پایک سے تین کی پائی صاحبزادیاں
حضرت یاسین فرحان صاحب			تیمب سبیاں
امجد حنیل حبیب			جنت کی خوشخبری اپنے والی خواتین
• • •			دور نبوت کی برگزیدہ خواتین
• • •			دور تابعین کی نامور خواتین
مولانا عاشق ابلی بڑبڑی	*	*	تحفہ خواتین
• • •	*	*	مسلم خواتین کے لئے بہت سبق
• • •			زبان کی حفاظت
• • •			شرعی پردہ
مفتی عبدالغنی صاحب	"	"	میاں بیوی کے حقوق
مولانا ادیس صاحب	"	"	مسلمان بیوی
حکیم طارق محمود			خواتین کی اسلامی زندگی کے سائنسی حقائق
نذیر محمد بک جی			خواتین اسلام کا مثالی کردار
قاسم عاشور			خواتین کی دلچسپ معلومات و نصائح
نذیر محمد بک جی			اسرار المعروف و غیبی عن المنکر میں خواتین کی ذمہ داریاں
امام ابن کثیرؒ	*	*	قصص الانبیاء
مولانا اشرف علی تھانوی	*	*	اعمال و سائنس
صوفیہ حسنہ الزمخنی			آئینہ عملیات
• • •			اسلامی وظائف

قرآن و حدیث سے ماخوذ وظائف کا مجموعہ

فہرست کتب و وظائف  
جلد ۱۱۵

پیشہ دار والا شاعت اردو بازار ایم بی جٹ روڈ کراچی فون: ۲۶۱۳۸۶۱-۲۶۱۳۸۶۲